ترتیب و تنظیم گروہ مصنفین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ
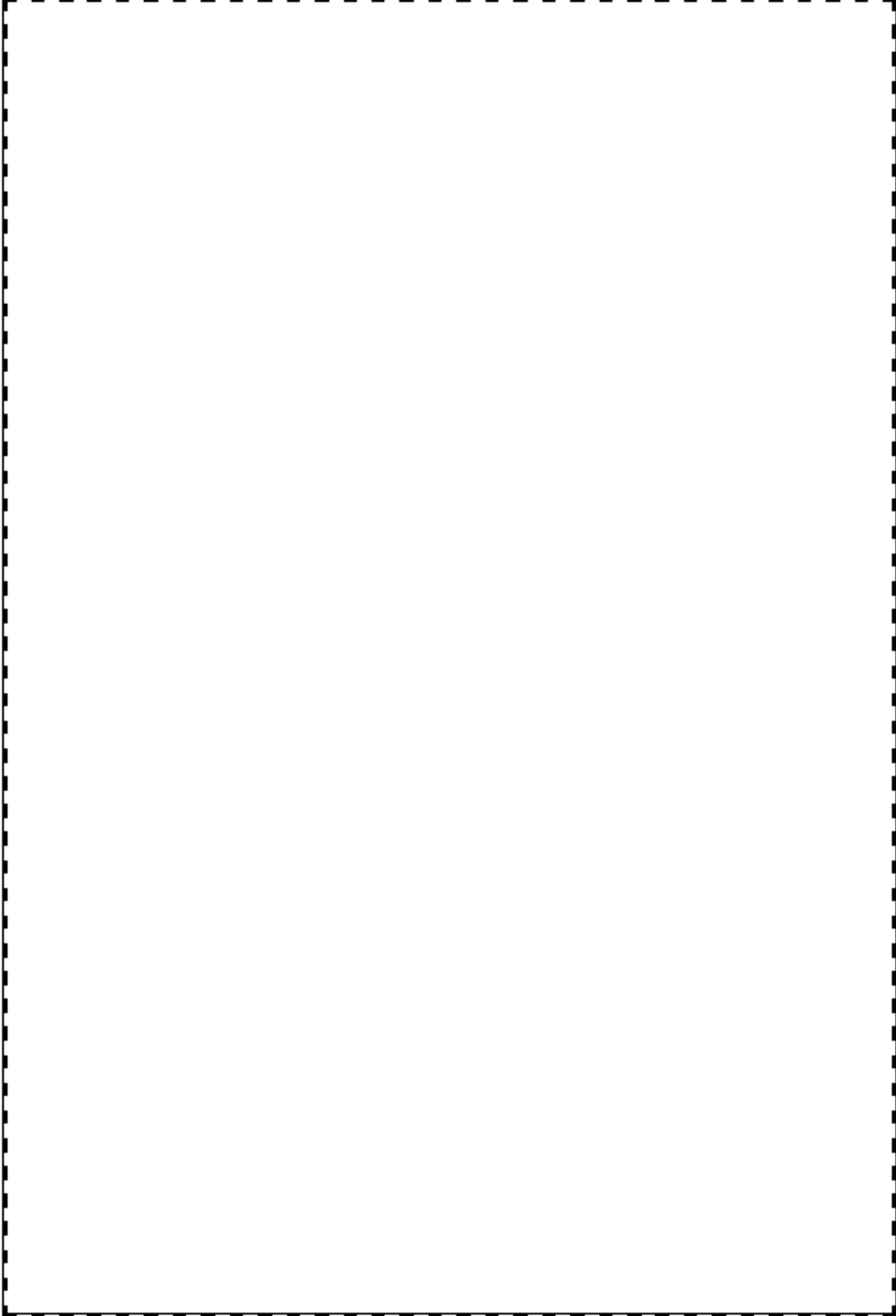
مذہب چھورکا

گروہ مصنفین

أُولئِکَ الَّذینَ اشْتَرَوُا الضَّلالَةَ بِالْهُدی فَما رَبِحَتْ تِجارَتُهُمْ وَ ما کانُوا مُهْتَدینَ☆

(بقره.۱۶)

نام کتاب.........................مذہب چھورکا

تنظیم وترتیب وتصحیح.................... گروہ مولفین

ناشر...............................دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

www.sibghtulislam.com

انتساب:۔

۱۔خاندان وفروپا کے ابوجہل غلام رضااوران کے فرزندان جعفرو برادران بشیرو برادرزادگان نبی، عباس مفتری اورمحمد رضاحاجیہ وشکورو دیگر، ماؤں بہنوں کے حقوق کے قابضین چھورکاہ۔

۲۔قرآن ومحمدؐ سے روگردانی کرکے آغاخانیوں کے داعی بننے والے ضامن،طٰہٰ اورمظاہر۔

۳۔مسجد ضرار کبیرو صغائر چھورکاہ وارثان ابوعامر راہب کے نام۔

خاندان وفروپا

وفروپا کے دومصداق ہیں۔

۱۔مصداق نسبی میں یہ لوگ آتے ہیں۔

۱۔ابوجہل غلام شیطان اوران کے فرزندان۔

۲۔حسین اوران کے فرزندان جعفرناشناس وناقدروبرادران۔

۳۔بشیروفرزندان وبرادرزادگان۔

۴۔نبی پاگل وفرزندان۔

۵۔عباس مفتری وفرزندان۔

۲۔وفروپا رمزی پورے چھورکاہ کے اپنی ناموس ماؤں بہنوں اوربیٹیوں کے حقوق کے ظالم غاصبین آتے ہیں۔

تمہید

حمد و ثناء بے نہایت و بے پایاں اس ذات جامع صفات و کمالات کیلئے لائق سزاوار ہے جس نے اس ناچیز مظلوم و مقہور کو اس قریہ کنود و عنود، عتوت و حسود و قسود، ظلوم و جہول، عقائد ادیان باطلہ، احکام و اخلاق اباحیہ کو رواج دینے، احکام قرآنیہ و محمدیہ کو معطل و موقوف کرنے والے غلات مردودہ خطابیہ و دیصانیہ، سرحوبیہ و غرابیہ کو رواج دینے، مسلمان سنیوں سے نفرت، دین و شریعت کے ناسخین کا استقبال، اپنی ناموس کا محرم بنانے اور مساجد تقویٰ کی جگہ مساجد ضرار ابو عامر تعمیر کرنے اور اپنی عزیز ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کو اللہ کے دیئے ہوئے تمام حقوق سے محروم کرنے والے قریہ ظالمہ وقاسیہ سے رہائی دی ہے۔﴿ أَخْرِجْنَا مِنْ هَـٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَ اجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَ اجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيراً ﴾ ۔(نساء۔۷۵)

شکر و ثنا اس ذات باری کے لیے سزاوار ہے جس نے شعر و شعراء کو گمراہ کنندہ قرار دیا اور مجھے ہر آئے دن مدائح اہل بیت کے نام سے توہین الوہیت و رسالت و قرآن کرنے والوں اور بت نصب کرنے والوں سے رہائی دی۔ ہزاروں سلام و درود ہو اس نبی مبعوث رحمۃ اللعالمین خاتم المرسلینؐ پر جن کا نام گرامی لینے سے گریز و پرہیز کرنے والوں سے مجھے نجات دی۔ لائقِ آفرین ہیں وہ آل اطہار و اصحاب اخیار جنھوں نے حالت ضراء و سراء (حالت گوارو ناگوار) میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا اور اپنی جانیں قرآن و محمدؐ پر نثار کی ہیں۔

قال اللہ و قال الرسولؐ کی جگہ قال بوا شاہ عباس کہنے والوں سے رہائی دی ہے۔ سلام و درود اس محمد خاتم انبیاء و مرسلین ﷺ پر جنھوں نے اللہ کے دین میں داخل کردہ تمام اباطیل و خرافات

کا سرزمین مکہ مکرمہ ام القریٰ و جزیرہ عربیہ سے صفایا کرتے ہوئے بت خانوں کو مسمار کیا اور دین فروشوں کے چہرہ سے کشف نقاب کیا۔

نفرین و بے زاری ان اماکن و ساکنین پر جہاں مداح و مصائب کے نام سے اہل بیت و اصحاب اخیار کی اہانت و جسارت کی جاتی ہے اور وحدت امت کی جگہ افتراق و انتشار مسلمین کی تلقین کی جاتی ہے۔ مسلمین کی جگہ منافقین و خائنین کی توقیر کی جاتی ہے۔

ان کے ساکنین معمار مساجد ضرار وارثین ابو عامر راہب مسیحی اور معز الدین فاطمی کی پیروی میں مساجد ضرار بناتے ہیں۔ چھورکا والے وقتاً فوقتاً مساجد تقویٰ کو گرا کر مساجد ضرار کی تعمیرات میں مسابقہ و مسارعہ و مقابلہ میں مصروف رہتے ہیں، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ان کے عزائم و منویات سوء کو خاک میں ملا کر ان کے کید کو ان کے نحور میں پلٹائے ،شعائر اسلام کو کافرین وملحدین کے تسلط سے رہائی دے۔ احکام قرآن کو پس پشت ڈال کر دولت بنانے والوں کی گردن میں اس مال کو طوق بنا دے اور ان کی حرام کی کمائی کو ان کے جلانے کا ایندھن بنا دے۔

حاضر صفحات موضع چھورکا سے غم وغصہ کی بھڑاس نکالنے یا کسی سے جذبۂ انتقامی کی خاطر نہیں بلکہ اہل بیت اطہار کے نام سے قرآن اور سنت و سیرت حضرت محمدؐ سے مزاحمت کرنے، مقدرات اسلام سے کھیلنے اور شعائر اسلام کی جگہ شعائر اہل باطل کو فروغ دینے والوں کے چہرے سے نقاب اتارنے کے لیے لکھ رہا ہوں۔ کسی قوم وملت یا علاقے کے بارے میں وقائع وحقائق کی روشنی میں یا دلسوزی میں انہیں ان کی غلط کاریوں کی طرف توجہ دلانا قابل مذمت نہیں کیونکہ فاسد عقائد رکھنے والی قوموں کی مذمت بعض فطرت سلیم رکھنے والے کیلئے باعث عبرت بھی ہوتی ہے نیز یہ سنت خالق متعال بھی ہے اللہ نے اپنی کتاب میں اپنی خلق کردہ مخلوقات قوم ھود، ثمود اور قوم صالح و

شعیب کی مذمت کی ہے۔﴿أَ لَمْ یَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذینَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَ عادٍ وَ ثَمُودَ وَ قَوْمِ إِبْراهیمَ وَ أَصْحابِ مَدْیَنَ وَ الْمُؤْتَفِكاتِ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّناتِ فَما كانَ اللَّهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَ لكِنْ كانُوا أَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُونَ﴾(التوبہ۔۷۰)

نہج البلاغہ کے خطبہ۳۴ میں حضرت علی نے فرمایا:

﴿ اف لکم لقد سئمت عتابکم ارضیتم بالحیاۃ الدنیا من الاخرۃعوضا ۔ وبالذل من العز خلفا﴾

حیف ہے تم پر، میں تو تمھیں ملامت کرتے کرتے بھی اکتا گیا ہوں کیا تمھیں آخرت کے بدلے میں ذلت ہی گوارا ہے۔

حضرت علی نے عربوں سے خطاب میں فرمایا:

﴿ وانتم معشر العرب علی شر دین و فی شر دار منیخون بین حجارۃ خشن و حیات صم تشربون الکدر و تاکلون الجشب و تسفکون دمائکم و تقطعون ار حامکم الاصنام فیکم منصوبۃو الاثام بکم معصوبۃ ﴾(نہج البلاغہ مفتی جعفر حسین صفحہ۱۶۴ خطبہ۲۶)

ترجمہ:اے گروہ عرب اس وقت تم بدترین دین پر اور بدترین گھروں میں تھے کھردرے پتھروں اور زہریلے سانپوں میں بودوباش رکھتے تھے گندا پانی پیتے اور جھوٹا کھاتے تھے ایک دوسرے کا خون بہاتے اور رشتہ قرابت قطع کیا کرتے تھے بت تمھارے درمیان گڑھے ہوئے تھے اور گناہ تم سے چمٹے ہوئے تھے۔

نہج البلاغہ خطبہ۲ میں حضرت علی نے عربوں سے خطاب میں فرمایا:

تم لوگ بدترین حیوانگی میں زندگی گزار رہے تھے سونے کی راحت تمھیں نصیب نہیں تھی تمھاری آنکھوں سے آنسو جاری تھے عالم لجام زدہ تھے ۔جاہل تمھارے پاس محترم ومکرم تھے۔

خطبہ۱۳ میں اہل بصرہ کی مذمت میں فرمایا:

تم عورتوں کا لشکر ہو حیوان کے تابعدار ہو جہاں تمھیں آواز دیتے ہیں وہاں جاتے ہو تمھارے اخلاق بہت پست ہیں ۔تمھارا دین نفاق ہے تمھارے درمیان رہنے والے گناہگار ہیں تم سے ہجرت کرنے والے اللہ کی رحمت سے ہمکنار ہیں ۔اسی خطبہ میں حضرت علی نے فرمایا تمہارا شہر بہت گندی جگہ ہے شورش زدہ پانی سے قریب اور آسمانی رحمت سے دور ہے یہاں دس میں سے نو حصہ شر چلتا ہے تمھارے درمیان میں رہنے والے گناہ کی گرفت میں ہیں یہ جگہ چھوڑنے والے اللہ کی رحمت کے سائے میں ہیں میں دیکھ رہا ہوں تمھارے یہ شہر کسی نہ کسی دن غرق ہونے کے دہانے پر ہیں۔

عقیلۂ قریش زینب کبریٰ نے اہل کوفہ سے فرمایا!

اے غدر مکر، دھوکہ، فریب ، کینہ والو، غدر و دھوکہ تمھارا شیوۂ قدیم ہے یہ تمھاری سنت قدیم میں رہا ہے رونا تمھارا مقدر ہوگا خوشی تمھیں نصیب نہیں ہوگی ۔

چھورکا کے مشرق میں بلند و بالا چراگاہ ہے جہاں گرمیوں میں مال مویشیوں کو لے جاتے ہیں گرمیوں میں وہاں رہتے ہیں وہاں جانے والوں کے خیالات وہاں پہنچنے کے بعد بدل جاتے ہیں ،شرافت کی گفتگو ختم اور فحش گالی اور نازیبا گفتگو شروع ہو جاتی ہے،بعض کے خیال میں وہاں جانے والے انسان وہاں پہنچنے کے بعد انسان نہیں رہتے ہیں بہائم بن جاتے ہیں ۔تکالیف شرعیہ اگر کوئی انجام دیتے بھی تھے تو وہاں ساقط ہو جاتی ہیں ۔بعض کی نظر میں یہ جگہ ان کے اجداد کی تھی ان کے

اجداد نے یہ جگہ آباد کی تھی۔بار بار فساد قائم کرتے ہیں۔مغرب میں پہاڑ ہے پہاڑ اوران کے درمیان دریا حائل ہے،یہ دریاان کی آبادیوں کوویران کرتا ہے۔

شمال میں علاقہ شگر کامرکزی علاقہ ہے یہاں ساکنین والوں کے مذہب پرسورہ تکاثر صدق آتی ہے،یہاں والے اپنے آباءواجداد پرفخر کرتے ہیں یہاں مرکزی حیثیت راجگان کوحاصل ہے باقی ان کی رعایاتصور ہوتے ہیں۔دنیا میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جواپنی رعایا کی ذلت وخواری،فقرو بدبختی کے خواہاں ہوتے ہیں۔رعایا جتنی ذلیل،حقیر اورخسیس ہوگی ان کی عزت اتنی ہی محفوظ ہوگی۔الہٰذاقدیم زمانے سے یہاں شرافت وفضیلت ترقی وتمدن والی چیزوں کی اشاعت وفروغ پر راجوں کی کڑی نظر ہوتی ہے ہروقت روکتے تھے جس طرح بلوچستان اورسندھ کے نوابان کرتے تھے

۔

یہاں ذیلی دواورخاندان رہتے ہیں جوان کے طفیلی کی حیثیت رکھتے ہیں،ایک کووزراء کہتے ہیں یعنی راجوں کے گھروں میں ان کے خدمت گارو مشاورلوگ اوردوسرے سادات۔ان کے نظریات وخیالات بھی دیگران کے لئے اچھے نہیں ہوتے ہیں ان کے خیال میں ’’اونچی نسل‘‘ راجوں کے بعد یہی دو ہے باقی سب گدھے ہیں۔دین وایمان ان خاندانوں میں مغرب میں اتوارکوسکول میں چھٹی جیسے ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں پڑھے لکھوں کی بجائے مظاہر دینی،محراب وضمیر پر جاہل ان پڑھ امام جماعت جمعہ صاحب محراب ومنبر ہوتے ہیں۔

موضع چھورکاعلاقہ شگر سے پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پرواقع مسطح مشجر وگنجان،۱۰نمبرداروں کے زیراثر آبادی ہے پورے بلتستان اورضلع شگر میں یہاں پرعلاقہ کے سب سے پسماندہ لوگ ہیں۔یہ عرصہ ۴۰ سال سے نواب شگراورنواب گلاب پورکے پاؤں کے تلے پس رہے ہیں ابھی تک

انہیں ان پر رحم نہیں آیا ہے اور ان کے مولوی بھی انہیں صبر کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔

یہاں کے ہاریوں نے خود کو اپنے چوہدریوں، خانوں، کھڑ پنچوں اور نام نہاد پڑھے لکھوں کی اتباع میں قرآن و سنت محمدؐ سے ناواقف علماء کے نام نہاد فتاوی غیر شرعی کے تحت ووٹ فروش، خیانت کار فتنہ پرور ندیم اور شگر کے استحصال کنندہ مغرور و متکبر قوم کو کھیل میں مصروف رکھ کر منصوبہ فروش راجہ اور ووٹ فروش ندیم کے درمیان چکر میں رکھا ہے ان کا کل دین کل ترقی و تمدن ان دونوں کو اپنے مقدرات سے کھیلنے اور عیش و نوش کرنے دینا ہے۔

اگر کوئی ہم سے یہ سوال کرے کہ جناب آپ کی پیدائش اسی علاقے میں ہوئی ہے آپ نے تعلیم چھوڑ کر دوبارہ وہاں جا کر تبلیغ و ترویج دین میں سات آٹھ سال گزارے ہیں آپ کے مشاہدہ و تجربہ اور دید و تحقیق میں یہاں والے کس مذہب پر ہیں تو میں ان سے وہی کہوں گا جو مشہور شاعر عرب فرزدق نے امام حسینؑ کے سوال کے جواب میں کہا تھا جہاں امام حسینؑ نے اس سے پوچھا تھا اہل کوفہ کے بارے میں کیا معلومات رکھتے ہو تو فرزدق نے امام حسینؑ سے کہا آپ نے ایک باخبر اور واقف و آگاہ شخص سے پوچھا ہے میں یہاں کے لوگوں کے دگر گوں حالات اور منافقانہ رویوں سے واقف و آگاہ ہوں۔ اس طرح میں بھی چھورکا والوں کی بے دینی، اغیار پرستی، بے وفائی، کوفہ نمائی، غیرت و ناموس سے عاری رہنے والوں کی زندگی کے بارے میں اچھی واقفیت رکھتا ہوں۔

آپ نے باخبر انسان سے پوچھا، میں اہل چھورکاہ کے مذہب سے واقف و آگاہ ہوں لیکن یہاں میں اپنے عرائض پیش کرنے سے پہلے دو حقیقت ناصعہ و قاطعہ ناقابل تردید پیش کرتا ہوں کہ چھورکاہ اور پاکستان کی حدود اربعہ کے اندر ہر قطعہ میرا وطن ہے میں ایران چھوڑ کر یہاں آیا، فرانس جانے کی پیش کش کو مسترد کیا، دبئی اور شارجہ میں امام جمعہ و جماعت کی پیش کش کو بھی قبول نہیں کیا

فقر و فاقہ،کالی چائے اور روٹی کے ساتھ قناعت کر کے دین و ملک کی خدمت کو ترجیح دی، یہاں مولویوں سے دین کو کوڑیوں میں خریدنے والے ذلیل وخوار لوگوں کو اپنے سے دور کیا اپنی زندگی کو ۵۰ فیصد پر تنزل کیا،اس ملک عزیز کے حدود اربعہ کی حمایت و دفاع میرا دینی فرض ہے خاص کر انسان مسلمان کے لئے وطن واقعی وہی ہے جہاں اس کو اپنے عقائد ونظریات پیش کرنے کی فضاء و ماحول ساز گار و مجاز ہو،اس حوالے سے کراچی کا انتخاب کیا جو ۳۰ سال سے مجھے برداشت کر رہا ہے اور یہاں ہم نے پڑوسیوں سے یا انتظامیہ سے کسی قسم کی اذیت و آزار نہیں دیکھا ہے۔

یہ میرے لئے عزیز ہے لیکن چھورکا اگرچہ میرا محل پیدائش ہے، یہاں اگرچہ میرے عزیز و اقارب اور جائیداد ہے لیکن وہاں جاری صورت حال میں خاص کر دین کو یان کو باطل کو یان نے اپنے مفاد کی خاطر لجام ومطعون کر کے رکھا ہے وہاں دین عزیز اسلام کو تہہ و بالا کرتے سنا ہے دین سے کھیلنے والوں کا غرور و تکبر کئی گنا بڑھ گیا ہے ترک صلاۃ کے علاوہ افطار نہار رمضان عام جاری و ساری رہتا ہے غرض ان حالات نے مجھے غمزدہ کیا ہے اور اس بارے میں گفتگو کرنا میرا دینی فرض ہے۔میرا قلم میرا نمائندہ ہے۔

ہمارے تجربہ وتحقیق کی روشنی میں:

چھورکا والوں کو بے دین کہہ سکتے ہیں لیکن لامذہب نہیں کیونکہ وہ ایک مذہب پر ہیں جس کی وضاحت آگے آئے گی۔قرآن کریم کی آیات کریمہ کے تحت دین صرف اسلام ہے﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَام﴾ (العمران۔۱۹)۔اسلام کے بغیر اللہ کو کوئی دین قبول نہیں﴿وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران۔۸۵)اسلام کو اللہ نے مکمل کیا ہے کسی مجتہد یا ان کے وکیل کی ضرورت نہیں ہے﴿ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ

أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيناً فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (مائدہ۔۳) مرتے وقت مسلمان مرنے کا حکم ہے﴿يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَ لا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران۔۱۰۲)۔

دین میں کسی ملک یا بشر کا کوئی حصہ نہیں ہے جبکہ مذہب دشمنان اسلام کا پیوند ہے جسے اللہ قبول نہیں کرتا کیونکہ مذہب کولوگوں نے بنایا ہے۔مذہب دین پر پیوند ہے مذہب دین سے نکلنے کے راستے کو کہتے ہیں جوامت اسلامیہ میں عداوت وبغض ونفرت کے بیج کا کام کرتا ہے۔چھورکاہ والوں کا کہنا ہے کہ وہ مذہب اہل بیت پر ہیں یہ سفید جھوٹ ہے۔ان کے منابر سے نشر ہونیوالے تمام کلمات سوائے تلاوت آیات قرآن سب کے سب قرآن اور حضرت محمدﷺ حتیٰ خود اہل بیت پر تہمت وافتراء ہیں۔ان کا اہل بیت محمد سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہاں کسی اوراہلبیت سے وسل ہو سکتے ہیں،اسی طرح ان کا کہنا کہ ہمارے مذہب کے بانی امام صادق ہیں یہ امام صادق پر افتراء وتہمت ہے۔وہ اسلام کے مقابل مذہب بنانے والے یہودیوں اورمجوسیوں کے وارث نہیں تھے وہ نواسہ رسول اللہ تھے فرزند علی وحسین تھے۔یہاں کے مذہب کا حضرت علی،امام حسین اورامام صادق سے دور کا بھی رشتہ نہیں ہے بلکہ ان کا کردار وگفتار،سیرت واقوال اورمسلمانوں سے سلوک بتاتا ہے کہ یہ اہلبیت محمدﷺ کے نہیں بلکہ اہلبیت ابی الخطاب اسدی،مغیرہ عجلی اور اسماعیل صفوی کے پیروکار ہیں۔مسلمانوں کا نظام حیات قرآن کریم ہے جبکہ ان کے صحیفہء اعمال کے بارے میں ان کے شاعر گمراہ کا کہنا ہے۔''ہماری کتاب کا نام یاعلی کہنا ہے''۔

ابتدائی مرحلے میں ہم بھی انھیں شیعہ علی ابن ابی طالب سمجھتے تھے اورخود بھی اسی مذہب پر

تھے کہ علی کے توسط سے رسولؐ اللہ تک پہنچ جاؤں ،علی کے توسط سے شریعت تک پہنچ جاؤں ۔ہم سمجھتے تھے یہ لوگ جاہل و نادان ہیں وہ صرف شیعہ علی ہونے کو کل دین سمجھ رہے ہیں علی کے نام کے علاوہ انھیں کسی اصول کا پتہ ہے نہ فروع کا اور نہ شریعت پر کاربند ہیں ۔ان کا کردار علی کے کردار سے نہیں بنتا بلکہ یہ ضد کردار علی تھے ۔ہم نے کوشش کی ان کو کردار علی بتاؤں ،کردار حسین بتاؤں ،وہ خاموشی سے سنتے تھے لیکن عمل پیرا ہونے سے گریز ہی کرتے تھے ۔

۱۔انکے کردار و گفتار سے واضح و روشن تھا وہ منکر قیامت ہیں بلکہ اللہ و رسول ﷺ اور قرآن کا مسخرہ کرتے تھے اور بانگ دہل کہتے تھے کون جا کے واپس آیا ہے ۔قیامت کے بارے میں ان کا عقیدہ وہی مشرکین والا تھا کہ یہی ذوات ہماری شفاعت کریں گی ۔ان کی عزاداری رونا پیٹنا ،چرس وشراب پی کے سینہ زنی کرنا ان کی پہچان تھی ،نماز روزے سے چڑتے تھے ۔انہی سینہ زنوں کے قائدین میں سے ایک سے ماہ رمضان میں کسی نے پوچھا حاجی صاحب روزہ کیسا گزر رہا ہے؟تو کہنے لگے اچھا گذر رہا ہے جیب میں سگریٹ ہے آگے ہوٹل ہے کسی قسم کی مشکل نہیں ہے ۔مجالس امام حسین پر یہی اوران جیسے فاسدوں کا قبضہ تھا اللہ جلدی انہیں اپنے عذاب کی گرفت میں لے گا۔

۲۔حتیٰ معاشرے پر انہی کی اجارہ داری ہے ،اس بڑی گنجان آبادی میں ہزار چولہے سے زیادہ کی آبادی میں کسی جگہ جمعہ و جماعت نہیں ہوتی تھی ،الہٰذا شہر میں کتنے نمازی تھے پتہ نہیں چلتا تھا ۔

۳۔مال حرام کھانا دوسروں کی زمین پر قبضہ کرنا ،ڈرا دھمکا کر ہبہ لینا اور صنف خواتین کو اپنی ارث سے باہر رکھنا وہاں ایک معمولی سی بات تھی ،اسے کراہت تک نہیں سمجھتے تھے ،یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے ۔

۴۔جھگڑا و فساد اور بے بنیاد مسائل پہ نزاعات ان کا معمول تھا ۔جب بھی ان کا کھڑ پینچ

چا ہے فساد برپا کرتے تھے صلہ ارحام میں بھی بغض وعداوت بدترین صورت حال اختیار کئے ہوئے تھے، یہ سلسلہ بھی ابھی تک جاری ہے خاص کر صاحبان دولت کے دل کدورت سے بھرے ہوئے ہیں۔

۵۔حضرت محمدؐ کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور برائے نام مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، کبھی محمدؐ کا نام نہیں لیتے تھے۔علماء جو دین سکھانے والے تھے ان کو حضرت محمدؐ کی نبوت ورسالت پر ایک گھنٹہ گفتگو کرنا نہیں آتی تھی، چنانچہ فوراً کہتے علی نفس رسول ہیں اس کیلئے آیت مباہلہ کی اپنی من مانی تفسیر کرتے تھے، سمجھ میں نہیں آتا انہیں پیغمبرؐ کا نام گرامی لینے سے چڑ کیوں ہے۔ دس بارہ سال حوزہ میں درس حاصل کرنے والے بھی کہتے ہیں کہ علی نفس رسول ہیں۔ دنیا میں کوئی ہستی نہیں کہ جو ہر جہت سے کسی دوسرے کا نفس بنے، کوئی انسان دوسرے انسان کا نفس نہیں بنتا عزیز بنتا ہے، لیکن ہر لحاظ سے ایک ہونا صرف مذہب حلولی میں ہے۔اگر ضامن وطٰہٰ مدعی امامت امیر المومنین ہیں، مسجد ضرار میں امیر المومنین کے ۱۸ ذی الحجہ غدیر کے دن کے قصائد فاسدو مشرکانہ کی جگہ دونوں حضرت علی اور آج کے دن کے بارے میں دو الگ موضوعات پر بغیر تکرار مدلل قرآن اور روایات سے ایک گھنٹہ تقریر کریں، نہیں کرسکیں گے، ان دونوں کو تو چھوڑیں بلتستان کا کوئی مانا ہوا عالم دین اس جگہ پر غدیر کے بارے میں ایک دوسرے سے ہٹ کر ایک گھنٹہ تقریر نہیں کرسکتا ہے۔تمہارا یہ قرآن اور سنت سے متصادم نہیں خود علی اور حضرات حسنین سے متصادم مذہب ہے۔

ملک میں حالیہ دس بیس سالوں میں فرقہ واریت اور مذہبی تصادم نے ملک کا بہت برا حشر کیا ہے، بین الاقوامی سطح پر بدنام کیا، قبرستانوں اور جیل خانوں کو آباد کیا اور مسلمانوں کے دلوں میں عداوت و بغض بھر دیا۔اس کے اسباب وعلل کو کتب تاریخ میں تلاش کیا کہ آیا اس کی مثال گزشتہ

زمانے میں بھی ایسی تھی یا نہیں؟ ان کی کیا سوچ تھی کیا کردار ہوتا تھا؟اس سلسلے میں فرق و مذاہب سے متعلق کتابیں خریدیں،قدیم وجدید شیعہ اور سنی کی لکھی ہوئی کتابوں کو جمع کیا،فرقوں کی کثرت کی وجہ سے اکثر نے اپنی کتابوں کو حروف تہجی سے ترتیب دیا ہے۔ان کتابوں میں دو بڑی شیعہ ممتاز شخصیات جواد مشکور استاد دانشگاہ تہران اور دوسرے یحیٰی شریف استاد دانشگاہ لبنان بیروت ہیں دونوں نے حرف ''غ'' میں ایک فرقہ ''غرابیہ'' لکھا ہے،غراب ''کوے'' کو کہتے ہیں ﴿أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرابِ فَأُوارِيَ سَوْأَةَ أَخي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمينَ﴾ (مائدہ۔۳۱)۔کتب تفاسیر واحادیث میں آیا ہے حیوانات میں سے یہ مذموم ومردود پرندوں میں شمار ہوتا ہے اسے چوہے اور سانپ کے برابر میں گنا جاتا ہے۔اس فرقے کو غرابیہ کہنے کی توجیہ میں لکھا ہے ان کے عقائد کچھ اسطرح سے ہیں:۔

۱۔ان کا عقیدہ ہے علی اور محمدؐ ایک دوسرے سے اس طرح شباہت رکھتے تھے جیسے ایک کوا دوسرے سے شباہت رکھتا ہے کہ ان میں تمیز کرنا مشکل ہوتی ہے۔ان کی شقاوت وعداوت کی پہلی دلیل ہے کہ انہوں نے افضل واشرف مخلوق کے سردار وآقا محمدؐ اور ان کے پروردہ داماد ونواسے کے والد عزیز کو کوے سے تشبیہ دی ہے۔کیا کوئی انسان یہاں کسی کو کوے سے تشبیہ دے تو وہ خوش ہو گا،کسی کو سانپ یا چوہے یا کوے سے تشبیہ دینا اس کی اہانت وجسارت نہیں تو اور کیا ہے۔

۲۔ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ نے جبرئیل کو نبوت دے کر بھیجا تھا کہ علی کو دے دیں لیکن جبرائیل نے تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے نبوت محمدؐ کو دے دی،اس طرح سے ان کے نزدیک جبرائیل اور محمدؐ دونوں نے خیانت کی ہے۔یہاں سے ثابت ہے یہ فرقہ دشمن اللہ،دشمن جبرائیل،دشمن محمدؐ اور دشمن علی ہے۔انہوں نے حضرت علی کی محبت کے بہانے دین،قرآن اور رسالت سب کی توہین کی ہے۔

۳۔ان کا عقیدہ یہ ہے جبرئیل کولعن کریں۔اللہ نے سورہ بقرہ کی آیت ۹۷ میں جبرائیل سے دشمنی رکھنےوالوں کواللہ کا دشمن کہا ہے۔

یہاں سے فوراً ذہن چھورکاوالوں کی طرف منتقل ہوا کہ ان کامذہب بھی غرابیہ جیسا ہے، بلتستان کے دیگر علاقوں کے عقائد کیا ہیں؟معلوم نہیں کیونکہ مجھےان سےواسطہ کم پڑا ہے،اس لئے زیادہ معلومات نہیں رکھتا ہوں۔ہم صرف چھورکاوالوں کے ساتھ رہےان کے بعد''اہل کوارد و'' کے ساتھ بھی ہماراواسطہ رہاچونکہ اہل کوار دو کی چھورکا میں آمدورفت زیادہ ہوتی تھی۔

اس سلسلے میں محققین مذاہب کا کہنا ہے یہ اسماعیلی ہیں مذہب اسماعیلی کے بانی ابی الخطاب اسدی اور میمون دیصانی تھے یہ دونوں امام جعفر صادق کے بڑے فرزند اسماعیل کے ساتھ آج کل کے خوجوں اور خواجگان کی طرح سلوک رکھتے تھے جو علماء اوران کی اولادوں اور دامادوں کو عیش ونوش اور لذیذ کھانے کھلاتے اور اچھا لباس پہناتے ہیں حتیٰ کہ مشروبات بھی پلاتے ہیں۔مروجہ درسگاہوں میں اسکالرشپ دیتے ہیں فارغ ہونے کے بعد مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتے ہیں اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اہل دین سے نفرت کرتے ہیں اس کا مظاہرہ ہم نے بطوراتم دیکھا ہے۔ اسماعیلیوں کاایک ذیلی فرقہ قرامطہ بھی تھا،دونوں فرقے اسماعیلی اور قرامطی تشددواعتدال پسندی میں بٹے ہوئے تھے۔ایک بطورصریح کفر کی طرف گرائش دکھاتا تاکہ دین سے باغی وطاغی صوم وصلاۃ اور حج وزکوۃ کے تارک اور محرمات کے عادی لوگوں کواپنے گردجمع کریں، دوسرا اسلام کی طرف گرائش دکھاتا ہے یہ دونوں آج کل ملک وعلاقے کی اصطلاح میں دائیں بازو بائیں بازووالے کہلاتے ہیں۔یہ سلسلہ اس وقت سے ابھی تک جاری ہے پہلے گروہ کا فرق شناسوں نے غلات نام رکھا ہے۔غالیوں کی حرکات وسرگرمیاں کمانڈوجیسی ہوتی ہیں بغیر کسی دلیل ومنطق اور بغیر

افہام وتفہیم کے اسلام کے اصول و فروع کو تہہ و بالا کرتے ہیں مثلاً نماز کو ترک کر کے عزاداری کو اصول دین میں شمار کرتے ہیں۔

چھورکاوالوں کو خمسہ بھی کہتے ہیں یعنی یہ پنج تن والے ہیں، جیسا کہ آپ کے امام جمعہ بار بار دہراتے ہیں آپ نے سنا ہی ہوگا۔ان میں سے اکثر کو پنج تن کے بعد والے اماموں کے نام بھی نہیں آتے ہیں۔ان کا عقیدہ ہے اللہ نے کائنات کو خلق کرنے کے بعد تدبیر ان کے سپرد کی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے یہاں والے خمسہ بھی ہیں ،خمسہ یعنی اللہ حضرت محمدؐ،علی، زہرا اور حضرات حسنین کا خلاصہ ہے۔

جہاں ابھی تک محلوں میں نماز جماعت قائم نہیں ہوئی ہے ،وہاں این جی اوز سے پیسہ لیکر مساجد ضرار بنانے کا مقابلہ جاری ہے۔

ان کے ہاں غیرت وناموس کا فقدان ہے کیونکہ انہوں نے بلکہ ان کے آبا ؤاجداد نے مبدا ء ومعاد کے بارے میں کسی بھی عالم دین سے درس نہیں سنا ہے۔ جب ایمان با آخرت نہیں ہوگا تصورِ محرم نامحرم ختم ہوتا ہے۔اب تو یہ علاقہ ناشخین شریعت کے کنٹرول میں ہے۔جن کے نزدیک ماں بٹی بہن سے بھی عقد جائز ہے ۔تو کیسے ان میں غیرت و ناموس ہوگی ۔اس لیے یہ اپنی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کو ارث سے محروم کئے ہوئے ہیں ۔نیز بیٹیوں اور بہنوں کو تمام حقوق سے خالی و عاری مذموم متعہ میں دے رہے ہیں متعہ آج کل ایران وعراق میں بھی نہیں چلتا ہے وہاں بھی اس کا اعلانیہ کرنا جرم سمجھتے ہیں۔

ہفتہ میں ایک بار مسجد ضرار میں باطل جمعہ پڑھنے سے انہیں نمازی نہیں کہہ سکتے ہیں جس طرح مغرب والے بروز اتوار کلیسا میں جاتے ہیں یا ہمارے پاکستان میں بے دین اور سیکولر، دین کی

مزاحمت کرنے والے عیدین کوکل دین گردانتے ہیں۔میں دور بیٹھ کر حدس نہیں لگا رہا ہوں بلکہ یہ لوگ فرقۂ غرابیہ ہی پر ہیں،جس طرح کوے سیاہ ہیں،ان کے دل بھی سیاہ ہیں۔ان کے دل پر نور ایمان اترا ہی نہیں بلکہ مس ہی نہیں کیا ہے''وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْإیمانُ فی قُلُوبِکُمْ ''فتنہ وفساد والے شور شرابہ نہ کریں کہ شرف الدین نے دیرینہ عداوت ونفرت سے انتقام لینے کیلئے کہا ہے میں نے ایسا کبھی نہیں کیا اور نہ آئندہ کروں گا۔

کیونکہ میرا مقیاس ومیزان اسلام ہے اسلام قرآن اور حضرت محمدؐ کی سنت و سیرت ہے قرآن اور حضرت محمدؐ نے جو بتایا ہے وہ میری اساس ہے اس سلسلہ میں ہم دین و دنیا کے ناب قرآن اور حضرت محمدؐ کی سنت وسیرت کے اندر رہ کر نقد وتنقید کریں گے۔

اگر یہاں والوں کے بارے میں اظہار نظر کروں تو عرض ہے یہاں کے لوگ صرف زبان سے کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہیں اندر سے منافق ہیں ان کو دیندار نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہاں عام حالات میں بے دینی چھائی نظر آئیگی۔

کوار دو اسلام ناشناسی میں دوسرا چھورکا ہے:۔

اہل کواردو سے آشنائی چند حوالے سے رہی ہے ذیل میں ان جہات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

ا۔ ہماری اہل کواردو سے آشنائی قدیمی اور جدید دونوں ہے ۔اس کے بھی اسباب و وجوہات ہیں،کواردو والے لشگر میں گشت وسیار تاجر تھے۔وہ دروغ گوئی میں مشہور تھے ان کا کہنا ہے تجارت بغیر جھوٹ وبغیر ملاوٹ ممکن نہیں جس طرح سیاست ممکن نہیں ،اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے ماہرین اقتصاد سے یہ سیکھا ہے یا ماہرین نے ان کے تجربات سے یہ نظریہ بنایا ہے۔یہاں

چھورکا میں بھی جتنے جھوٹ گوئی میں معروف ہوئے ہیں ان کا کسی نہ کسی طرح سے مجھ سے واسطہ رہا ہے بطور مثال حاجی رضاوفرو پامنڈوا، حاجی شکور، حاجی محمد رضا حاچپہ ماسٹر فضل کی دروغ گوئی اپنی نوعیت میں انوکھی ہے دروغ گویان ان سے دروغ گوئی سیکھتے تھے، انہیں ان کی جھوٹ گوئی اچھی لگتی تھی ممکن ہے انہیں مولانا فخر الدین نے بتایا ہوگا کہ جھوٹ چنداں برا نہیں، ہمارے مذہب کی اساس ہی جھوٹ ہے، ہم نے جھوٹ سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کے مولویوں کی دروغ گوئی افتراء پردازی اور غلوانہ سنت دیکھ کر ہم نے ان کا نام نصیری آباد تجویز کیا۔ لیکن ہم اسے بدل نہیں سکتے اور اسکی چنداں ضرورت بھی نہیں۔ امام مہدی امام غائب ہے لہذا خائنین کو امام معصوم کی جگہ غیر معصوم اور بے دینوں کو اپنا نمائندہ بناتے ہیں۔ امام غائب کی اختراع بھی محمد نصیری نے ایجاد کی ہے محمد بن نصیری بھی انھیں کی طرح دروغ گوئیاں کرتا تھا کیونکہ فاسد العقیدہ ہونے میں دونوں ایک جیسے ہیں۔ شاید اس نے بھی ان سے سیکھا ہوگا گویا یہ لوگ شاگردان تھوکمومراد ہیں، تھوکمومراد نے کواردو والوں سے سیکھا ہوگا۔

بہر حال ان کے تجارت میں دروغ گوئی و ملاوٹ کامیاب ثابت ہونے کے بعد اس کو انہوں نے اپنے مذہب میں چلایا اس میں بھی وہ کامیاب رہے کیونکہ منبر پر زیادہ جھوٹ بولنے والے ہی کامیاب ہوتے ہیں، بلتستان کے تمام علاقوں کی بنسبت زیادہ علماء کواردو سے رہے ہیں، ان میں بعض نجف بعض ایران، بعض لاہور اور بعض کراچی سے پڑھے ہوئے ہیں ان میں سے کسی نے بھی دین کو اپنے نصاب میں نہیں پڑھا ہے، بعض نے فارسی پڑھی ہے اور بعض نے عربی پڑھی ہے بعض نے اردو پڑھی ہے، لیکن مجموعی طور پر پچاس سے زائد علماء جو کواردو سے تعلق رکھتے ہیں کو جانتا ہوں سب نے اتفاق سے کہا ہے ہم علماء ہیں اسے اہل علم جہل مرکب کہتے ہیں۔

۲۔کواردو سے کراچی پڑھنے کے لیے آنے والوں کا ہوسٹل ہمارے پڑوس میں تھالہٰذا جتنے بھی یہاں سے پڑھ کرقم یا نجف گئے یا واپس بلتستان گئے ان میں سے ہرکوئی مجھے پہچانتا ہے اور ہم ان کو پہچانتے ہیں چنانچہ یہاں سے پڑھ کر جانے والے ایک مولانا نے کہا ہے شرف الدین کو ہم جانتے ہیں،ایک زمانے میں ان کے گھر روزانہ سو یا پچاس آدمی کھانا کھاتے تھے اگر یہ بات اور کوئی کرتے تو کہہ سکتے تھے کہ سفید جھوٹ بولا ہے لیکن ان کے جھوٹ کی شناخت مختلف ہوتی ہے کیونکہ ان میں اکثر و بیشتر مکہ گئے بغیر خودکو حاجی کہلاتے ہیں یا اسلام پڑھے بغیر عالم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ابھی انہوں نے ایک درسگاہ کھولی جس میں مروجہ علوم پڑھاتے ہیں لیکن انہوں نے عوام کو یہ بتایا ہے کہ دین پڑھاتے ہیں لہٰذا ان کو دروغ گو یا جھوٹا نہیں کہتے ان کو قرآن کے تحت مفتری کہا جاتا ہے۔

۳۔جناب محترم شیخ حسن فخر الدین اور ہم دونوں نجف میں صیغہ اخوت کے تحت بھائی تھے نیز خطابت کے حوالے سے بھی نکتہ سازی میں دوست تھے وہ زیادہ سنیوں سے مناظرے کی کتب لیتے اور ہم زیادہ اسلام شناسی اور تحقیقی کتب خریدتے تھے بلتستان پہنچنے کے بعد ان کے سامنے نوربخشی اور سنی تھے وہ ان کو مجادلہ ومناظرہ کی دعوت دیتے اور ان کو اپنا اصل دشمن گردانتے تھے جبکہ میرے بڑے دشمن سیکولر اور اسلام کا مذاق اڑانے والے ہوتے تھے۔شیخ حسن صاحب کو خرافات اچھی لگتی تھیں کیونکہ بقول ان کے انہی سے ہمارا مذہب زندہ ہے اور ہمیں ان سے بہت فائدہ پہنچا ہے جبکہ ہم خرافات کے سرسخت مخالف تھے۔اسی وجہ سے علاقہ والوں نے آپ کو بہت پسند کیا اسی پسندیدگی کی وجہ سے آپ نے بہت مالی فائدہ بھی اٹھایا۔ہم خرافات کی مخالفت کرتے تھے جو ہمارے پاؤں پر کلہاڑی بن گئی بلکہ ہم ان کی آنکھوں میں خار بنے جس سے ہماری دنیا خراب ہوگئی۔

اس کے بعد ہم دونوں کے درمیان جدائی ہوگئی، یہاں سے آپ مجھے ایک دشمن تصور کرتے تھے مجھ سے تعلقات رکھنے والے کو بھی ذاتی دشمن متصور کرتے ہیں، جس طرح مجھ سے ڈرتے ہیں میرا ساتھ دینے والے سے بھی اسی طرح ڈرتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ مولانا شکور مدرسہ معصومین کے ظالمین سے مار کھانے کے بعد اپنے گاؤں کوار دو گئے تو جناب فخر الدین صاحب چالیس جوانوں کی پیشانی پر یاعلی مدد لکھوا کران سے لڑنے کے لیے ان کے گھر آئے تھے حیرت کی بات ہے علی کے شیعہ ہوتے ہوئے ایک آدمی سے بات کرنے کے لیے چالیس آدمی لائے تھے یہ بھی اس بات کی دلیل بنتی ہے کہ جھوٹے ڈرپوک لوگ ہوتے ہیں۔

جب ڈھکو صاحب نے اپنے بزعم ان کے نصیریوں سے مجھے خارج کرنے کا فتویٰ دے کر اپنے مجلّہ ''دقائق اسلام'' (میرے خیال میں ابھی تک کسی نے اس مجلّہ کے نام کے بارے میں غور نہیں کیا ہوگا دقائق عام فہم میں دقت کو کہتے ہیں لیکن اس کے اصلی معنی مارنے کو کہتے ہیں) آپ اس مجلّے کے توسط سے بار بار اسلام کو مارتے ہیں یعنی جب منہ کھولتے ہیں تو اسلام کے خلاف کھولتے ہیں اسی لئے جناب فخر الدین نے اس فتویٰ کی کاپی کر کے شگر چھورکا کی دکانوں پر چسپاں کی تھی۔ اس اشتہار کا معنی مضمون یہ تھا ''علی شرف الدین آف بلتستان نے شیعہ لباس اتار کر سنی لباس پہن لیا ہے''۔ انہیں سنیوں کو اہل سنت کہنے سے بھی ڈر لگتا ہے کیونکہ شیعوں کے نزدیک انکار امامت کے بعد وہ کافر ہو جاتے ہیں۔ انکو یہ خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہیں سنی پیغمبرؐ کی سنت سے ان کے خلاف احتجاج نہ کریں علامہ فخر الدین نے ایک کتاب بنام ''شیعہ ہی اہلسنت ہے'' لکھی ہے۔ محترم آغا صاحب کی یہ کتاب ہمیں بہت پسند آئی جس کی وجہ بتانے سے پہلے ایک مثال پیش کرتا ہوں، ایک مجلس میں ایک شخص نے لمبا درس دیا، درس کے اختتام پر ایک شخص نے اٹھ کر ان سے کہا مولانا صاحب اللہ آپکو

طول عمر دے آپ نے بہت اچھا درس دیا ہے لیکن سب سے اچھے جملے جو بہت قابل قدر اور حوصلہ افزاء تھے وہ آپکے آخری جملے ہیں جب آپ نے فرمایا ''اب میں درس ختم کر رہا ہوں'' یہ بہت مزے کی بات تھی۔ مولانا صاحب کا بھی ایک عرصہ سنیوں کی ایسی تیسی کرنے کے بعد آخر میں یہ کتاب چھپوانا کہ ''شیعہ ہی اہل سنت ہیں'' حیرت انگیز اور لمحہ فکریہ ہے میں اس پر سوچتا رہا کہ یہ ایک حقیقت ہے یا خواب و منافقت، سوچتے سوچتے ان دنوں بلند ہونے والا یہ ایک نعرہ ذہن میں آیا کہ شیعہ سنی بھائی بھائی تیسری قوم کہاں سے آئی، ہزار سال سے لڑنے والی بکری عمری علی والے کیسے بھائی بھائی ہو گئے سوچنے اور غور کرنے پر معلوم ہوا دونوں ایک بات میں آپس میں متفق ہیں اللہ و رسول ﷺ پر جھوٹ نسبت دینے میں دونوں بھائی بھائی ہے۔ شیعوں کے نزدیک ان کے ائمہ اللہ و رسول کی طرف سے نصب ہوتے ہیں یہ کہہ کر انہوں نے چندین صدی لوگوں کو گمراہ کیا جب کہ سنیوں نے کہا اصحاب حجت ہیں۔ شیعوں نے کہا اہل بیت قرآن سے افضل ہیں جبکہ سنیوں نے کہا حدیث قرآن سے افضل ہے گویا یہ دونوں قرآن کو پیچھے چھوڑنے کے لئے جھوٹ بولنے میں بھائی بھائی ہیں۔ دونوں کے نزدیک تیسری قوم سے مراد مسلمان خالص ہیں۔

ہمارے علاقہ شگر کے علامہ باقر مجلسی جو ہمارے داماد محمد سعید اور بیٹے محمد باقر دونوں کے دوست ہیں ان کی جتنی ان سے دوستی ہے اتنی وہ ہم سے عداوت برتتے ہیں، انہوں نے میرے لئے کہا تھا وہ مافیاء کیلئے کام کرتے ہیں۔ انھوں نے لوگوں سے فخر کر کے کہا ہم نے باقر کو ایران بھیج کر شرف الدین کو پریشانی میں مبتلاء کیا ہے، غرض ان سے ہم نے پوچھا کہ آپ لوگ پیغمبرؐ کے نام سے چڑتے کیوں ہیں؟ تو کہا علی نفس رسول ہیں، میں نے ان سے کہا علی اگر نفس رسول ہیں تو فقہ میں اس کا کیا حکم ہے آپ کو پتہ ہے، اس طرح حضرت زہرا علی کیلئے حرام ہوتی ہیں، تو وہ کوئی جواب نہیں

دے سکے اور خاموش ہو گئے۔ یہی بات چھورکا کے علماء ضامن علی، طہٰ، سید محمد سعید اور آغائے نثار وغیرہ سے پوچھیں تو جواب نہیں دے سکیں گے۔

چھورکاہ والوں کی بے دینی کے مشاہدات ہم نے دیکھے کہ قرآن وسنت محمدؐ کی طرف دعوت دینے پر بڑے چھوٹے سب کی ہم سے عداوت ونفرت سے اندازہ ہوا یہ گروہ قرآن ومحمدؐ واسلام کے دشمن حتیٰ خود علی کے بھی دشمن ہیں ان سے دشمنی کی واضح نشانیاں یہ ہیں۔

ہم نے ملک میں ایک عرصہ سے مذاہب میں تصادم و تعارض وتساقط کے دلخراش مناظر کو دیکھ کر مذاہب وفرق سے متعلق بہت سی کتابیں جمع کیں اور پڑھیں، اور فرق ومذاہب پر کتاب لکھنے کا فیصلہ کیا۔ کثرت مذاہب اور ان کی تعداد شمار سے باہر ہونے کی وجہ سے ہم نے مذاہب کو حروف تہجی میں ترتیب دیا اور اس کتاب کا نام دراسات فی الفرق والمذاہب بترتیب حروف تہجی رکھا ہے اس کے تین حصے بنائے ہیں مدخل الدرسات فی الفرق والمذاہب، مذاہب بحساب حروف تہجی اور مردان فرق۔

ا۔ تالیفات دراسات فرق والمذاہب کے دوران مطالعہ کتب فرق ومذاہب سے ایک کا جنازہ مل گیا دوسرے کا ایک دو مہینے میں مل جائے گا۔ یقین قاطع وجازم وصارم ہوا کہ اس مذہب کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ یہ مذہب باطنیہ کی ایک شاخ ہے ان کا عقیدہ ہے حضرت علی وحضرت عباس سب کچھ کر سکتے ہیں ان سے جو کچھ مانگیں دیتے ہیں جس طرح مشرکین بتوں کے نام حیوانات ذبح کرتے ہیں یہ لوگ بھی حضرت عباس کے نام سے ذبح کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں دین اور مردان دین میں غلو کرنے سے منع کیا گیا ہے ﴿یا أَهْلَ الْكِتابِ لا تَغْلُوا في دينِكُمْ وَ لا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلاَّ الْحَقَّ﴾ (نساء۔۱۷۱) ﴿قُلْ يا أَهْلَ الْكِتابِ

﴿لا تَغْلُوا فی دینِكُمْ غَیْرَ الْحَقِّ﴾ (مائدہ۔۷۷) جبکہ یہاں والے دین کو چھوڑے اور مردان دین کو اٹھائے ہوتے ہیں۔غلوان کی اساس ہے انہوں نے ائمہ واہل بیت کو مقام الوہیت تک پہنچایا ہے جب ان سے کہیں کہ یہ شرک ہے تو کہتے ہیں ہم ایسا نہیں کہتے ہیں حالانکہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اگر یقین نہیں آتا ہے تو خینمکا اور ژھوقپہ ماتمسراء میں جا کر دیکھیں اور سنیں کہ یہ لوگ ائمہ کے علاوہ اللہ ورسولؐ کا ذکر ہی نہیں کرتے۔کو اردو میں زیادہ علماء ہونے سے یہ نتیجہ اخذ نہ کریں یہاں علم و معارف کا دریا بہہ رہا ہے بلکہ یہاں سے بدترین خرافات کا سیاہ تالاب بہہ رہا ہے،ستر سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی دریاؤں کی پوجا کرتے سنتے ہیں۔

علاقہ چھورکا کے مظاہر دین کچھ اس طرح سے ہیں:۔

۱۔قرآن کو کونے پر لگا کر قصائد بواشاہ عباس کو اٹھایا ہے۔قرآن میں ان کو غاوین کہا گیا ہے۔

۲۔بیان اصول وفروع اور وعظ ونصیحت سیرت نبی اکرمؐ پر غیر اعلانیہ پابندی لگائی ہوئی ہے، کہتے ہیں صرف فضائل و مصائب پڑھیں۔عقائد،فروع،اخلاق اور حلال وحرام بیان کرنے والے کو مشکوک و مردود قرار دیا جاتا ہے۔

۳۔نماز جماعت پہلے بھی اس گنجان آبادی میں کہیں نہیں تھی اور نہ اب ہے۔

۴۔اہل بیت کو وہی مقام حاصل ہے جو اللہ کو حاصل ہے ان کے نزدیک اللہ نے سب کچھ انہی کے حوالے کیا ہوا ہے۔

۵۔مشرکین کی طرح ائمہ اور حضرت عباس کے نام نذر و ذبح کرتے ہیں۔

۶۔سب وشتم خلفاء ان کے مذہب کی اساس ہے۔

۷۔مساجدومدارس ضرار ان کی کھلی حرام کمائی ہیں۔

۸۔نام نہاد حاجی زوار اپنے عزیزوں کے حقوق کے غاصب،مساجد ضرار بنانے میں پیش پیش ہیں۔

۹۔اسلام کی اساس قرآن وسنت نبی کریمؐ سے نہ آشناؤں کوچن چن کرمحراب ومبر پر بٹھاتے ہیں۔

۱۰۔متعہ جو قدیم زمانے سے عصر حاضر تک شہوانیوں،عیاشوں،اوباشوں کے لیے سہولت رہی ہے یہ علماء چھورکاہ کے مظاہر زواجی میں سے ہے۔

۱۱۔حق مہر بخشوانے کے لئے علماء اپنی داڑھی کاواسطہ دیتے ہیں۔

یہاں مساجد کے خلاف تعمیر ہونیوالی عمارات خانقاہیں ہیں جوصدقات خوراور مفت خور بناتے ہیں اس طرح ان کا جمعہ خانہ بھی مغرب والوں کے اتوار خانہ سے ملتا جلتا ہے۔یہ ہر قسم کی اسلام مخالف سرگرمیوں کا استقبال کرتے ہیں۔یہاں کے دانشور یا دانشمند نما اسلام کو پڑھے بغیر خودکو دین شناس و دیندار پیش کرتے اور امور دینی کے مفسر بنتے ہیں صحیح وغلط کی مہر لگاتے ہیں۔جیسے ماسٹر نثار،ماسٹر نذیر اور سید حسین رضوی وغیرہ،ان سے زیادہ دین میں مداخلت کرنے والا ڈاکٹر حسن خان ہے،شگر میں چلنے والی این جی اوز کی سرگرمیوں میں ان کا اور انکے گھرانے کا بہت کردار رہا ہے۔

جنوب میں ہشوپا علاقہ الچوڑی اس سے آگے برالدو باشے سے اوپر جائیں گے تو مشینری والوں کے مزارع نظر آئیں گے۔چھورکاہ والے اور ان کے یہاں دین وشریعت سے ہٹ کر پڑھنے والے میرے خلاف کہتے ہیں کہ جب وہ خود وہاں تھے تو یہ سب کچھ کرتے تھے اب ہمیں روکتے ہیں۔لیکن ان کی یہ منطق اسلامی ومسلمانی نہیں بلکہ منطقِ فرعونی ومشرکین ہے۔جہاں فرعون سے

حضرتِ موسیٰ نے فرمایا میں اس وقت راہ بھولے ہوئے لوگوں میں سے تھا (شعراء ۹۱)۔ میں نے تمہارے مولویوں جیسی خرافات اباطیل کہانیاں نہیں بتائی تھیں بلکہ میں نے اباطیل کا خاتمہ چاہا تھا تو تمہارے نام نہاد علماء اور بے دین و بے لگام سینہ زنوں کو یہ بات گوارا نہیں تھی اس لئے مجھے بھی وہاں رہنا نا گوار گزرتا تھا۔ اللہ نے تم لوگوں جیسے دین وشریعت کے باغی اسماعیلیوں سے مجھے رہائی بخشی۔ تمہیں کبھی کامیابی نہیں ہوگی۔ تمہارے ان اعمال کی سزا عاد وثمود جیسی ہوگی اگر اس دنیا میں نہیں تو آخرت میں یہ سزا یقینی ہے۔

خشت اول:۔

مذہب چھورکا:۔

قرآن اور سنت محمدؐ میں مذموم ومقدوح ومطعون اور حضرت محمدؐ کے لئے نا زیبا قرار پانے والے اشعار شاعر غاوی وضال بو اشاہ عباس ان کے عقائد احکام اور اخلاق کا مصدر ہیں جو کہ تنخواہ خوار مسیحی مشنری تھے، خود اس کے عقائد کے مصادر عقائد براھمہ وبوذی مجوسی اور صلیبی کا معجون ہے۔

ان کے مذہب کی اساس و بنیاد ایسے اشعار پر ہے جو قدیم ادوار سے اشراف عرب کے نزدیک اوباشوں کی شناخت تھے۔فصحاو بلغاء قریش کے نزدیک بھی شاعر مطعون تھےلہٰذاانہوں نے حضرت محمدؐ کوشاعر اور ان کی لائی ہوئی کتاب کوشعر کہا ہے﴿وَ ما عَلَّمْناهُ الشِّعْرَ وَ ما يَنْبَغي لَهُ إِنْ هُوَ إِلاَّ ذِكْرٌ وَ قُرْآنٌ مُبينٌ﴾ (یس ۔۶۹)۔قرآن نے شعروشاعر کوضال وگمراہ اور پست لوگوں کی نشانی بتایا ہے،اللہ نے اپنی کتاب قرآن اور نبی کریم کواس پست صفت سے پاک کہا ہے۔

بلتستان کے علماء کی ضلالت وگمراہی کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ قرآن کریم اور حضرت محمدؐ کے مطعون و مردود قرار دیئے شعروشعراء کے حامی و دافع بنے ہوئے ہیں۔سورہ شعراء میں اللہ نے کلمات ساطعہ قاطعہ سے ان دونوں کوضال وگمراہ،ذلیل وخوار کہا ہے چنانچہ ۱۴۳۹ھ کوشعبان کے مہینے میں ایک مشاعرہ ضد قرآنی کے کامیابی کے لئے بلتستان کے اسلام ناخواندہ بعض مولوی جن کی سنت وسیرت ہمیشہ دوام و بقاء ملحدین کیلئے دعا کو ہونا رہی ہے اس دفعہ اللہ نے ان کو ذلیل وخوار و رسواء کیا ہے۔اس پست و ذلیل وحقیر شاعری کو اللہ کی کتاب قرآن عظیم پر مقدم رکھنے والے، قرآن کی توہین کرنے والے لوگ خود پست و ذلیل وخوار و نامراد وخسیس ہو نگے۔ان اشعار کے ماخذ و مصدر مشرک وکافر وملحد مجوسی بومان علی سے اخذ کئے گئے ہیں،اس سے آپ آسانی سے فیصلہ کرسکتے

ہیں کہ چھورکا والوں کا مذہب کتنا فاسد وسخیف مذہب ہے۔اس کے اشعار میں جگہ جگہ قرآن و محمدؐ بلکہ اللہ کی الوہیت اور ربوبیت کی توہین و جسارت کی گئی ہے؛ چنانچہ ہم نے اپنی اثر "قرآن میں شعر وشعراء" میں بواشاہ عباس کے اللہ محمدؐ اور قرآن کی اہانت پر مبنی اشعار اور ان کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے ملاحظہ کریں۔یہ اشعار کفریات سے بھرے ہوئے ہیں،کفریات پر مبنی ہونے کیوجہ سے یہ لوگ بھی نبی کریمؐ کی اہانت و جسارت کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر ان اشعار کے ساتھ قال لگائیں تو حدیث بن جاتی ہے۔

مدفن بواشاہ عباس:۔

بمقام خمیکا پہاڑ کے دامن لب نالہ واقع ماتمسرا کے اندر مدفون و بےنشان تھا۔

عرصہ سو سال گزارنے کے بعد دین و دیانت کے آثار کو مٹانے کفر و الحاد کے نشان بنانے والے یورپ والوں کی وکالت کرنے والے دین سے نفرت کرنے والے ایک جوان بنام غلام حسن سرکاری ملازم نے ابتداء میں ایک دستہ سینہ زنی قائم کیا "انشاءاللہ قیامت کے روز بھی (نباء۔۴۰) یا حسرتا کہتے ہوئے انہیں سینہ زنی کرنا پڑے گی نیز جب نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیں گے تو کہے گا﴿ یا لَیْتَنی لَمْ أُوتَ کِتابِیَهْ ☆وَ لَمْ أَدْرِ ما حِسابِیَهْ ☆یا لَیْتَها کانَتِ الْقاضِیَةَ ☆ما أَغْنی عَنِّی مالِیَهْ ☆هَلَکَ عَنِّی سُلْطانِیَهْ ﴾ (حاقہ۔۲۵،۲۹) پڑھیں گے"۔

اس نے اس ذریعے سے قوم کو تقسیم کیا، مجالس میں تفرقہ ڈالا، پھر این جی اوز کے تعاون سے دینیات سنٹر قائم کیا۔اسی نے این جی اوز سے رابطہ کرکے عالمی آثار قدیمہ سے بےنشان قبر کو اٹھایا،اور یہاں ایک علم نصب کیا جو معلوم نہیں کتنا لمبا ہے۔اس کی درآمد اور این جی اوز کے اشتراک سے خرافات فروشوں نے کاروبار شروع کیا ہے،اللہ ایسوں کو مہلت دیتا ہے کہ عوام کو لوٹ لو جس سے

یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ آخرت نامی کوئی چیز نہیں ﴿إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَ نَحْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ﴾ (مومنون۔۳۷) لیکن یہ اس آیت کریمہ سے غافل ہیں ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ (فجر۔۱۴)۔ان کا مقصد بواشاہ عباس کی قبر کا اٹھانا نہیں بلکہ یہاں والوں کو اس جگہ مدفون شاعر گمراہ کی کفریات وشرکیات سے وابستہ کرنا ہے۔

بواشاہ عباس کی برسی منانا گویا یہاں والوں کی طرف سے اس قبر میں مدفون غالی شخص کی قرآن ومحمدؐ سے متصادم بلکہ ضد قرآن ومحمدؐ بلکہ اللہ کی الوہیت کی اہانت و جسارت کرنے والے اسماعیلی،نصیری،غرابی وخمسی کے شعار کو اٹھانا ہے۔چنانچہ ایک دفعہ اس شخص نے فدا علی خلثی سے کہا تھا اگر بواشاہ عباس کے اشعار کو کچھ کہا تو تمھیں سیخ کریں گے۔بواشاہ عباس کی سوانح حیات کے بارے میں لکھے گلدستہ میں مولوی سلیم نے لکھا ہے آپ قرآن لکھ کر کماتے تھے،مشنریوں کے لئے بھی کام کرتے تھے۔انجیل کا بلتی میں ترجمہ کر کے شگر ہسپتال میں مریض کو دیتے تھے ڈاک کارڈ کے پشت پر حضرت عیسیٰ کی الوہیت ابن اللہ کے متعلق لکھا ہوتا تھا۔

عام جلسوں میں ان کے وہ قصائد سنائے جاتے ہیں جو قرآن اور سنت حتیٰ عقل سے متصادم ہیں چنانچہ حضرت علی کی شان میں ایک بحرطویل انشاء کی ہے اسمیں کہا ہے کہ حضرت علی پیدا ہوتے ہی سجدہ میں جا کر سورہ قد افلح المومنون کی تلاوت کی۔یہاں سے اندازہ کر سکتے ہیں ان کے اشعار میں کتنے خرافات ہونگے ان کی اشعار ابتداء سے انتہاء تک قرآن اور اسلام سے متصادم ہونے کے علاوہ دین سے مسخرہ ہیں۔ بلتستان کے لائق احترام علماء آج ان اشعار کو نجف واسلام آباد سے ہادی ٹی وی سے نشر کر رہے ہیں اس سے پہلے کیبل سے نشر کرتے تھے۔یہ علماء اچھی طرح سے واقف ہیں کہ ان کے مذہب کا سلسلہ کہاں سے ملتا ہے صرف شرف الدین ہی اندھیرے میں ہاتھ پیر مار رہے تھے،

چھورکا میں عالم دین، پڑھے لکھے، مومن حاجی زوار یہ بات سننے کے لئے تیار نہیں کہ یہ اشعار قرآن کے خلاف ہیں۔ بواشاہ عباس کے تمام اشعار قرآن اور سیرت وسنت رسولؐ کے خلاف اور ان کی شان میں اہانت و جسارت پر مشتمل ہیں ان کے اشعار، توحید، رسالت، معاد، جنت و جہنم اور جزاء و سزا کا مسخرہ ہیں۔ بلتستان میں دین و دیانت پر گزرنے والے مصائب کو کس زبان میں پیش کریں، بلتستان والوں کی دیرینہ خواہش تھی کہ یہاں دین و دنیا دونوں کے پڑھے لکھے عالم آنا چاہئیں ان کا یہ خواب تو حیدی اور جناب آغائے انور نجفی کی صورت گلابی میں سچ بنا تو انہوں نے ترویج مذہب میں کفریات بواشاہ عباس کو پیش کیا ہے۔

چھورکا والوں کے عقائد غزلیات بواشاہ عباس پر مبنی ہیں اس کے آگے اجتماعات میں قرآن اور سنت و سیرت اہل بیت اطہار سے روکنے کیلئے مزاحیہ لوگوں کو دعوت دیتے رہے ہیں، چنانچہ مرحوم شیخ انصاری، شیخ رحیم اللہ، شیخ سحر و سید حسن شاہ کا ان اجتماعات میں بڑا مقام بنا ہے۔ یہ سب حیلہ بہانہ ہے کہ کسی صورت میں دین کی بات نہیں ہونی چاہیے، انہیں ایسے عالم سے نفرت رہتی ہے جو قرآن و سنت کی بات کرتا ہو۔ مجالس مصائب میں رشوت خور پٹواری منصور کی، غزل خوانوں اور گلوکاروں کے سرائے گئے مرثیوں سے مجالس سجاتے ہیں اس محلے میں بواشاہ عباس کا فرزند منصور جس وقت پٹواری تھا اپنے گھر میں ہوتے ہوئے روزانہ صبح و شام کھانا لوگوں سے جبری لیتا تھا۔

بواشاہ عباس کے پوتے کے صاحبزادے سید نثار حسین صاحب عرصہ تیس سال سے قم میں ضد اسلام وضع کئے گئے علوم پڑھ رہے ہیں، مثل دیگران اصل اسلام سے ان کا سینہ بھی خالی ہے۔ آپ ہماری بھتیجی کے شوہر ہیں چند سال سے رمضان یا محرم میں خصوصی طور پر دروغ گوئی و افتراء باللہ و رسولؐ کے کیلئے یہاں تشریف لاتے ہیں، اللہ جانتا ہے کہ وہ کتنی خرافات گوئی کرتے ہیں، غلام حسن تو

بہت توجہ سے سنتا ہوگا کہ کہیں شرف الدین کے کہنے پر افسانہ گوئی سے گریز تو نہیں کریں گے ورنہ آنکھیں دکھائیں گے مزاحمت کرینگے، کیونکہ خرافات کی پاسداری ان کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ میں غیر رشتہ دار اسلام کو اٹھانے والوں کا خدمتگار ہوں چہ جائیکہ صلہ ارحام ہوتو بطریقہ اولیٰ ہوگا میرے پاس صلہ ارحام قرآن میں ہے صلہ ارحام میں قرآن نہیں ہے۔

ایک دفعہ ہم نے آغا نثار سے پوچھا آپ لوگ جمعہ پڑھنے کے لیے مسجد ضرار کیوں جاتے ہیں تو آپ نے جواب دیا جس طرح حضرت علی کو خلفاء کے دور میں مشکلات تھیں، ہمیں بھی یہاں مشکلات ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے ہم سے پوچھا ہم آپ سے کیوں ناراض ہیں تو میں نے کہا آپ لوگ بے دین ہیں یعنی اسلام کا نام لینے سے کتراتے ہیں، مسائل اسلامی سے ناواقف ہیں، ایک دفعہ آپ نے ہم سے کہا کہ طاہر القادری دین کے لیے اچھی آواز بلند کر رہے ہیں۔ یہ صرف آپکی تحلیل نہیں بلکہ بعض حوزہ قم والوں کا اجتہاد ہے تعجب کی بات نہیں ہے یہاں والوں کا اجتہاد ہمیشہ قرآن اور سنت محمد ﷺ کے خلاف ہی ہوتا ہے اسی لئے ہمیشہ ان کا جھکاؤ اور رجحان الحادیزم، کمیونیزم، سوشلزم اور صوفی ازم کی طرف رہا ہے۔ انہیں کمیونیزم سوشلزم اور صوفی ازم کیا ہے؟ کون ہے؟ پتہ ہی نہیں ہے۔ میں نے اپنے عزیز سید محمد سعید اور باقر کو کسی بھی دن اسلام کے کسی موضوع پر منہ کھولتے نہیں سنا ہے۔ اسی طرح ہمارے پھوپی زاد بھتیجے آغا سجاد کی نظر میں ہم بے دین ہیں کیونکہ ان کے کرم فرما یہی کہتے ہیں۔

غرض انہیں اسلام کے کسی بھی موضوع پر دسترس حاصل نہیں حتیٰ حضرت محمدؐ کے بارے میں یہ کچھ بول سکتے ہیں نہ جانتے ہیں۔ نہ ان کی اس بارے میں کوئی فکر و سوچ ہے، ان کا کل دین اہلبیت اطہار کی شان میں غلات کی جعل کردہ روایات و کفریات ہیں۔ یہ لوگ ایک گھڑی ہوئی حدیث سے

اقسام الحادیات وکفریات آرام سے بولتے ہیں وہ حدیث یہ ہے " **اولنا محمد و اوسطنا محمدو آخرنا محمد**" یہاں سے علی، فاطمہ اور حضرات حسنین کو خلقت عالم سے پہلے اور پھر تمام انبیاء ومرسلین کے ساتھ ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔ان کا دین عزاداری سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو جاتا ہے۔مجالس عزاداری الف سے ی تک محرمات پر مشتمل ہوتی ہیں، لیکن ضامن وطہ کا فتوٰی ہے تمام محرمات عزاداری کی خاطر جائز ہیں۔ جھوٹ بولنا، حرام کھانا، حلال وحرام اور جائز و نا جائز عزاداری کے بعد ختم ہو جاتے ہیں۔عزاداری کرنے کے بعد تمام لہوولعب، کھیل، خلفاء وام المومنین اور سنی ووہابی پر سب وشتم ان کے عقائد کا رکن ہے۔ان کے عقائد فاسد ہونے کی وجہ سے بے دینی کے مظاہر میں ہر آئے دن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

انہوں نے یہاں اسلام کو ہٹانے کے لئے تمام طور وطریقے بروئے کار لائے اللہ نے اپنی کتاب عزیز میں قرآن اور حضرت محمدؐ کو شعر وشاعری سے پاک ومنزہ قرار دیا ہے، چنانچہ سورہ شعراء کے آخر میں ان کو غاوین وگمراہ قرار دیا گیا ہے لیکن انہوں نے آخری آیت کا استثنٰی غلط کیا ہے کیونکہ یہ استثناء شعراء کے لئے نہیں ہے۔ میں تحدی کرتا ہوں کہ اگر کوئی نحو میں مغرور انسان ہو تو اس استثناء کو متصل قرار دینے کی نبوغت پیش کریں اس کی ترجیحات پیش کریں تو ہم دیکھیں گے۔

ان کا دین کے ساتھ جرم و جنایت کا واضح وروشن ثبوت ہر آئے دن مساجد ضرار کی تعمیرات ہیں۔ چھورکا دس نمبرداروں کا موضع ہے ہر نمبردار کی آبادی ساٹھ ستر سے زیادہ نہیں،اس میں ستر یا اسی سے زائد مساجد و ماتمسراء ہیں۔اس کے علاوہ کچھ مدارس بھی ہیں ہر محلے کے لئے آٹھ بنتے ہیں اس میں سب سے زیادہ خطرناک آفت دین اور اجتماع کے لیے مسجد ضرار کبیرہ ہے، یہ مسجد علاقہ چھورکا بلکہ شگر میں پہلی مسجد ہے جو معرفی والوں نے بنائی ہے۔اس خیانت کو چھپانے کیلئے ان کے

ایجنٹ حاجی غلام حسن اور حاجی فضل علی نے ضامن علی اور سید محمد طٰہٰ کو آگے کر کے لوگوں سے حیوانات واشجار کی صورت میں چندہ لیا ہے۔ معارفی والوں کی رقم سے حاصل کمیشن سے ان کے پیٹ نہیں بھر سکے تو مزید لوٹ مار کے لئے لوگوں سے بھی چندہ وصول کیا ہے، نہ جانے اس سے مزید کتنی رقم بنی ہے۔ چھورکا والوں کے دل کینہ و حسد و حقد سے لبریز ہیں یہاں کے ایک محلّہ کے لوگ دوسرے محلے والوں سے عداوت رکھتے ہیں لیکن کارِ خیانت اور ضد اسلامی حرکات میں سب کا اتفاق ہے۔

چھورکا والوں کے قرآن اور سنت محمدؐ کی مخالفت و مخاصمت میں سرائے گئے قصائد و مدائح کے نام سے اٹھنے والے فتنہ و فساد نے انہیں قہر و عذاب اللہ سے نزدیک، رحمت الٰہی اور رشد و ہدایت سے بعید، شقاوت و قساوت و بدبختی سے نزدیک بلکہ جہنم تک پہنچایا ہے۔ وہ بہت سی نعمتوں سے محروم فتنہ و فساد کی دلدل میں پھنس گئے ہیں اللہ انہیں مہلت دے رہا ہے وہ اس عذاب سے بچیں گے نہیں، تنہا مسجد کے نام سے لوٹنے والے ہی نہیں بلکہ جو کسی کے کہنے پر یہاں باطل جمعہ میں بطور مداوم شرکت کرتے ہیں اور اس فعل قبیح کی مذمت سے گریز کرتے ہیں وہ بھی اس عذاب کی لپیٹ میں آئینگے۔ وہ اب مساجد ﴿یذکر فیہ اسمہ﴾ سے دور اور مساجد ضرار کی چھتری کے نیچے جمع ہیں، اب آپ پر اللہ اس مسجد کی چھت گرائیں گے، مسجد ضرار کا بنیادی منشور تفریق بین المسلمین ہے ان کی کمائی کویت کے تاجروں کی کل کمائی سے زیادہ ہے عالم اسلام میں نفرت و عداوت تفرقہ ڈالنے کی منصوبہ بندی انہی مساجد ضرار سے ہوتی ہے۔

۱۔ ان مساجد ضرار کی وجہ سے علماء کو اسلام کے اصول و فروع سے آگاہی نصیب نہیں ہوئی۔

۲۔ اب تک اسلام کی سربلندی کے لئے دل کھول کر اتفاق کیا ہو، ان کی تاریخ میں نہیں ملتا ہے۔ ۳۔ چھورکا والوں نے پانی کے مقدمہ میں دل کھول کر تمام رشوت خوروں کا پیٹ بھرا۔

۴۔مسجدِ ضرار کی تعمیر میں دل کھول کر چندہ دیا۔

۵۔بواشاہ عباس کے قصائد کے نام سے شرکیات وکفریات پر اتفاق ہے۔

چھورکا اور سکردو سے جاری ہونے والے اخباروں میں آیا ہے کہ ۱۸ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ کو دونوں مساجد ضرار میں جشن تاج پوشی "قیاصر وکیاسر" منایا گیا، جہاں غلات مردہ کے سرائے گئے اشعار کولحن موسیقی میں پڑھ رہے تھے۔عام طور پر گمراہ لوگوں کی غلطیاں ضرب مکعب ہوتی ہیں کیونکہ تاج پوشی طول تاریخ میں مظاہر بادشاہان جابرین وظالمین رہی ہے۔جبکہ اسلام اس طرح کے مظاہر سے شدید نفرت رکھتا ہے۔مساجد میں اشعار پڑھنا کراہتِ شدید رکھتا ہے لیکن مساجد ضرار کی وجہ سے کراہت نہیں رکھتا ہے۔شعر کھلا جھوٹ ہوتا ہے، دشمنان دین نے اس اجتماع پر ڈاکہ ڈالا ہے یہ اجتماع حضرت علی سے دفاع کیلئے تھا نہ تاج پوشی کیلئے ،لہٰذا اس سلسلے میں آیات متشابہات ہونے اور اس موضوع سے غیر مربوط ہونے اور خود ساختہ ومن گھڑت روایات واضح ہونے کی وجہ سے بزرگ علماء نے حضرت علی کی امامت کیلئے ان سے استناد کرنا چھوڑ کر آپ کے اعلم الناس ہونے سے استناد کرنا شروع کیا ہے۔بلتستان کے علماء دین بصارت سے زیادہ سماعت سے استناد کرتے ہیں ان کے دعووں کی دینی اسناد یہ ہیں کہ ہزار سال سے یہی بات سنتے آرہے ہیں۔سب کہتے ہیں بواشاہ عباس کے قصائد ان کے مصادر اولیٰ ہیں مثل فرعون کہتے ہیں کہ ہمارے آباؤاجداد کا کیا ہوگا۔

کہتے ہیں کہ اللہ نے رسول اکرمؐ سے کہا کہ علی کی امامت کا اعلان کریں، اگر تساہل کیا تو ساری رسالت ملغی ہوجائے گی اللہ نے آیت نازل کی تو ان کے عقائد کے مطابق رسول نے ڈر کر اعلان بھی کیا لیکن وعدہ وفا نہیں ہوا۔ہم تحفظ دین کی بات کرتے ہیں جبکہ شریعت ملغی کرنے والوں نے ہمارے علاقہ میں آکر ڈیرے ڈال رکھے ہیں جو جو شریعت کو ملغی کر رہے ہیں وہ شریعت

کی تبلیغ کرنے والوں کو چن چن کرنشانہ بناتے ہیں اوراپنی ہاں میں ہاں ملانے والوں کومساجد ضرار بنانے کاٹھیکہ دیتے ہیں۔

آخر میں یہ واضح کرکے آگے موضوعات کی طرف جاتا ہوں اہل چھورکا کا یہ دعویٰ کہ ''وہ شیعہ علی ہیں'' سفید جھوٹ ہے، ''وہ اہل بیت محمد سے انتساب رکھتے ہیں'' یہ بھی الٹا ہے وہ عبداللہ بن ابی کے اہل بیت سے وابستہ ہیں۔ اہل بیت محمد کی خصوصیات وامتیازات میں سے کوئی بھی ان میں درست دکھانے والی عینک سے بھی دکھائی نہیں دیتے ہیں، جبکہ دشمنان اہل بیت محمد کے کردار وگفتار بطورنمایاں ان میں نظرآئیں گے۔ ذیل میں ان کی نمایاں چند خصوصیات پیش کرتے ہیں۔

۱۔سب ولعن خلفاء اسلام ہیں۔اہل بیت محمد میں سے کسی نے ان کوسب ولعن نہیں کیا ان کے لاعین خوارج کے باطنیہ مردوداوران کے پیروکارر ہے۔

۲۔واقعہ جانگداز و دلخراش کربلا جودن دھاڑے دس ہزارناظرین کے آنکھوں کے سامنے واقع ہوااس کے متن کوغائب کرکے اس کی جگہ افسانہ الف لیلیٰ کسی دوست اہل بیت نے نہیں بلکہ مجہول الحال بلکہ معلوم نفاق ملا کاشف الغطاء، منافق دربندی، منافق حلی، انیس و دبیراورانکے پیروان نے کیا، حتیٰ اس کا مقصد فاطمیوں کی طرف سے جاری منشور ہے لہٰذا اہل چھورکا وعظ ونصیحت اورامر بالمعروف کی شدت سے مخالفت بلکہ مزاحمت شدید کرتے ہیں۔

۳۔باقی کافرومشرک یہودوہنودحتیٰ کلابوخنازیرکونہیں روک سکتا ہے اس روکنے کا تمغہ اہل چھورکا کی پہچان رہے حتیٰ کہ ان کے چھوٹے الف افسانہ کوعزادار شیخ ذاکرحسین سید محمداور چھوٹے چھوٹے مولوی غاصب بھی لشکرعمرسعدوشمر میں شامل رہے۔

۴۔حق کے خلاف باطل کی بیعت میں اہل چھورکا تابع شام وکوفہ اوربصرہ والے ہیں،

جہاں امام کے دشمنوں کے لشکر میں رہے۔اہل چھورکا چالیس سال سے پی پی اور آغا خانیوں کے بیعت میں رہے،جس دن ان دو کے والی بیعت لینے کیلئے چھورکا آیا اور دار الامارہ مشن پی بالا میں منافقین چھورکا سے بیعت لیا اس بیعت میں غائب واحد شخص یہ نالائق قد کوتاہ مطعون علماء باطنیہ علی شرف الدین تھا۔اس بیعت سے غیابت کی سزا ہر موقع ومحل پر وہ دیتے رہے۔میں ان کے بارے میں امام حسین کا وہ خطبہ پیش کرتا ہوں۔

خشت دوم:۔

مساجد ضرار:۔

مسجد ضرار کبیر وصغائر چھورکا کا تعارف کرنے سے پہلے خود مسجد اور ضرار کا تعارف کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم میں تین مساجد کا ذکر آیا ہے:۔

مسجد عام۔مسجد خاص۔مسجد ضرار

۱۔مسجد عام ہر وہ جگہ ہے جہاں جہاں انسان مسلمان نماز پڑھتے ہیں وہ مسجد ہے،اسلام آنے سے پہلے ادیان سابقہ والے پابند تھے کہ عبادت اماکن مخصوص میں کریں،اسلام نے نماز ہر جگہ پڑھنے کی اجازت دی ہے ﴿وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ فَاَيْنَما تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ (بقرہ۔۱۱۵)۔نماز کے اہم ارکان میں سے سجدہ ہے،جائے نماز کو مسجد کہتے ہیں اس حوالے سے کارخانے،دفتر یا اپنے گھروں میں جہاں بھی نماز پڑھیں وہ جگہ مسجد ہے،گر چہ اس پر احکام مسجد لاگو نہیں ہیں۔صدر اسلام میں مومنین گھروں سے دور جا کر نماز پڑھتے تھے۔

۲۔مسجد خاص: انسان مسلمان جہاں کہیں ایک قطعہ زمین نماز کے لئے مخصوص کرتے ہیں وہ جگہ مسجد کہلائے گی۔قرآن کریم میں مسجد اقصیٰ اور مسجد حرام کے بعد نماز کے لئے مخصوص ہونے والی ہر جگہ کو مسجد کہا ہے۔مسجد حرام کے بعد سب سے پہلے بننے والی مسجد مسجد نبوی ہے اور اس کے بعد مسجد قباء ہے جہاں نبی کریمؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو یہاں پر حضرت علیؑ واہل خانہ کا انتظار فرمایا تھا۔اس بارے میں اختلاف ہے آپ نے مدینہ روانگی سے پہلے اس مسجد کی بنیاد ڈالی ہے یا مدینہ مشرف ہونے کے بعد وہاں کے مومنین کی درخواست پر یہاں مسجد بنائی ہے۔اس مسجد

کے بانی بنوعمرو بن عوف تھے اس مسجد کا ذکر سورہ توبہ آیت ۱۰۸ میں آیا ہے۔

۳۔تیسری مسجد مسجد ضرار ہے یعنی یہ مسجد ضرر پہنچانے کی غرض سے بنائی ہے۔ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی مسجد کو مسجد ضرار قرار دیں تو مسلمانوں کو چاہیے وہ اللہ اور اس کے رسول سے پوچھیں یہ مسجد مسلمانوں کی کس کس چیز کے لئے ضرر رساں ہے؟ تاکہ مسلمان ایسی مساجد سے گریز کریں مسجد ضرار کے معانی و مصادیق کیا ہیں بیان کرنے کی ضرورت ہے۔انسان عاقل کو ہر اس چیز سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے خود کو یا دیگران کو ضرر پہنچے نبی کریمؐ نے فرمایا ہے "**لا ضـــــرر و لا ضـــرار**" خود ضرر برداشت کریں نہ اجتماع مسلمین کو ضرر پہنچائیں جن چیزوں سے انسان کو ضرر پہنچتا ہے جاننے کی ضرورت ہے جس طرح طبیب اپنے مریضوں سے کہتے ہیں" آپ کو ان چیزوں سے پرہیز کرنا ہے" بیان کرتے ہیں،قرآن وسنت نبی کریم ﷺ میں بھی ضرر رساں چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں یہ کلمہ ۳۷ بار تکرار ہوا ہے کلمہ ضرار ہمیشہ مقابل نفع آیا ہے منافع ومضرات شناسی قرآن میں عقل پر قائم کی ہے،سب سے پہلے انسان عاقل کی شناخت نفع ونقصان کے ادراک کو گردانا ہے، دیکھنا چاہئے کہ فلاں انسان نفع ونقصان کا ادراک کرتا ہے یا نہیں اگر نہیں کرسکتے ہیں تو وہ اپنی ملکیت میں ممنوع تصرف قرار پاتے ہیں چنانچہ سورۃ نساء میں آیا ہے ﴿**وَ لا تُؤْتُوا السُّفَهاءَ أَمْوالَكُمُ**﴾ میں آیا ہے اگر اس کا ولی شرعی نہیں ہے تو عامۃ مسلمین ذمہ دار ہے۔شریعت اسلام نفع ونقصان کے مدارک نفاذ کرنے والی ہے نفع ونقصان شناسی ہی پر اصول ایمان توحید' الوہیت' ربوبیت اور بت پرستی کی تمیز ہے اللہ نے قرآن کریم کی کثیر آیات میں مشرکین اور بت پرستوں سے خطاب میں کہا ہے کیا جس کی تم پرستش کرتے ہو تمہارے نفع ونقصان کا علم رکھتا ہے؟ دفع ضرر کی قدرت

رکھتا ہے؟

مساجد ضرار:۔

ضررشناسی جہاں فاقد ہوگی وہاں عقل کافقدان تصورکیاجاتا ہےانسان کے پاس حصول مال اورخرچ مال میں توازن ہوناضروری ہے،اگرکوئی انسان جمع مال میں کاہل اورخرچ میں مسرف ہوتو اس کواحمق وپاگل قراردیاجاتا ہے۔ہرایک کے پاس جمع مال اورخرچ مال کا حساب دیکھنا ہوگااگر آمدنی سے زائدخرچ کرتا ہےتوسوال اٹھتا ہے یہ آمدن سے زائدخرچہ کہاں سے لایا ہے؟حضرت امیرالمومنین نے فرمایاجہاں کہیں مال کا ذخیرہ دیکھیں توسمجھ لیں کسی فقیرونیازمند کاحق ماراگیا ہے ۔یہ چوری،ڈاکہ،کرپشن،رشوت ستانی اورناپ تول میں گڑبڑسودسےحاصل مال کی طرح ہوگاوہ کسی دن گرفت میں آجائے گا۔ایسےافرادمشکوک قرارپائیں گےجس طرح انسان اپنی ذاتی ضررومنافع کاخیال رکھتا ہےاس کواسی طرح دینی واجتماعی ضررومنافع کابھی خیال رکھناچاہیے۔

مسجدضرارکونسی مسجدہوتی ہےاس کی شکل وصورت کم وکیفیت کس نوعیت کی ہوتی ہےعقلاء کسی فعل کی شناخت دوطریقے سے کرتے ہیں ایک خودفعل سے کرتے ہیں چنانچہ اگرکسی محلے میں چوری ہوگئی ڈاکہ لگاتوفوراًچورکوپکڑاجاتا ہے،اگرعفت دری ہوئی ہےتوکسی کونہیں پکڑاجائے گا۔اگر کہیں فعل کے بارے میں پتہ ہےتوفاعل کے بارے میں پوچھیں گےاگرفاعل بےدین اورمنافق ہوگاتوفوراًیہ حکم لگایاجاتا ہے کہ یہ کام خراب ہے۔یہ نفاق پرمبنی ہے۔

مساجدضرارکوہم نے منافق شناسی پراستوارکیا ہے منافق ہی مسجدضراربناتے ہیں۔مساجد ضرارمیں منافقین نمازپڑھتے ہیں اگرچھورکامیں آنے والے یہاں کے منافقین سے ملناچاہتے ہیں توجمعہ کے دن وہ لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں جتنے منافقین سے ملناچاہیں یہاں ملیں گے،اگرکسی کوبھی

اس فن میں ماہر چاہیئے ہوں تو یہاں سے لے جاسکتے ہیں ۔جب سے یہ مسجد بنی ہے یہاں منافقین کی پیداوار میں روز افزوں اضافہ ہوا ہے۔

قرآن کریم میں منافقین کے تمام حلیے بیان کئے گئے ہیں ایک سورہ ان کے نام سے موسوم ہے سورہ احزاب اور توبہ آیت :۱۰۷،۱۰۸ میں تفصیل آئی ہے کہ مساجد ضرار بنانے والے منافقین ہیں اوران کی مساجد ضرار بنانے کے اہداف و غایات بھی بیان کی گئی ہیں ۔لیکن منافق کون ہے؟وہ کیسے بنتا ہے ۔یہ موضوع اہم موضوعات میں سے ہے اس کو سمجھنا ضروری اور نہ سمجھنا موجب ضرر و خسارت و پشیمانی ہے علماء کی سب سے بڑی کمزوری یہی ہے وہ جلد ہی منافقین کے ہی ہو کے رہتے ہیں ۔معاشرۂ ایمانی میں اس کی شناخت مشکل ہوتی ہے کیونکہ یہاں منافق ہوتا ہی نہیں جیسا کہ دور مکی میں منافق تھا ہی نہیں ،معاشرہ کفر ہندوستان ، جاپان ، چین میں بھی نہیں ہے ،لہٰذا وہ سرگرمی کم دیکھتا ہے منافق ہمیشہ مقتدر جامعہ اسلامی میں بنتا ہے کیونکہ دشمن یہاں اپنا حامی بناتے ہیں یا یہاں پہلے ہی مفاد پرست ہوتے ہیں اس کی شناخت آسانی سے ہوتی ہے ۔لیکن جہاں پورے علاقہ میں مسلمان مغلوب و مقہور تھے ، منافق نہیں تھے ، مشرکین کا بول بالا تھا ، مسلمانوں کو اقلیت ہونے کی وجہ سے ضرب تہمت ، الزام اور تحقیر و تذلیل کا سامنا تھا لہٰذا کوئی بھی عاقل عزم نفاق لے کران میں داخل نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ ضرب و قتل کا نشانہ بننے کا خطرہ رہتا تھا ۔

قرآن کریم سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات میں مجتمع انسانی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلی پانچ آیات میں مومنین کا ذکر کیا گیا ہے پھر چھ اور سات میں کافرین کا ذکر کیا ہے پھر تیرہ ویں آیات میں منافقین کے گفتار و کردار ، نشست و برخاست اور حلیہ کو بیان کیا ہے قرآن نے جو صفات و حلیہ منافقین کے بیان کئے ہیں اگر ان آیات پر نظر رکھیں تو نفاق شناسی آسان ہوگی ۔چونکہ مسلمان

ایک چہرہ ایک زبان رکھتا ہے دگر گوں نہیں ہوتا ہے ان کے ظاہر و باطن میں تضاد و ٹکراؤ نہیں ہوتا ہے لہذا ان کی بنیادی و اعتقادی اور عملی صفات کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے اسی طرح کفار یکسو یک چہرہ یک زبان سے مسلمانوں کا مقابلہ کرتے ہیں لیکن منافقین کی زبان میں تضاد اور نیت مختلف ہونے کی وجہ سے زیادہ آیات میں ان سے متعلق بیان ہوا ہے جہاں جہاں انہوں نے دھوکہ و فریب اور کارشکنی کی ہے اللہ نے ان کے عمل کو فاش کیا ہے نبی کریم کو آگاہ کیا ہے۔ یہاں سے اللہ نے پہلے مرحلے میں ضرر رسانوں کا ذکر کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے نبی ﷺ کو دعوت دینے والوں نے دل کی گہرائی سے دعوت دی تھی لہذا اوس و خزرج والے سب جان و مال اپنے نبی ﷺ پر جان نثار کر رہے تھے لیکن ان کے درمیان کچھ افراد جو اقتدار پرست و مال پرست تھے، انہوں نے نفاق کا کردار ادا کیا، اسلام کو قبول کیا، دل میں کفر کو چھپایا، امت کی نگرانی اور پیغمبر ﷺ کی حکمت عملی نے انھیں کوئی ضد اسلام حرکت کرنے کا موقع نہیں دیا، ہر دن اسلام کا بول بالا ہوتا گیا، منافقین کی واردات ناکام ہوتی رہیں اور باہر کے کافرین و مشرکین خوف زدہ ہو گئے تھے اور دوسری طرف اندر ان کے نمائندے ڈر کر کچھ کر نہیں پا رہے تھے۔

لیکن منافقین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا خاص کر فتح مکہ کے بعد زیادہ ہونے لگے جیسا کہ سورہ النصر میں آیا ہے لوگ جوق در جوق تسلیم اسلام ہوئے لیکن ان تسلیم ہونے والوں کے دل میں اسلام و حضرت محمد ﷺ سے عداوت و نفرت و کراہت رکھنے والے بھی تھے، یہ افراد مدینے میں موجود منافقین سے مل گئے، فتح مکہ اور تسلیم جزیرہ عرب کے بعد نبی کریم ﷺ کو خبر ملی کہ نصاریٰ روم پیغمبر ﷺ کی بڑھتی ہوئی سلطنت کو روکنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔

مساجد ضرار کون بناتے ہیں؟ مسلمان حقیقی ضرورت سے زیادہ کم و کیف کا خیال رکھتے ہیں ،کافر بھی نہیں بناتے ہیں کیونکہ وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں، منافقین انہی مساجد میں نمازیں پڑھتے تھے وہ اپنی نماز سے لوگوں کو دھوکہ دیتے تھے پہلے وقت میں مسجد میں جگہ بنانا زیادہ نمازیں پڑھتے دکھانا، ایک قسم کا دھوکہ وفریب تھا گویا نیکی کے راستے سے لوگوں کو دھوکہ دیتے تھے چنانچہ امام صادق کے دور میں کوفہ میں ابی الخطاب منافق کے ماننے والے پورا دن مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔آج بھی منافقین ایسا کر کے دکھاتے ہیں چنانچہ بلتستان میں جہاں جہاں مساجد ضرار بنی ہیں وہ عالم کفر نے این جی اوز کے توسط سے بنائی ہیں ۔گزشتہ سال اخباروں میں آیا تھا صرف علاقہ شگر میں ۱۳۶ این جی اوز کو بند کیا گیا تھا۔

این جی اوز سے پیسے لینے والے بھی نماز میں پہلی صف میں نظر آتے ہیں۔سابق زمانے میں فرقے نہیں تھے تو منافق انہی مساجد میں جا کر دکھاوے کی نمازیں پڑھ پڑھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے تھے۔جب سے فرقے بنے ہیں تب سے ان فرقوں اور منافقین دونوں نے مل کر مساجد ضرار بنانا شروع کی ہیں کیونکہ ان کی تعمیر مساجد کی غرض وغایت نمازیوں کو بانٹنا ہے،لہٰذا قرآن کریم میں مسجد ضرار کی تعمیر کرنے والے گروہ کو منافقین میں گنا گیا ہے۔آج بھی ملک میں دہشت گردی کا سلسلہ انہی مساجد ضرار سے شروع ہوا ہے۔جب سے مساجد و مدارس بنانے کی مہم شروع ہوئی ان کی سرگرمیوں میں تیزی آتی گئی ہے۔

تاریخ تاسیس مسجد ضرار:۔

نبی کریمؐ کے مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لانے سے پہلے قبیلہ خزرج سے وابستہ ایک شخص جس کا نام ابو عامر راہب مسیحی تھا وہ اپنی قوم خزرج میں بڑا مقام رکھتا تھا' خزرج اس کو بادشاہ

بنانے کے لئے سوچ رہے تھے ۔ جب حضرت محمدﷺ ہجرت کرکے یہاں تشریف لائے تو قبیلہ خزرج واوس دونوں آپ پر ایمان لائے جو اسے گراں گزرا تھا مدینہ منورہ کے دوسری بڑی آبادی قبیلہ اوس تھی ۔

تاریخ تعمیر مسجد ضرار کی برگشت اس ابو عامر کو جاتی ہے ابو عامر پدر حنظلہ ہے ۔حنظلہ وہ شخص ہے جو زفاف کی صبح کو اپنے عروس کو چھوڑ کر جنگ احد میں گئے، وہاں مشرکین مکہ کے ہاتھوں قتل ہوئے جب ان کا جنازہ ملا تو ان کے جسم سے پانی ٹپک رہا تھا یہاں سے ان کا نام غسیل ملائکہ ہو گیا تھا۔ان کا بیٹا عبداللہ بن حنظلہ ہے۔ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کے خلاف قیام کیا تو اس قیام کا قائد عبداللہ حنظلہ تھا وہ اس میں قتل ہوئے ۔اس عبداللہ کے دادا ابو عامر نے مکہ والوں کو مدینہ پر چڑھائی کے لیے اکسایا چنانچہ ابو عامر پندرہ آدمی لے کر احد میں آیا، اپنی قوم کو دعوت دی، کسی نے اس کی بات نہیں سنی وہ غصہ میں دوبارہ مکہ گیا، فتح مکہ کے بعد طائف گیا، وہاں سے وہ روم گیا اور بادشاہ روم سے پناہ لی ۔وہاں سے اس نے اپنے قبیلہ والوں کو پیغام بھیجا تم لوگ ایک مسجد بناؤ تا کہ یہاں لوگوں کو نماز کے بہانے جمع کرسکیں ۔پھر میں یہاں سے لشکر لے کر آؤنگا اور مدینہ کو فتح کر کے محمدؐ کو یہاں سے نکال دونگا۔ مسجد کو اسلام کے خلاف بطور مورچہ استعمال کرنے کا سلسلہ یہاں سے شروع ہوا ہے، بلکہ دین سے دین کو مارنے کا سلسلہ شروع ہوا۔

منافقین ومشرکین موقع محل کے انتظار میں رہتے تھے تا کہ مسلمانوں کے خلاف کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے پائے چنانچہ جنگ احد میں جہاں مشرکین تین ہزار کا لشکر لے کے آئے تھے نبی کریمؐ کے ساتھ ایک ہزار کا لشکر تھا عبداللہ بن ابی تین سوسواریوں کو دشمنوں کے سامنے سے کاٹ کر واپس مدینہ لے گیا، جنگ احزاب میں بھی بعض منافقین نے اپنے گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا

بہانہ بنا کر شرکت سے معذرت کی تھی اللہ نے انہیں جھٹلایا (احزاب ۔۱۳)

جنگ تبوک جو کہ پہلی جنگوں کی بہ نسبت بہت پیچیدہ و خطرناک جنگ تھی اس میں منافقین نے بہت کردار دکھایا ہے۔اس جنگ کے موقع پر لوگوں کو روکنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے ،حربے اور بہانے بنائے گئے مسلمانوں کو ڈرایا اور کہا کہ سوچو! کس لشکر سے لڑنے جار ہے ہو،عرب بدوؤں سے نہیں سالوں سے میدان جنگ کا تجربہ رکھنے والے فارس جیسی عظیم مملکت کے فاتح سے لڑنے جا رہے ہو۔منافقین جہاں ابو عامر کے کہنے پر مسجد بنا رہے تھے وہاں شدت سے لشکر روم کی آمد کا بھی انتظار کررہے تھے۔اتفاق سے حضرت محمدؐ نے ان سے لڑنے کیلئے روم جانے کا اعلان کیا تو یہ حیران و پریشان ہو گئے۔دوسری طرف سے انہوں نے امید کی کرن دیکھی کہ ابو عامر کا خواب جلد تعبیر ہوگا، انہوں نے جلدی میں حضرت محمدؐ سے مسجد کا افتتاح کرنے کی درخواست کی چونکہ نبی کریمؐ عازم تبوک تھے،فرمایا فی الحال سفر کی تیاریوں میں ہوں واپس آنے کے بعد آجاؤں گا۔پہلے اس جنگ کی خصوصیات ملاحظہ کریں۔

جنگ تبوک سابقہ جنگوں سے ہر حوالے سے مختلف اور منفرد جنگ تھی یہ جنگ آخری جنگ تھی اس کے بعد نبی کریمﷺ امت کی قیادت چھوڑ کر لقاءاللہ کیلئے تشریف لے گئے ہم یہاں پہلے مرحلہ میں اسی جنگ کی خصوصیات وامتیازات کو پیش کرتے ہیں۔

۱۔یہ جنگ رجب ۹ ہجری کو ہوئی ہے ۹ ہجری کے مسلمان ایک مخلوط جماعت تھے، جہاں شوق ورغبت سے اسلام میں داخل ہونے والوں کے ساتھ ساتھ خوف و ہراس والے بھی شامل تھے گویا مخلوط معاشرہ تھا۔

۲۔تبوک مدینہ سے ۶۰ ۷ کلومیٹر دور جگہ تھی ہر حوالہ سے دشت و بیابان بے آب و گیاہ راستے

سے گزرنا تھا۔

۳۔فی زمانہ سب سے زیادہ طاقت وقدرت والے جن کی افرادی قوت واسلحہ اورتجربہ کو دیکھیں تو وہ جنگی امپراطور فارس کوشکست دینے والے تھے، یورپ سے ترکیہ شام تک پھیلی ہوئی قدیم ترین آبادی والی سلطنت سے مقابلہ تھا۔ یہاں بھی منافقین نے شائعہ پردازی شروع کی اور جنگ سے روکنے کے لئے خوف وہراس پھیلانا شروع کیا تھا۔

۴۔اس جنگ کے لئے سابقہ جنگوں سے زیادہ افرادو اسلحہ، ساز و سامان اورخرچہ کی ضرورت تھی اس لئے اس میں سمت و جہت مخفی نہیں رکھ سکتے تھےلہذا نبی کریمﷺ نے برملا کھل کے اعلان فرمایا کہ ہم روم سے لڑنے جارہے ہیں دل کھول کراس میں جانی ومالی حصہّ لے لیں ۔

۵۔جنگوں کی خصوصیات وامتیازات کی روشنی میں معاشرہ مدینہ میں پہلے سے زیادہ منافقین کی طاقت وقدرت بڑھ گئی جو کہ ہر جنگ کی مخالفت ومزاحمت کرتے تھے، جنگ احد واحزاب میں ان کی کفرنوازی، مسلمان ستیزی قرآن میں آئی ہے۔اس جنگ میں ہرطرف سے مخالفت ومزاحمت اورکارشکنی زیادہ سامنے آئی تھی گروہ بندیاں پیدا ہوئیں ایمان سے لبریز لوگ جان و مال دونوں ہتھیلی پررکھ کرنبی کریمﷺ کے حضور میں پیش ہوئے ضعیف وکمزورلوگ حیلہ و بہانے تراشی میں مصروف ہو گئے۔

۶۔تبوک مدینہ سے ۶۰۷ فاصلہ پرواقع تھالہذااس جنگ میں پیادہ لشکر کی شرکت ایک حوالے سے ناممکن تھی چنانچہ بہت سے شائقین جہادشرکت نہ کرسکنےاورحیرت وافسوس میں روتے واپس گئے۔

۷۔مدینہ میں فصل کٹائی کاموسم تھاشرکت کرنےوالوں کی فصل ضائع ہونے کاخطرہ تھا۔

۸۔گرمی اتنی سخت تھی کہ صحراء و پہاڑ لق و دق گرمی قابل برداشت نہیں تھی منافقین ہر ایک جماعت کو جنگ سے روکتے تھے یہاں سے اس جنگ کا نام جیش عسرہ ہو گیا تھا یہاں سے اہل مدینہ اس جنگ میں شرکت کے حوالے سے گروہوں میں بٹ گئے۔

۱۔ ایک گروہ ایڑھی چوٹی کا زور لگا کر لوگوں کو روکنے میں مصروف ہو گیا وہ مختلف اور متعدد بہانہ تراشی کرتے تھے۔

۲۔ بعض مومنین خلوص رکھتے تھے لیکن ان کے بقول انہیں جانے کی توفیق نصیب نہ ہوئی بعد میں سخت پشیمانی اور ذلت وخواری اٹھانا پڑی۔

۳۔ ایک گروہ زادراہ نہ ہونے کی وجہ سے شرکت سے محروم ہو گیا۔

۴۔ منافقین ایک طرف سے مدینہ خالی ہونے کے لئے بے تاب تھے یا حالات سازگار بنانے میں مصروف ہو گئے۔انہوں نے اس موقعہ سے استفادہ اٹھاتے ہوئے اس عرصہ میں تعمیر مسجد مکمل کیا۔

منافقین موقع محل سے استفادہ کرنے کے لئے بے تاب بیٹھے تھے کیونکہ یہاں مخالفت زیادہ موثر نظر آتی تھی،اللہ نے ہر گروہ کے عزائم و نیات سے رسول اللہ کو آگاہ کیا۔سب سے زیادہ اس جنگ کے بارے میں آیات اتری ہیں۔

جنگ تبوک ایمان و نفاق کی چھانی:۔

تاریخ غزوات نبیﷺ میں یہ غزوہ چندین خصوصیات کا حامل تھا ہر ایک خاصیت اپنی جگہ ایمانداروں اور نفاق پردازوں کی چھنٹی کے لئے کافی تھی اس جنگ میں منافقین کی سرگرمیاں کھل کر سامنے آئی ہیں۔

۱۔انہیں لوگوں کو جتنا ہو سکے جنگ میں شرکت سے روکنے کی کوشش کرتے دیکھا گیا ہے۔نبی کریمﷺ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے،دوسرے سال جنگ بدر میں،۳۱۳ مجاہد نکلے،چوتھے سال ایک ہزار نکلے،فتح مکہ کے لئے دس ہزار نکلےنویں ہجری کوتبوک میں تیس ہزار نکلےاس دس سالوں کےعرصے میں نبی کریمﷺ نے نہ کوئی مسجد بنائی،نہ کسی مسجدکودوبارہ بنایا۔

۲۔ایک گروہ نبی کریمؐ اور برجستہ شخصیات وعمائدین سے مدینہ خالی ہونے کے بعد کوئی اقدام کرنے کے لئےسوچ رہا تھاجس کا نبی کریمؐ نے احساس کرکے مدینہ میں دو جانشین چھوڑے ایک نیابت عام دوسرانیابت خاص،اپنے خاندان کے لئےمخصوص حضرت علیؑ کوچھوڑا۔

۳۔معماران مسجدضرار نے مسجدضرارکوبادشاہ روم کی آمد تک سازشی خانہ اوراسلحہ خانہ بنارکھا تھااوروہ مدینہ کوصفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئےسوچ رہے تھے۔کافرین ومنافقین کےاتحادی ہمیشہ اس سوچ میں رہتے کہ اسلام کانام لغت کی کتابوں اورعالمی نقشے سے مٹادیں چنانچہ دشمنان اسلام کاارادہ تھا کہ پاکستان کانام ۲۰۰۷ءتک دنیاکےنقشے سےمٹادیں﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ﴾ (التوبہ۔۳۲)۔مسجدضرارکےکمانڈوفی الحال اسےبطورنمازخانہ متعارف کرارہے تھے۔

ان کے مقابل میں مومنین کا کردار:۔

۱۔ایمان خالص کے حاملان نے جان ومال واولاد سب کوہتھیلی میں رکھ کراسلام کی خاطر پیش کیا۔

۲۔کچھ افرادجن کے پاس جانے کی سواری نہ تھی وہ روتے ہوئے گھروں کوواپس آئے۔

۳۔وہ مومنین جوغیرمعذور تھےاوران سےاس جنگ میں شرکت کی توفیق سلب ہوگئی تھی وہ

آخر میں تو بہ وانابہ کرکے دوبارہ صف مسلمین میں شریک ہوگئے۔

۴۔وہ افراد جن کے دلوں میں نفاق چھپا ہوا تھا ان کا نفاق سامنے آیا۔قرآن کریم نے ان کے ہر کلمہ و اقدام عملی کو بروقت فاش کیا،جو منافقین پر آسمانی بجلی بن کر گرے۔بادشاہ روم کا آکے حکومت سنبھالنے کی امیدوں پر پانی پھر گیا،منافقین اچانک امیدیں ناامیدی ومایوسی میں تبدیل ہوتے دیکھ کر پریشان ہوگئے۔اضطراب آیا،زبانوں میں لکنت وتر دد آنے لگی پہلے جو اخلاص دکھاتے تھے اب ان کے اندر کی نیات باہر آئیں تو یہاں سے منافقین مسجد چھوڑ کے جنگ میں جانے سے روکنے لگے﴿**لاتنفروافی الحر** ﴾(سورہ توبہ آیت:۸۱)دوسری طرف سے مسجد کو جلد از جلد تکمیل کرنے کو اہمیت دی وہ مطمئن تھے کہ یقیناً قیصر روم پیغمبرﷺ کو شکست دیں گے۔

۱۔ان کا خیال تھا کہ نبی کریمﷺ کے اس اعلانِ جنگ کی وجہ سے یہ لوگ راستے میں گرم موسم کی وجہ سے مرجائیں گے،﴿**لَا تَنفِرُوا فِي الْحَرِّ**﴾۔

۲۔جنگ کے لئے غریبوں کے چندے کا مذاق کرتے تھے،کہتے تھے اللہ اس سے بے نیاز ہے۔

۳۔مدینہ خالی ہونے کے بعد کسی وقت کسی اقدام کے لئے سوچ رہے تھے جس سے اللہ نے اپنے رسولﷺ کو آگاہ کیا تو حضرت محمدؐ نے محمد بن مسلمہ انصاری کی جانشینی کے علاوہ حضرت علی کو اپنے اہل خانہ کے محافظ کے نام سے رکھا تو منافقین کو غصہ آیا،علی کا مذاق اڑایا،اور کہا کہ علی کو نبی نے اس جنگ کے لئے لائق نہیں سمجھا اور انہیں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے رکھا ہے تو فوراً علی لشکر کے پیچھے گئے،اس پر نبی کریمﷺ نے فرمایا مدینہ آپ کے علاوہ کسی اور سے محفوظ نہیں ہوگا۔ دوسری طرف منافقین نبی کریمﷺ کو راستے میں کہیں قتل کرنے کے لئے منصوبہ بندی کررہے تھے۔

جنگ تبوک میں نبی کریمؐ اور لشکر اسلام عظمت وشوکت اسلام کی نمائش کرنے کے بعد سرخ رو ہو کر واپس مدینہ پہنچنے سے پہلے اللہ نے حضرت محمدؐ کو خبر دی کہ یہ مسجد اسلام کے خلاف محاذ، جاسوس خانہ، اسلحہ خانہ و تربیت خانہ ہے۔ نبی کریمؐ نے ایک جماعت اس مسجد کو مسمار کرنے کے لئے بھیجی جن کا نام تفسیر شعراوی میں لکھا ہے وہ یہ لوگ تھے۔

۱۔ مالک بن دخشم

۲۔ عامر بن سکن

۳۔ وحشی جس نے حضرت حمزہ کو قتل کیا۔

۴۔ معن بن عدی

نبی کریمؐ نے ان افراد کو بھیج کر اس مسجد کو گرایا، لیکن تاریخ میں نہیں آیا کہ جنہوں نے اس مسجد کو اپنے مذموم عزائم کے لئے بنایا تھا ان کو سزا دی ہو بلکہ یہاں سے یہ حکمت عملی واضح و روشن اور آشکار نظر آتی ہے کہ جب تک عمل مقبوح و منفور و مبغوض کو عیاں نہیں کریں گے یہ سلسلہ جاری رہے گا کہ عاملین کو سزا دینے سے سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔ لہٰذا نبی کریم نے پہلے مرحلے میں اس فعل خبیث کو ثابت کیا کہ یہ عمل بہت برا ہے گویا اس فعل کی خباثت ثابت ہونے کے بعد فاعل خبیث کو ثابت کرنا آسان ہوگا۔ فاعل کی شکل مختلف ہوتی ہے قرآن کریم اور حضرت محمدؐ نے اس جرم کی فحاشت و خباثت کو نمایاں و آشکار انداز میں ثابت کیا تا کہ مسجد ضرار بنانے والوں کو مومنین کی نظروں سے گرا دیا جائے۔ زانی کو سزا دینے سے پہلے زنا کی قباحت اور خباثت بیان کرنے کی ضرورت ہے اگر ایسا کریں گے تو سب شرم وحیاء کریں گے تو بہ کریں گے یا زندہ درگور ہو جائیں گے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی تھی کہ نبی کریمﷺ نے اللہ کے حکم سے مسلمانوں کو جو دستور دائمی

عنایت کیا ہے اس پر عمل کو یقینی بنایا جائے، فاعلین و عاملین کی بجائے پہلے اصل شر کا خاتمہ کیا جائے ، ہر برائی کو اساس و بنیاد سے گرانا چاہیے۔ مسلمانوں کے لئے یہ ایک ضروری پیغام تھا کہ جہاں کہیں کوئی مسجد یا اجتماع خانہ بن جائے ان پر کڑی نظر رکھنی چاہیے کہ کیا یہ جگہ اسلام کے منافی اعمال کے لئے تو نہیں بنی ہے، اس کو جاننے کی ضرورت ہے۔ ہماری ریاست کے اندرون مخالف و مشکوک سرگرمیوں پر نظر رکھنے والوں کو چاہیے کہ ایسی مساجد پر کڑی نظر رکھیں۔ بنانے والے کون کون ہیں؟ بجٹ دینے والے کون ہے؟ چونکہ بعض ریاستی افراد سیکولر ہیں وہ اندر سے دین کو کھوکھلا دیکھنے کے خواہش مند ہیں اس لئے وہ دلچسپی نہیں لیتے ہیں۔

ا۔ خود مسجد ایک ضرورت حتمی و ناگزیر ہے اس کے لئے حیلہ و بہانہ تراشی و جواز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ ایک گاؤں جو دوسرے گاؤں سے دور ہے یہاں والوں کے لیے ایک مسجد کی ضرورت سوال آور نہیں ہوتی لیکن ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد یا کسی اور نام سے اجتماع خانہ جیسے ماتمسرا ء پر سوالات کی بھر مار طبیعی ہے لیکن یہاں کے باشندے مسجد سے چڑ رہے ہیں ۔ چنانچہ ماتمسرا ؤں کی تعمیرات کے جواز کے بارے میں کتنی ہی بڑی علمی و فلسفی شخصیت کو آپ لائیں جواب نہیں دے سکیں گے، غصہ کر کے، اٹھ کے جائیں گے، اگر ایک مسجد کے قریب میں ایک اور مسجد بنائیں اس کو بغیر کسی وجہ عقلی گرا کر یا جلا کر بنائیں تو پھر بھی سوال کریں ایسا کیوں کیا ہے؟

اہداف و غایات مساجد ضرار:۔

ا۔ مسجد ضرار قبائل و عشائر، حقد و کینہ سے بھری جماعت، مفاد پرست، نام و نمود و شہرت پرست تعمیر کرتے ہیں۔

۲۔ اپنے حریف و مقابل عشائر کے خلاف بناتے ہیں۔

۳۔بادشاہان وحکمران عوام الناس کوخوش کرنے اوردھوکہ دینے کیلئے بناتے ہیں وہ پہلے مرحلے میں عوام میں مقبولیت کے لئے بناتے ہیں کہ وہ عوام کوخوش کریں، چنانچہ اس سلسلہ میں تاریخ اسلام میں سب سے پہلے مساجد میں اسراف کرنے والے ولید بن عبدالملک بن مروان کا نام لیتے ہیں۔انہوں نے شام میں مسجد اموی، مدینہ میں مسجد نبوی بلکہ اور بہت سی مساجد بنانے میں اسراف کیا ہے تاکہ دیندار مولویوں کو اپنی طرف جلب کریں کہ وہ ان کے خلاف نقد نہ کریں۔

عصر حاضر میں مسجد ضرار کے تعمیر کنندگان کو دیکھیں تو یہ گروہ دین و دیانت سے عاری وخالی حب دنیا سے لبریز افراد پر مشتمل ہوتا ہے قرآن کریم میں آیا ہے کافرین ومشرکین کو مسجد بنانے کا حق نہ دیں۔

سورہ توبہ ۱۰۹ میں مسجد ضرار کے چند بنیادی اہداف ومقاصد کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ لڑنے والوں کی انتظارگاہ کے طور پر بناتے ہیں۔

۲۔مومنین میں تفریق وانتشار پیدا کرنے کی خاطر بنائی جاتی ہے۔

یہ مسجد جہاں مسجد ابو عامر راہب مسیحی کی یادگار ہیں وہیں یہ یمن میں بننے والے اس بیت کی یاد دلاتے ہیں جو کعبۃ اللہ سے منہ موڑنے کیلئے بنایا تھا، یہ مسجد بنانے والے بھی لشکر ابرہہ کی یاد دلاتے ہیں۔ایسی مساجد بنانے کا مقصد یہ ہے کہ مساجد تقوی کا خاتمہ ہو جائے امام عادل کی جگہ اپنے من مانے، من پسند کا تقرر کریں۔

بلتستان والے دشمن مساجد تھے:۔

ہم جب لاہور گئے تو بعض لوگوں سے سنا یہاں ایسے شیعہ بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم مساجد میں نہیں جاتے ہیں کیونکہ یہاں مولائے امیر المومنین کو قتل کیا گیا ہے۔اس پر ہم نے تعجب کیا کہ یہ

لوگ کیوں ایسی احمقانہ بات کرتے ہیں اگر مسجد بری ہوتی تو علی کیوں مسجد گئے؟ آپ کے قتل کے بعد حضرات حسنین کیوں مسجد میں جاتے رہے؟ لیکن بعد میں غور کرنے کے بعد معلوم ہوا چھورکا میں موجود شیعہ بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں یہاں کے لوگ نماز ہی نہیں پڑھتے ہیں اگر کوئی پڑھے تو مسجد میں نہیں پڑھتے، جہاں مساجد خستہ و بوسیدہ حال ہوتی ہیں وہاں ماتمسرائیں عالیشان اور تزئین وآرائش سے بناتے ہیں۔ گاؤں میں ایک جھونپڑی مانند مسجد ہوتی ہے نماز بھی مسجد میں نہیں پڑھتے ہیں فرش کی جگہ گھاس بوریہ بچھایا ہوتا ہے لیکن چندین عالی شان ماتمسرائیں ہوتی ہیں۔ مجھے ایک دفعہ جناب محترم آغا سید عنایت حسن نے کول میں ایک جشن میلاد حضرت زہراء کیلئے بلایا تو دیکھا کس قدر عالیشان ماتمسراء ہے لیکن لب سڑک ایک خستہ مسجد ہے جہاں آغا صاحب نماز پڑھتے تھے۔

ان ماتمسراؤں میں امام حسین کو فدائے امت ضال وگمراہ و طاغی و باغی پیش کرتے ہیں امام حسین کو ایک انسان مجبور و بے اختیار پیش کرتے ہیں امام حسین کو مغربیوں کی آزادی بے پدر مادر، دین سے آزادی کی منادی کرنے والا پیش کرتے ہیں انہوں نے امام حسین کو جس طرح پیش کیا ہے وہ امام حسین کے دین سے مشابہت نہیں رکھتا ہے گویا شمر و عمر سعد سے زیادہ ظلم کرتے ہیں۔

ا۔ ہمارے چھورکا کے ہر گاؤں میں ایک ماتمسراء ہوتا ہے، ایام عاشورا میں ہر ماتمسراء میں مجلس ہوتی ہے اور ہر مجلس دو سے تین گھنٹہ وقت لیتی ہے تین چار گاؤں والے یکے بعد دیگرے ماتم سراؤں میں حاضری دیتے ہیں۔ مجلس صبح سے شام تک کا وقت لیتی ہے اس لئے خطیبوں کو واقعہ کربلا یا امام حسین کے قیام کے بارے میں تقریر کرنا دشوار ہوتا ہے تو اس وجہ سے انہیں بہت جھوٹ و افتراء باندھنے پڑتے ہیں جو سیرت امام سے متصادم ہوتے ہیں۔ ماتمسراؤں اور امام بارگاہوں کے درو

دیوار جھوٹ کی بدبو سے متعفن ہوتے ہیں۔

۲۔ ماتمسرائیں ایک دوسرے کی ضد میں بناتے ہیں اسی لئے تمام ماتمسرائیں ضرار قیام امام حسینؑ ہوتی ہیں اور خطباء بھی ایک دوسرے کی ضد میں ہوتے ہیں۔

۳۔ امام حسین نے قیام احیاء اسلام دعوت بقرآن وسنت کے لئے کیا تھا لیکن مجالس میں خطیب کی خطابت اور نوحہ ومرثیہ سب میں امام حسین کو امت کی نجات کے خاطر قیام کرتے دکھاتے ہیں، جو کہ فکر ''فدا'' مسیحی ہے۔ اس کے منتظمین فاسق و فاجر اور تارک صوم و صلوٰۃ ہوتے ہیں، جو خطیبوں پر پابندی لگاتے ہیں کہ وہ ایام عاشورا سوائے مصائب امام حسین کے توحید ونبوت آخرت کے بارے میں بات نہ کریں۔ جب سنیوں نے شیعوں کو تارک جمعہ و جماعت کا طعنہ دینا شروع کیا تو انہوں نے مسجد بنا کر اس طعنے کو رد کیا لیکن اس میں نماز نہیں پڑھتے ہیں، علاقہ چھور کا میں پہلی بار ۱۹۸۰ء میں جمعہ قائم ہوا تھا۔ وہ بھی جمعہ کی خاطر نہیں تھا بلکہ اس مسجد ضرار کی تعمیر سے حاصل کمیشن کی خاطر تھا۔ چھور کا میں مسجد ضرار بلتستان میں این جی اوز کے نمائندہ محمدی ٹرسٹ مہدی آباد نے بنائی ہے۔

بلتستان میں مدارس ومساجد ضرار کے قیام کی بازگشت شیخ حسن مہدی آبادی کو جاتی ہے۔ شیخ حسن مہدی آبادی کے مذہب کی برگشت ابوالخطاب اسدی، میمون دیصانی اور احمد احسائی کو جاتی ہے اس بارے میں ان سے واقف وآگاہ معاصر لوگ بہتر جانتے ہیں۔ جب وہ نجف میں ہوتے تھے یا یہاں آتے تھے تو ۹ ربیع الاوّل کو قتل خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب کی خوشی کی محفل سجاتے تھے، یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے جہاں جہاں تابعین اسدی و دیصانی پائے جاتے ہیں ایسی محافل انعقاد کی جاتی ہیں۔ شیخ حسن اس دن طہارت کرنے والے لوٹوں میں مرچ ڈال کر رکھتے اور خود ایک لنگوٹ

پہن کر جسم کو تیل اور کوئلہ سے ملاوٹ کر کے آکر مصافحہ کرتے تھے۔

شیخ حسن مہدی آبادی بلتستان کے سرسید احمد خان کا مقام رکھتا ہے۔وہ چندہ لینے کے لئے ہر قسم کا مسخرہ واستہزاء برداشت کرتے تھے جواس کی تعریف بن گئی تھی،جن کی حالت ناگفتہ بہ ہوتی تھی ان سے بھی چندہ لیتے تھے۔

قطیف،احساء،بحرین،ایران اور بلتستان میں شیعوں کو وہابی بنانے کا واویلا کرتے تھے۔ ایام حج میں عرفات ومنیٰ میں ہندو بنانے کی خبریں سناتے تھے، جب کہ ان کا رشتہ عالمی سطح پر اسلام کے خلاف کام کرنے اور پیسہ خرچ کرنے والے کویت سے ملتا ہے۔کویت والے ایک عرصہ سے شیعہ اور سنیوں میں عداوت ونفرت پھیلانے کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے چنانچہ حالیہ سالوں میں کویت کے بعض ٹی وی چینل سے سب خلفاء وصحابہ کے ذریعے عالم اسلام میں ایک غوغا پھیلانے کی کوشش کی گئی۔عام طور پر دنیا بھر میں تفرقہ مذہبی کی آتش بازی کا ایندھن یہیں سے مہیا ہوتا ہے،یہ بلتستان میں پہلی مرتبہ ٹرسٹ کی صورت میں آئے۔ہمیں ان کی یہ حرکات پہلے سے ناپسند تھیں کیونکہ وہ دینی کام کے لئے جھوٹ بولتے تھے دوسری طرف وہ گلاب پور چیلو جیسے مخلوط معاشرے میں جلتی آگ میں پٹرول پھینکتے تھے یہ فتنہ وفساد برپا کر کے علاقہ میں فرقہ واریت کا بیج بو رہے تھے،انہوں نے چیلو گلاب پور میں بہت توجہ مرکوز کی تھی۔اس طرح ان کی زیادہ توجہ سنیوں اور نوربخشیوں کے علاقے میں رہی ہے۔

بلتستان سے انہوں نے دو قسم کے ٹولے انتخاب کئے،ایک دینی حلیہ والے جن میں چیلو سے فاچو آغا سید علی اور آغا سید جعفر،بابو جعفر کو انتخاب کیا۔جناب آغا جعفری کو صرف خاموش رہنے کی درخواست پر اکتفاء کیا جسے آپ نے منظور فرمایا۔اس پر معرفی والوں نے بہتر کارکردگی

والے میں آقائے جعفری کو بھی شامل کیا تھا،ان کے ذریعے پورے مومنین کواندھیرے میں رکھ کراس فعل حرام کے جواز وسنت میں آغائے جعفری کوپیش کرتے رہے۔دوسرے گروہ میں کرپشن خورد برد کے ماہرین کواپنے پیچھے رکھا،یہ لوگ وہابیوں کی سرگرمیوں کوجھوٹ سے آمیزش کرکے سناتے تھے۔ اس نے بلتستان میں شیعہ سنی نفرت وتفرقہ ڈالنے کی سنت کی بنیادرکھی،مساجد ضرار کی تعمیرات اس شخص نے کیں امور دینی سے لاتعلق رہنے والے مفاد پرست اور خورد برد کرنے والے دین کا مسخرہ کرنے والوں کوچن چن کرانتخاب کرتے تھے، بلتستان میں دین وشریعت کومنسوخ کرکے چترال جیسابنایا جہاں سے نصرت بھٹو، ماروی میمن ،پرویزمشرف ،مہدی شاہ،ندیم،اعظم خان،علی شاہ و اسدزیدی جیسے منتخب ہوئے۔

کویت سے آنیوالے تاجروں کے بارے میں پوچھنا چاہیے کہ انہوں نے یہ مساجد بنانے کے لیے رقوم کہاں سے جمع کی ہیں وہ یہاں مساجد بنانے کے کیا اہداف و مقاصد رکھتے تھے ان مساجد کی تعمیرات علاقے کی بنیادی ضروریات کونظر انداز کرکے ایک اجلاس کیلئے کنونشن ہال بنانے یاہندوستان کی یلغار کونظر انداز کرکے پرچموں کی دیوار بنانے جیسی ہیں۔

کویت سے آکے مساجد بنانے کا کیا مقصد ہوسکتا ہے؟ سب سے پہلے انسان عاقل کو یہ سوچنا چاہیے کہ انہوں نے یہاں کیوں مساجد بنائی ہیں؟ جواب ہوگا کہ وہ صاحبان مال و دولت ہونگے اجروثواب کے لئے بنائی ہوں گی ۔تو سوال اٹھتا ہے کہ کیااجروثواب صرف مساجد بنانے تک محدود ہے اگراجروثواب کیلئے بناتے تھےتو ان کوڑست بنانے کی شرط کیوں لگائی ہے؟اگراجروثواب کیلئے تھیں تو چن چن کر فاسقین کی انتظامیہ کیوں بنائی؟ دنیا بھر میں صاحبان مال و دولت دیندار نہیں ہوتے ہیں دنیا بھر میں قوموں کی بربادی ونابودی اورنزول عذاب انہی سرمایہ داران عیاشیان

اورمسرفان کی وجہ سے ہوا ہے ۔اسلامی معاشرے میں اسلام مخالف رسومات کی بنیادیہی لوگ رکھتے ہیں انہیں قرآن کریم میں اخوان الشیاطین کہا گیا ہے چنانچہ یہ لوگ مفسدین ہوتے ہیں۔

اسلام میں مال ایک امانت ہے سورہ الحدید آیت ۷ میں ہے کہ جو کچھ ہم نے تمہارے پاس امانت رکھی ہے وہ اللہ کی راہ میں انفاق کریں ۔مال تصور اسلامی میں جان کے بعد دوسرا عنصر ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں اولاد سے پہلے اس کا ذکر آیا ہے کیونکہ قوت لایموت نہ ہونے سے مسلمانوں کو اغیار وکفروالحاد اور منافقین کی طرف دست درازی کرنا پڑتی ہے۔ اس اہمیت کی خاطر اس کا حفظ بھی حفظ جان کے برابر قرار دیا ہے ۔انسان مسلمان کے پاس جو مال ہے ۔وہ سورہ حدید آیت ۷ کے مطابق کے انسان کے پاس امانت ہے اس مال کے تین حصہ دار ہیں:۔

۱۔انسان کے پاس جو مال ہے وہ خود اس کے کسب زحمت و مشقت سے حاصل ہوا ہے۔

۲۔اس کو ورثے میں یا عطیہ میں ملا ہے۔

۱۔ وہ حرام طریقے سے جمع کیا ہے۔

۲۔ دوسرا صرف مال ہے یہاں خرچ کرنا ہے یہاں نہیں کرنا ہے ہر انسان کے کسب میں اللہ شریک ہے یعنی اصل سرمایہ اللہ کا ہے اللہ کے حصہ کو اللہ کی راہ میں انفاق کرنے کا حکم ہے جہاں جہاں اللہ نے حکم دیا ہے وہاں انفاق کریں۔

۳۔فقراء و مساکین اور ابن سبیل کا حصہ ہے یہ تینوں قرآن کریم کی مکرر آیات میں آئے ہیں۔

انسانی زندگی تین پہیوں سے چلتی ہے:۔

۱۔اپنی ذات ہے،زندہ رہنے کے لئے مال جمع کرتا ہے۔

۲۔اولاد ہے، ہرانسان اولاد کی خاطر مال جمع کرتا ہےاس میں دین کے حوالے سے کسی قسم کا اجر وثواب نہیں ہے، جہاں تک اس دنیا میں فائدہ ہے وہ خود اس کی عقل و ہوش اور حواس سے مربوط ہے جب تک اولادوں کو قانع نہیں کریں گے وہ عزت کی زندگی گزاریں گے ورنہ ذلیل وخوار زندگی گزاریں گے آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہونگے۔

۳۔مال دین کی سربلندی کے لئے جمع کرتا ہے یہاں نیت کلی طور پر اچھی ہے اگر اللہ توفیق دے لیکن مواقع ملنا مشکل ہے۔

تینوں پے احکام قرآن لاگو ہیں حتیٰ اگر خالص دینی ہے تب بھی لاگو ہیں دین کے نام سے اسراف جائز نہیں۔دین اسلام میں ہر چیز کی حد بیان ہوئی ہے جس طرح وضو میں اعضاء و جوارح کی حد بیان ہوئی ہے۔مال دشمنان اسلام کے اسلام مخالف بجٹ سے نہیں لیا ہے بلکہ اپنی خالص آمدنیات سے ہے تب بھی مصارف ضروریات سے زیادہ ہوتو یہ اسراف ہے۔

مساجد ضرار بنانے والوں کے متعدد اہداف ہوتے ہیں وہ وہاں پیسہ لگاتے ہیں جہاں اپنی بات منواسکیں، جہاں جہاں ایسی مساجد ہونگی ان کے انتظامیہ سرمایہ دار ہونگے تو لوگوں سے آسانی سے چندہ جمع کرسکیں گے،غیر اسلامی لوگوں کو یہاں دعوت دے سکیں۔چنانچہ مدینہ میں جن لوگوں نے مسجد ضرار بنانے کا مذموم ارادہ کیا تھا وہ عزائم سوء رکھتے تھے،بنوغنم نے اپنے لئے خصوصی مسجد بنائی اور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ اس مسجد کا افتتاح کریں۔نبی کریمؐ بشر تھے علم غیب نہیں جانتے تھے نعوذ باللہ شیعوں کے امام سے چھوٹے اور دوسرے درجے پر تھے کہ وہ غیب نہیں جانتے تھے، نبی کریمؐ ان کے ساتھ تمام مسلمانوں جیسا سلوک فرماتے تھے لیکن اللہ نے ان کو اس مسجد کے عزائم و

منویات وخیانت کاری سے آگاہ فرمایا۔

یہاں کے باشندے خود کو مسلمان کہتے ہیں چنانچہ ان کا دعویٰ ہے مسلمان احکام صریح آیات محکمات کے پابند ہیں۔احکام قرآن میں سے ایک حکم اسراف وتبذیر ہے،تبذیر واسراف حد سے زائد،یا غیر ضروری جگہوں پر خرچ کو کہتے ہیں۔

۱۔اسراف خرچ میں حد اعتدال سے تجاوز کرنے کو کہا جاتا ہے۔

۲۔خرچ بے محل کو بھی اسراف کہا ہے سورہ شعراء آیت ۱۵۱ میں مسرفین کو مفسدین کہا ہے جو لوگ اسراف کا حکم دیتے ہیں ان کی اطاعت سے روکا ہے۔

۳۔مسرف کو سورہ غافر ۲۸ میں کذاب کہا ہے۔

۴۔مسرف کو دین میں شک کرنے والا کہا ہے غافر ۳۴۔

۵۔ذاریات میں عذاب آسمانی کی وعید دی ہے ذاریات ۲۳۔۲۴۔

۶۔اپنے امور دینی میں غلو کرنے سے منع کیا ہے۔

مال کھانے اور مال خرچ کرنے کی بھی حد بیان ہوئی ہے اس حد سے گزرنا اسراف ہے اسراف کار شیطانی ہے معاشرے میں مقام بنانے کے لئے بھی پیسہ خرچ کرتے ہیں چنانچہ ٹرسٹیز حضرات پہلے اپنا چندہ دے کر ٹرسٹ بناتے ہیں پھر منیجر بنتے ہیں پھر مار دھاڑ کرتے ہیں چنانچہ الحادی وکفری تنظیمیں بنانے والے بھی اسی طرح کرتے ہیں۔

یکے از مصارف اسراف وتبذیر تعمیرات مساجد ہے مساجد اللہ کے لئے نہیں بناتے ہیں نمازیوں کیلئے بناتے ہیں،ہمیشہ کے قیام کے لیے ہوتی ہیں۔لہٰذا چند دن کیلئے یا ایک دن کے لئے چند گھنٹے کیلئے بنائی جانے والی مسجد کا ضرار ہونا اظہر من الشمس ہے۔

مسلمانوں کو اپنے مال صرف کرتے وقت حکم اللہ کا پاس رکھنا ضروری ہے اللہ نے مال میں اسراف سے منع کیا ہے تو یہ حکم ہر مسجد کی تعمیر پر بھی لاگو ہوتا ہے یہاں سے ہم تاریخ مساجد میں اسراف کرنے والوں کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

تاریخ تعمیرات مساجد مسجد نبوی سے شروع ہوئی ہے دس سال گزرنے کے بعد امت اسلامیہ کی مالی حالت بہتر ہونے کے بعد حضرت عمر نے نبی کریمؐ سے عرض کیا مسجد کو از سر نو بناتے ہیں نبی کریم نے ان کی بات نہیں مانی۔ مساجد بنا کر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا سلسلہ ولید بن عبد الملک سے شروع ہوا، ان کے نزدیک بیت المال مسلمین ان کی ذاتی ملکیت تھی۔

اسراف جیسا مہلک وویران کنندہ اور افراد معاشرہ کو فساد کی راہ پر لگانے والے صاحبان مال و دولت اور حکمران ہوتے ہیں۔ ان کے پاس کسب حلال نہیں ہوتا ہے وہ اللہ و رسول ﷺ اور ملت کے خائن ہوتے ہیں، یہ کہنا یا سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ کویت یا خلیج والے بہت مال و دولت والے ہوتے ہیں بتائیں ان کے پاس اتنی دولت کہاں سے آتی ہے؟ پیٹرول تو حکومت کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ اسراف کنندگان ہمیشہ حرام خور، چور، ڈاکو اور رشوت سود خور ہوتے ہیں وہ مال حرام تقسیم کرنے والے ہوتے ہیں اس لئے جب سے ان کا یہاں آنا ہوا ہے مفسدین بے دینوں کی عیاشیاں بڑھ گئی ہیں تارک صوم و صلاۃ میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے بے دینی پھیل گئی ہے۔ بفرض محال اگر وہ خالص اپنے مال سے دیتے ہیں تو اسلام اتنا مال ایک مد میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ اس کو بھی اسراف کہتے ہیں۔

دوسرا اس کا وہ مالک نہیں بلکہ یہ کسی اور کی ملکیت ہے لیکن وہ اس کا حافظ و امین و ناظر ہے۔ اللہ نے اس انسان سے کہا ہے جس طرح اپنے مال سے دفاع کرتے ہو، دوسرے کے مال سے بھی

دفاع کرو اسلام ہر قسم کے ضیاع مالی سے روکنے کا ذمہ دار ہے۔

اسلام نے سب سے پہلے حفظ مال کے مظاہرے کے طور پر خود مالک کو اسراف وتبذیر اور غیر عاقلانہ اخراجات کرنے سے منع کیا ہے۔زیادہ تعیش حتیٰ بخشش اور عطاء سے بھی منع کیا ہے، حتیٰ نبی کریم ﷺ سے خطاب میں فرمایا ہے اسراء ۲۹ یہ جو آپ نے سنا ہے کہ اسلام میں جود وسخاء کی بہت فضیلت ہے، یہ صفت اسلامی نہیں بلکہ یہ زمانہء جاہلیت والوں کی ضرورت تھی جس کی تفصیل ہم نے ملاحظات خاطفہ میں بیان کی ہیں۔

یہاں یہ بات واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ مساجد ضرار میں تنہا وہ مساجد نہیں آتیں جو اسلام مخالف بجٹ سے رقم لے کر بنائی گئی ہوں بلکہ خود مسلمانوں کی طرف سے مسجد کے مقابل میں بننے والی مسجد، قومی تعصب یا خودنمائی یا تعصب وریا کاری کی بنیاد پر بننے والی مسجد یا بے دین افراد کی طرف سے بننے والی مسجد بھی مسجد ضرار ہوتی ہے۔بطور مثال یہاں کراچی کے مختلف علاقوں میں بلتیوں اور گلگتیوں نے اپنی مساجد بنائی ہیں یہ مساجد، مساجد ضرار ہیں ان میں نماز پڑھنا اشکال بلکہ باطل ہے۔محلّہ علی آباد میں پانچ مساجد مساجد ضرار ہیں۔بطور مثال سکردو میں حالیہ مسجد ضرار کے گردونواح میں بننے والی مساجد بھی مساجد ضرار ہیں، گرچہ خود اپنے لوگوں سے پیسہ لے کر بنائی ہوں۔حتیٰ مدینہ میں بنائی جانے والی مسجد بھی روم سے پیسہ لے کر نہیں بنائی گئی لیکن انہوں نے روم کا استقبال کرنے کے لئے بنائی تھی۔

مسجد ضرار یعنی اسلام کے خلاف سازش خانہ کی تاسیس چھورکا میں کب سے اور کس نے شروع کی ہے؟ اس علاقے کا ابو عامر راہب مسیحی کون تھا؟ اہل چھورکا سب جانتے ہیں یہ خاندان ژھوقپہ مشن پی پائیں، حاجی غلام حسن اور حاجی ماسٹر فضل جن کی دین و دیانت کا حال سب جانتے

ہیں، کا ذکر آتا ہے۔

چھورکا میں بننے والی مسجد ضرار کا پیسہ کہاں سے آیا ہے؟ سب کو پتہ ہے امریکا و یورپ کے اسلام مخالف بجٹ سے بنی ہے، حاجی غلام حسن و ماسٹر فضل کی طرح آغا خان کے درباری مفتی موضع چھکارہ کا دین و ایمان بھی سب کو پتہ ہے، ان کے دل میں کتنا ایمان ہے کہ وہ علماء کے لئے مذاق کرتے اور بے نظیر کو ام المومنین سے بہتر گردانتے تھے سب جانتے ہیں۔ یہاں یہ وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں آج اس مسجد کی امارت ضامن علی اور سید محمد طٰہٰ کو ملنے سے آگ بگولہ نہیں ہوتا ہوں بلکہ پہلے دن جب انہوں نے یہ بنانے کا اعلان کیا اس دن سے میں نے مخالفت کی ہے۔ میں نے کہا تھا یہ مسجد ضرار ہوگی بلکہ میں نے تو یہ مشورہ دیا تھا کہ پہلی مسجد کے گرد و پیش کو خرید کر توسیع کرو ہم تعاون کریں گے، میں چھورکا میں جمعہ قائم کرنے کے حق میں تھا لیکن مسجد ضرار بنانے کے حق میں نہیں تھا اس وقت بھی اس کی مخالفت کی تھی۔ اگر یہ پیسہ دینداری میں معروف شخصیت کو بھی دیتے تب بھی ہم اختلاف کرتے۔

ہمیں یقین تھا یہ دونوں دیندار نہیں تھے اگر ہوتے تو وہ یہ رقم نہیں لیتے۔ فرض کریں اگر ہندوستان سے ایک جماعت قرآن کو اٹھانے کیلئے کثیر رقم کسی دینی مدرسے کو لا کر دے تو کیا حکومت پاکستان کو اس میں اپنے خدشات ظاہر نہیں کرنے چاہیے؟

چھورکا میں جہاں جہاں جس جس نے یہ مساجد بنائی ہیں ان کے چہرے دیکھو تو صاف نظر آئے گا یہ لوگ اہل دین و دیانت نہیں ہیں۔ حرام خوری، غصب خوری دوسروں کی جگہوں پر قبضہ کرنا حیلہ بہانے سے مسجد کو جلا کر دوبارہ بنانا ان کے دین و ایمان کے فقدان کے منہ بولتے ثبوت ہیں۔

اس مسجد کے امام و انتظامیہ اور نمازیوں کے دین کو سیاست کے لئے قربان کرنے کی ایک

واضح مثال اس علاقہ کے منتخب نمائندہ کو برطرف کرکے اپنی پسند کے منظورنظر کو منتخب کرنا ہے، جس کی پاکستان کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی ہے یہ بھی مسجد کی ضراریت کی واضح نشانی ہے۔

مسجد کے قریب میں مسجد بنانا اسراف ہے ضامن کی مسجد ساٹھ چولہے کے محلے میں چھٹی مسجد ہے۔اپنے امام جمعہ سے پوچھیں ایک طرف مسجد دوسری طرف ماتمسراء کے ہوتے ہوئے مدرسہ کس منطق کے تحت بنایا؟ مسجدو ماتمسراءو مدرسہ پچاس چولہوں کے گاؤں میں ۶ کیوں بنائے۔ جہاں سے پیسہ ملے لے لیں تو ضامن علی، سید محمد طٰہٰ، سید محمد سعید اور تھوکومراد، غلام حسن سکورا، عباس تروپا میں کیسے تمیز کریں۔معرفی والوں نے جہاں جہاں جس نام سے عمارتیں قائم کی ہیں وہاں فسادی ٹولہ چھوڑا ہے اسکی ایک جھلک سکردو اور رکچورا میں دیکھیں۔

پہلے اپنے اس موضع چھورکا میں دیکھیں جن جن کے پاس تھوڑا مال و دولت ہے وہ بے دین ہوتا ہے۔واجبات ومحرمات کے پابند نہیں بطور مثال حاجی حیدر خود سکردو میں ہوتا ہے لیکن یہاں کی مسجد کو گرا کر دوبارہ بنانے کا مقصد دین نہیں کرپشن ہے، حاجی محمد علی سرفہ کھور کی اپنی زبان سے سنا ہے ''ابھی بہت صاحب مال و دولت بنے ہیں'' اتنے برے آدمی بھی نہیں تھے پھر کیوں حرام پیسے سے مسجد ضرار کے مقابلے میں مسجد ضرار بنائی ہے؟ ژھوقپہ میں بھی ستراسی چولہے ہونگے ابھی تک یہاں ایک نماز جماعت قائم نہیں ہوئی۔سید محمد طٰہٰ اور شیخ ضامن علی دونوں نے مسجد گرا کر مسجد بنائی ہے۔

مسجد سجدہ سے بنی ہے سجدہ کا معنی انتہائی خضوع ہے آرائش وزیبائش منافی ءخضوع ہے سجدہ رکن نماز ہے اور سجدہ پیشانی زمین پر رکھنے کو کہتے ہیں۔''سجدہ'' اعلیٰ مظہر خضوع ہے۔تمام مظاہر کبریائی و، امتیازی وافتخاری کو گرانے کے بعد انجام پاتا ہے۔لہٰذا مسجد کی تعمیر عام اماکن سے اونچی و معیاری بنانا خلاف حکمت سجدہ ہے۔مکان سردی گرمی سے بچاؤ کی حد تک کیلئے ہوتا ہے۔

۲۔مسجد مکان اعیان واشراف جیسی نہیں بنا سکتے جیسے مسجد جامع سکر دو متکبرین کی مسجد ہے چاہے جس شکل وصورت میں ہو بنانے والے سیٹھ وٹھیکیدار و امام کمیشن بنانے کیلئے ایسی تعمیرات کرتے ہیں، مسجد رکوع وسجود و قیام کے تناسب سے ہوتی ہے اس جگہ کا ضعیفوں اور فقیروں سے مناسبت ہونا ضروری ہے۔چنانچہ نماز جماعت میں کہا جاتا ہے کہ ضعیفوں کی حالت کے مطابق پڑھیں۔دین کا کاروبار کرنے والے دین کو آداب ورسومات بادشاہان کی صورت میں پیش کرنے پر مصر رہتے ہیں۔مسجد میں صرف ہونے والا مال مخلوط ومشکوک نہ ہو بلکہ اس کا پاک ہونا ضروری ہے، مسجد بناتے وقت علاقے کے ہر نمازی کا اس میں شریک عملی ہونا ضروری ہے نہ کہ بنائیں کسی اور کے پیسے سے اور عوام کو لوٹنے کیلئے چندہ بھی جمع کریں۔

چھورکا مشن پی پائیں کے رہنے والے دیانت داری کا نام تک نہیں جانتے تھے۔ان کے خاندان والے بے دینی میں مصروف تھے۔یہاں کوئی نماز جماعت تک نہیں ہوتی تھی چہ جائیکہ نماز جمعہ قائم کریں۔یہاں ایام محرم میں رسومات کیلئے کرائے پر ایسے ذاکر لاتے ہیں جن کو رُلانا اچھی طرح آتا ہو اللہ ان کو قیامت میں پھر ایسے ذاکر نصیب کریں گے۔

''جامع'' یہ نام مصر میں مساجد کے مقابل میں وجود میں آیا ہے، اس کا بانی معد بن منصور معزالدین فاطمی کا فوجی سربراہ جوھر صیقل تھا، جس نے اسے فاطمیوں کو عام مسلمانوں کی مساجد سے دور اپنے عقائد ونظریات وہدایات کے لئے بنایا۔یہاں انہوں نے تمام بدعتوں کی بنیاد رکھی بعد میں یہ دانشگاہ جامع ازھر کے نام سے مشہور ہوئی ہے' پھر دیگر علاقوں میں دیگر ناموں سے مساجد ومدارس معروف ہوتے گئے، ایران میں حسینیہ پاکستان میں امام بارگاہ وعزاخانہ امام اور کویت اور بلتستان میں ماتمسراء کے نام سے مشہور ہوئی ہیں۔

ماتمسراء کو مسجد کی برابر حیثیت دینے کے لئے جھوٹے معجزات و کرامات گھڑے گئے ہیں۔بقول بعض علماء کے سنی بیچاروں کا صرف اللہ ہےلہٰذا وہ صرف مساجد بناتے ہیں۔جس طرح منافقین نے مسلمان اجتماع کو ٹکڑے کرنے کیلئے،مسجد کے برابر مساجد بنائیں اوراب وہ خود بھی ایک دوسرے کی مخالفت وضد میں بنانے لگے۔چنانچہ اب وہ خود بھی الفت و محبت و یکجہتی جیسی نعمتوں سے محروم ہیں،وہ بھی اسلام عزیز سے دور رہونے کی وجہ سے مختلف طریقوں میں (طرائق قدداسورہ جن ۱۱) بٹ گئے ان میں اب آپس میں بھی رقابت ہوتی ہےاس لئےتھوڑے سے فاصلہ پر دو خاندانوں اور علاقے کے اختلاف کی بنیاد پر نئی مسجد بناتے ہیں۔

بلتستان سے یہاں کراچی آنے والے پہلے بلتستانیوں کی مسجد پھر امام بارگاہ پھر وہاں کے علاقے و محلے کے حساب سے مساجد و امام بارگاہ بناتے ہیں جس کا نمونہ ابی سینیا،کورنگی اور ملیر میں دیکھ سکتے ہیں۔اس طرح سے چھورکا میں بھی خاندان و علاقے وغیرہ کی بنیاد پر مساجد و ماتمسراء بننے کی وجہ سے لوگ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔

چونکہ مدینے میں وہ مسجد مجتمع مسلمین،جماعت و جمعہ مسلمین کے لئے ضرر کے عزائم لے کر بنی تھی تو اللہ نے اس کا نام مسجد ضرار رکھا،اگر علاقہ چھورکا میں ابھی بھی کوئی مسلمان حقیقی ہو جو اپنی نماز کو خالص اللہ کے لئے پڑھتا ہو،نماز میں کسی اغراض و مقاصد شوم،منافع اجتماعی و سیاسی و اقتصادی کو نظر میں رکھے بغیر پڑھنے والا جوان،بوڑھا،بچہ ہو تو اس کو سوچنا چاہیے کہ آخر میں اپنی نماز کو ان کی خاطر کیوں باطل کروں؟اگر ایسا ہو گرچہ اس کی امید نہیں ہے،پھر بھی بفرض محال اگر ہو تو ان کے لئے کچھ تذکرات دینے میں کوئی حرج نہیں۔تاریخ اسلام میں اسلام کو شکست دینے سے مایوس ہونے کے بعد یہود و نصاریٰ و مجوس نے طریقہ واردات میں محاذ و مورچہ بدل دیا اور نئے نام،نئے چہرہ

اور نئے شعار سے کام کرنا شروع کیا ہے۔اپنوں میں سے بے ضمیر و بے غیرت پیسے کے لئے بکنے والے افراد کو مسلمانوں کی صفوں میں بھیجا،قرآن نے ان کا نام منافقین رکھا۔قرآن نے ان کی گفتار وکردار وتقلبات اور دروغ گوئیاں مسلمانوں کو بتائی ہیں ان سے ہوشیار اور چوکنا رہنے کا حکم دیا ہے۔ ان لوگوں نے کم عقل اور گھٹیا سوچ وفکر رکھنے والوں کو مادی منافع دکھا کر شکار کیا ہے، بیدار انسان کو چاہیے کہ وہ منافق شناسی کریں، یہ لوگ اجتماع مسلمین کو توڑنے اور ٹکڑا ٹکڑا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

نماز اساس وستون اسلام ہے اس کو ہر طرف سے خراب اور تہہ وبالا کرنے کے لئے مساجد میں اپنے لئے جگہ بناتے ہیں لہٰذا اللہ نے ان کی بنائی گئی مسجد کو مسجد ضرار کا نام دیا ہے اور یہاں نماز پڑھنے اور کسی قسم کا حصہ لینے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ مسجد اسلام کے اعلیٰ اہداف ومقاصد کو روکنے کے لئے ہی بنی تھی۔عام طور پر مساجد و دیگر نام نہاد عبادت گاہیں رفتہ رفتہ سازشی خانہ ہی ثابت ہوتی رہی ہیں بلکہ آگے وقت گزرنے کے بعد جرائم خانہ ہوں گی۔ملک میں داخلی سرگرمیوں کا سراغ لگانیوالوں کو اس طرف نظر رکھنی چاہیے اور بروقت ادارک کرنا چاہیے ورنہ ان کے لئے سیاسی پارٹیوں کی طرح مساجد بھی ناسور بن جائیں گی اس عمل کو ختم ہی کرنا اس کا واحد علاج ہے۔مدینہ منورہ میں بنی مسجد ضرار کی جگہ پر ابھی تک کوئی عمارت نہیں بنائی گئی وہ جگہ حجاج وزائرین کے لئے تھوک خانہ بنی ہے۔

۲۔کبھی عمل سے پتہ چلتا ہے کبھی فاعل سے پتہ چلتا ہے اگر کوئی جاہل یا کم پڑھا لکھا انسان یا دین اور مولویوں کو مسخرہ کرنے والے انسان مسجد یا دینی مدرسہ کی بنیا درکھے تو تحقیق کرنا چاہیے کیونکہ یہ اس کا کام نہیں، بلتستان والوں کے دین وایمان والوں کا سودا اس وقت ہوا جب یہاں جاہل سیکولر لوگ مسجد ومدرسہ بنانے والے بنے،ایمانی چہرہ نہ رکھنے والے مسجد بنائیں یا سابقہ زمانے میں امور

دینی میں حصہ نہ لینے والے کسی اور جگہ سے مال و دولت اٹھا کر یہاں آ کر مسجد بنائیں تو یہ افراد مشکوک ہونگے۔

۳۔یہاں شرکت کرنے والے لوگ کون ہیں؟ مساجد و مدارس و ماتمسرا بنانے والے کون ہیں؟اور پھر یہاں آنے والے کون ہیں؟ جب شیخ حسن ناخوندہ اور حاجی مہدی تسر نے دیکھا، ہم نے تو بہت پہلے ہی دیکھا تھا، ابھی بھی ایسا ہی ہوگا کہ مجلس عزاء میں سینہ پیٹنے والے ماتمسراؤں کے باہر رہتے ہیں اور جب ذاکر و واعظ باہر نکلتے ہیں تو یہ اندر داخل ہوتے ہیں ۔سوال ہے کہ یہاں شرکت کرنے والے اوقات نماز میں کہاں ہوتے ہیں۔

چھورکا والوں کی اتفاقیات:۔

اگر اہل چھورکا کی اتفاقیات کو سطور میں لائیں تو درج ذیل نقاط سامنے آتے ہیں۔

۱۔وہ ہمیشہ سے کھڑ پنچوں کے حامی اور اسلام و مسلمین کے مخالف رہے ہیں۔

۲۔انہوں نے پانی کے مقدمہ میں دل کھول کر چندہ دیا ہے۔

۳۔بوا شاہ عباس کی گمراہی و ضلالت سے بھرے قصائد کو رواج دینے پر اتفاق رہا ہے۔

۴۔مسجد ضرار کبیر میں دل کھول کر چندہ دیا ہے۔

۵۔اب تک اسلام و مسلمین کی سربلندی میں کسی بھی حوالے سے حصہ نہیں لیا۔

۶۔مستقل کسی عالم دین کو نہیں رکھیں گے۔

اہل چھورکاہ کا مسجد ضرار پر اتفاق:۔

یہ مقولہ مشہور ہے مسلمانوں میں اتفاق نہیں جبکہ اہل باطل میں اتفاق پایا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔جواب واضح ہے کہ اہل باطل کے درمیان کہیں بھی اتفاق نہیں ہوتا ہے، عالمی سطح سے لے کر

چھوٹے محلے تک ان میں اختلاف رہا ہے، تنازع واختلاف اور تشاجر وتضارب اہل باطل کے ہاں معمول اوران کا شیوہ رہا ہے۔قرآن کریم اور نہج البلاغہ ان کے اختلاف کے بارے آیات کثیرہ اور کلمات امیرالمومنین سے پر ہیں، وہ صرف اہل ایمان کے خلاف متحد ہوتے ہیں۔

مسلمان معاشرہ ایک مخلوط معاشرہ ہوتا ہے دور رسالت اوّل میں معاشرہ مسلمین مقہور و مغلوب تھا کفار ان پر مسلط تھے دور رسالت دوم میں مسلمان غالب اور منافقین مغلوب تھے اس لئے فتح وفتوح نصیب مسلمان ہوئے۔

اہل کفر ایک خالص کفری معاشرہ ہوتا ہے، وہ تتر بتر ہوتا ہے اس میں اخوت کا تصور نہیں ہوتا ہے اگر امور دنیاوی میں اختلاف ہو جائے تو وہ مسلمانوں کے خلاف متحد ہو جاتے ہیں، جیسا کہ امریکا اور روس و بھارت کا اتفاق ہوتا ہے۔چھورکا کی یہ مسجد اسلام اور مسلمین کے خلاف ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ چھورکا والے اب دین کے خلاف متحد ہو گئے ہیں، یہاں حق کی آواز کبھی بھی بلند نہیں ہوئی ہے یہاں دس سال پہلے پانی کے نام سے سینہ زنی کرنے والوں نے ایک علاقے کو پانی سے محروم کیا، پانی سے محروم کرنے والے علاقے متحد تھے عوام کو خوب لوٹا، اسی طرح محروم ہونے والے عوام کو متحد ہو کر لوٹا، یہاں موجود حاجی زوار اور نمازی شکر جمعہ میں جانے والے فاسقین حتیٰ ذاکرین امام حسین بھی پانی روکنے میں شمر و عمر سعد والوں کے ساتھ متحد تھے۔یہ اتفاق اہل حق کا اہل حق سے نہیں بلکہ اہل باطل کا اہل باطل سے اتفاق ہے۔یہ ان کا دین کے خلاف اتحاد ہے اس بارے میں ہمارے پاس شواہد وقرائن کثیرہ موجود ہیں کہ یہاں اس مسجد پر کیوں اتفاق واتحاد ہو رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے گرم موسم میں روم کی طرف رخ کیا نبی کریمؐ روم پہنچے تو اہل روم لشکر اسلام کی طاقت وقدرت کو دیکھ کر میدان چھوڑ گئے پیغمبر ﷺ فاتحانہ خوشی سے مدینے واپس آئے۔مدینہ

پہنچنے سے پہلے اللہ نے خبر دی کہ یہ مسجد جہاں جانے کا آپ نے وعدہ دیا ہے وہ اسلام کے خلاف ہے (سورہ توبہ ۱۰۷ تا ۱۱۰) فوراً پیغمبرﷺ نے اس مسجد کو گرانے کے لئے افراد بھیجے فوراً اس مسجد کو گرایا اس آیت میں قرآن نے نبی کریمﷺ اور امت محمد کو اس نئی مسجد کی تمام خصوصیات بتائی ہیں:۔

۱۔ یہ مسجد ضرار ہے اسلام و مسلمین کے لئے نقصاندہ ہے۔

۲۔ اللہ و رسول سے انکار (کفر) کے لئے بنی ہے۔

۳۔﴿وَ إِرْصَاداً لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ﴾ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ لڑنے والوں کے لئے انتظار گاہ ہے۔

۴۔ آپ کسی صورت میں اس میں نماز نہ پڑھیں اس مسجد کے بارے میں وارد آیات اور عمل رسولﷺ سامنے رکھنے کے بعد بلتستان یا علاقہ شگر چھورکا میں بننے والی مساجد ضرار کے بارے میں سمجھنا اور فیصلہ کرنا آسان ہوگا، اس کو بنانے اور پیسہ دینے والا کون ہے؟ انہوں نے اتنی دور سے یہاں آکر مسجد بنانے کی ضرورت کیسے اور کیوں محسوس کی؟ ان کو بنانے والے کون سا چہرہ ایمانی رکھنے والے ہیں ان مساجد کی شکل و نوعیت و کیفیت سب روز روشن کی طرح علامت نفاق و ضرار رکھنے والی نظر آئیں۔ یہ مسجد ہر حوالے سے اوپر سے نیچے سے، شمال و جنوب، مشرق و مغرب سے مال دینے اور لینے والے دونوں کے اہداف و مقاصد سرگرمیاں سب ضد اسلام و مسلمین پر مبنی حرکات ہیں۔ وہ چاہے غصہ کریں، جلوس نکالیں، سر پر ماریں، پشت پر ماریں، دیوار کو ماریں، گریہ و فغاں کریں ان کی شان میں یہ آیت اتری ہے۔ مسجد ضرار کی شناخت ہی یہی ہوگی کہ اس کو بنانے والا اور اس کے اہداف مجہول و متنازع ہوں گے جہاں بھی ہوں، اسباب واقعی معروضی ہوں گے۔ وہاں کی انتظامیہ کا انداز گفتگو سلوک نخرے نا قابل برداشت ہوتے ہیں۔

کیا علی آباد آستانہ والے شکورولد ابراہیم اپنی دو پھوپیوں کا حق ارث روک کر رکھنے والے، اپنے بھائی قاسم کولڑ کی اور خود کولڑ کا حساب کر کے جائیداد پر قبضہ کرنے والے حاجی علی حکیم پا صاحب جائیداد کو اس مسجد کے بنانے کے لئے اتنی رقم کیوں دی گئی ؟اس طرح ہر چیز کا حساب کرو پوچھو عرب مما لک کے سرمایہ دار کیا دیندار ہوتے ہیں؟ وہ لوگ زیادہ بے دین ہوتے ہیں، روزہ نہیں رکھتے ہیں، نماز کا بھی پتہ نہیں، گھروں میں حجاب نہیں ہوتا ہے۔ یہاں سے بخوبی جائزہ لے سکتے ہیں وہ لوگ کتنے برے عزائم کے لوگ ہیں وہ یہاں کے مومنین میں بغض وعداوت ونفرت پھیلانے کے خواہش مند ہیں۔

جس کی مثال کچھ اس طرح سے ہے "کہیں مہربان ومشفق باپ نے اپنی زحمت سے ایک خوشحال گھرانہ عزت وآبرو والا آباد کیا ہو لیکن نا خلف اولاد نے عیاشی کر کے اسے ویران و برباد کر دیا ہو"۔ اس طرح مسلمان نمازی کو یہ پتہ نہیں ہے کہ منافق مہندس ابو عامر کے ورثاء نے جگہ جگہ مساجد ضرار کیوں بنائی ہیں؟ اس مسجد کو بنانے والے اس میں نماز پڑھنے والے اس سے ہر قسم کا تعاون کرنے والے اس آیت کریمہ کے مصداق ہیں، تعاون شر وفساد ہوگا۔ لہٰذا قرآن کریم نے پہلے ضرر کو اس عبارت میں پیش کیا ہے۔

ا۔ ایسی مساجد جہاں کہیں بنتی ہیں اس میں عقلی وشرعی جواز نہیں ہوتا بلکہ دشمنان اسلام کو خوش آمدید کہنے کیلئے بنائی جاتی ہیں۔ مساجد ضرار، منافقین وسامرین اور این جی اوز کے لیے رصد خانہ ومحفوظ خانہ این جی اوز، مفروضی مدرسہ ءمکذبین کا کشکول ثابت اور تاجران ادیان والوں کا گذارش نامہ ہیں۔ اس سے کوئی قوت بصارت وسماعت رکھنے والا انکار نہیں کرسکتا ہے۔ پہلے مرحلے میں ہر فرقے کی مسجد دوسرے فرقے کے لئے ضرار ہے۔

۲۔اپنے فرقے کے لئے بھی ضرار بنتی ہے کیونکہ اس مسجد کو بنانے والے کو وہاں کے نمازی بری نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ بغض وعناد کی آگ روشن کرتے ہیں۔
۳۔تمام امام بارگاہیں مسجد ضرار کے زمرے میں آتی ہیں بلکہ ہر مولوی کی مسجد دوسرے مولوی کے لئے مسجد ضرار ہے۔
۴۔ایک مسجد دوسری مسجد کے لئے ضرار ہے۔مساجد نمازیوں کی تعداد کے تناسب سے بنائی جاتی ہیں نہ کہ ملنے والے پیسہ کے حساب سے۔
۵۔مسجد ضرار اسلام ومسلمین سے نبرد آزما ہونے کا محاذ ہے۔
۶۔این جی اوز کی کارکردگی میں کامیابی کی نشانی ہے۔
۷۔یہاں کے تاجروں کی بنائی ہوئی مساجد بھی مساجد ضرار ہیں۔اس کا ثبوت خود ان کی زندگی میں ان کی سرگرمیوں میں ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس حد تک دین پر پابند ہیں آیا ان کے گھر والے پابند صوم وصلاۃ ہیں؟ زکوٰۃ جو کہ اساس دوام اسلام ہے ادا کرتے ہیں؟
۸۔مساجد کے ٹرسٹیز سے پوچھیں آپ کتنی مساجد کے ٹرسٹیز ہیں۔
۹۔مغرب والوں کی طرف سے بنائی گئی مساجد،مساجد ضرار ہیں۔
۱۰۔ہر وہ مسجد،مسجد ضرار ہے جو ایسے افراد،جماعات،ادارے کے تعاون واشتراک سے بنی ہو جن کا مال مشکوک و نامعلوم ہو،ہر وہ شخص جو اپنے واجبات عبادی و مالی سے غافل ہو ان میں کوتاہی وتساہل برتتا ہو اس کی بنائی ہوئی مسجد،مسجد ضرار ہوگی یا جہاں کے کھڑ پینچ سرمایہ داروں سے پیسہ لے کر بنائیں یا این جی اوز،مہدی آباد والے ہوں یا وحدت مسلمین سے ہوں یا تحریک جعفریہ سے ہوں تو ان کی بنائی گئی مساجد مساجد ضرار ہوں گی۔قرآن کریم میں مسجد ضرار کی تعبیرات

میں شرکت سے منع کیا گیا ہے،انسان عاقل اگر مفاد پرست،خورد برد اور لوٹ مار کرنے والے یا چور ٹھیکیدار نہ ہوتو اس کی سمجھ میں آئے گا کہ سید محمد طٰہٰ کے محلے کی مسجد کے لئے بیس لاکھ روپے کس بنیاد پر دیئے ہیں؟ جبکہ وہ دس پندرہ چولہوں والا محلّہ ہے۔اسی طرح ضامن کی مسجد کے لئے بارہ لاکھ کس بنیاد پر دیئے گئے؟ یہ دین کے لئے نہیں بلکہ دین کے لئے برے عزائم رکھنے والوں کی آسانی کے لیے دیے گئے ہیں۔یہاں دوٹوک اور ببانگ دہل بتا تا ہوں کہ ان مساجد میں نماز نص قرآن کریم کے تحت باطل ہے **لا تقم فيه** ہے۔

چنانچہ بلتستان میں مدارس و مساجد ضرار کے بانی صاحبان مال و دولت ہیں ان کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا ہے مثلاً علاقہ چھورکا میں مساجد ضرار بنانے والے سب کے سب صاحبان حیثیت ہیں انہوں نے علاقے کے مفاد کو نظر انداز کرکے یہ مساجد بنائی ہیں،دور نہیں آئندہ مستقبل قریب میں انہیں بنانے والے ہی ان کو آگ لگائیں گے تا کہ ان کو اس سلسلہ میں رقم مل جائے چنانچہ سنا ہے کہ علی آباد شکور نے مسجد میں آگ لگائی تھی اللہ ان کے عزائم شر و مکافات کی سزا آخرت سے پہلے ان پر نازل کریں گے جس طرح سگلدو خانقاہ کو جلایا تھا۔

مساجد ضرار کی معاشرے پر آثار سوء:۔

ہر عاقل و دانا بالخصوص اہل دانش و تحقیق کو چاہیے کہ وہ معلوم کریں کہ اسلام میں مساجد کا کیا مقام و حیثیت ہے،مساجد میں صرف وخرچ ہونے والی رقم کہاں کہاں سے آئی ہے؟ دینے والے لوگ کون ہیں؟ ان کی کمائی کیا ہے؟ دورجاہلیت میں حضرت محمدﷺ مبعوث بہ رسالت ہونے سے پہلے کعبہ کو گرانے کے بعد جب از سر نو بنانے لگے تو مشرکین نے چندہ دینے والوں پر شرط لگائی کہ حرام کمائی والے چندہ نہ دیں۔نویں ہجری کے بعد مشرکین نے مسجد بنانے کے لئے چندہ کا ذکر کیا تو

قرآن میں آیت اتری، مشرکین کو مسجد بنانے کا حق نہیں، اگر ایسے لوگ مساجد بنائیں گے تو اس وقت مسلمان معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہونگے۔

دیکھیں کہ مساجد ضرار معاشرے پر کونسے اور کس نوعیت کے اثرات سوء چھوڑتی ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے ایسی مسجد کو مسجد ضرار کے نام سے موسوم کیا ہے، سورہ توبہ ۱۰۷-۱۱۰ کی چار آیتوں میں مسجد ضرار کے برے اثرات اور حکم کو بیان کیا گیا ہے لیکن اس کی تطبیق اپنے ملک میں کرنا ہے، آیا اس کا کوئی تصور عملی صورت میں ہمارے معاشرے میں گزرا ہے یا نہیں؟ اگر گزرا ہے تو اسکا حکم قرآن اور سنت میں آیا ہے یا نہیں؟ اگر کہیں کہ نہیں آیا ہے تو یہ جھوٹ ہوگا کیونکہ سورہ توبہ ۱۰۷ میں آیا ہے، اگر کہیں ہم مجتہدین کا حکم مانتے ہیں تو اس کا مطلب آپ قرآن کو ٹھکرانے والے ہیں، آپ اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ لڑنے والوں میں شمار ہوں گے۔ اس صورت میں آپ سے زیادہ بد بخت وشقی کوئی نہیں ہوگا۔

علماء کو دین اللہ ورسولؐ سے استناد کرنا ہے:۔

۱۔ سنیوں کی ضد کو دین نہیں کہا جاتا ہے۔

۲۔ علماء سے سنی سنائی باتوں کو دین نہیں کہا جا سکتا ہے جیسا کہ روشن خیال پڑھے لکھے کہتے ہیں' تف اور اف ہو پڑھے لکھے دانشوران پر جو صحیح اور غلط کی تمیز ہی نہیں کر سکتے'' اکثر لوگ کہتے ہیں کہ علماء سے پوچھ لیا ہے، علماء کو اللہ اور رسولؐ سے استناد دینا ہوگا اور ہر انسان کو اپنے عقائد واعمال کا خود حساب دینا ہوگا۔

۳۔ دین مجتہدین سے سنی ہوئی بات نہیں، ان کے قول حجت نہیں، حجت صرف قرآن اور نبی کریم محمدؐ ہیں۔

۴۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایران میں دیکھا ہے، سنا ہے سعودی عرب میں بھی یہی کہتے ہیں۔حجت قرآن اور نبی کریم محمدؐ ہیں ایران وسعودی عرب والے خود ان کی عوام کیلئے حجت نہیں چہ جائیکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے حجت بنے۔سورہ توبہ میں بغیر سند بات کرنے والے علماء کی مذمت آئی ہے۔

۵۔قیامت کے دن ان کی زبان پر مہر لگائیں گے۔

غور کریں کہ امام بارگاہ ومساجد ضرار اور قرآن وسنت سے متصادم عقائد جو دنیا بھر میں عام رواج پا چکے ہیں ان کے کیا کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں؟

حاجی غلام حسن اور ماسٹر فضل کو کبھی دینی امور میں حصہ لیتے نہیں دیکھا تھا دونوں سرکاری نوکری کرتے تھے ان کو پتہ چلا بلتستان میں تخریب دین والے پیسہ دے رہے ہیں، جس کو دین خراب کرنا آتا ہو وہ پیسہ لے سکتا ہے۔یہاں سے انہوں نے پہلے مرحلے میں اپنے ماتمسراء سے ملی ہوئی مسجد میں جمعہ قائم کیا زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس کو چھوٹا کہہ کر لب سڑک مسجد بنانے کے لئے بنیاد رکھی، وہ معرفی سے رابطہ میں تھے کسی کو پتہ نہیں تھا کہ وہ ان سے رابطہ میں ہے پھر بھی ہم نے مخالفت کی کہ اگر مسجد چھوٹی پڑتی ہے تو ماتمسراء کو شامل کریں، لیکن پہلے دن سے ہی یہ جمعہ اور مسجد بدنیتی کی بنیاد پر بنائی گئی تھی۔

اس مسجد کے ضرار ہونے کے شواہد وقرائن فراواں ہیں، حاجی غلام حسن خاندان کھوقیہ ہونے کی وجہ سے دیندار نہیں تھے وہ سرکاری ملازم تھے۔ماسٹر فضل ہمارے ہم جماعت تھے یا ہم سے آگے تھے، یاد نہیں، جب سے وہ ماسٹر بن گئے اسی دن سے دین و دیانت کا مسخرہ کرنے اور دینداروں سے چڑ رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ سوشلزم کے داعی بھی بنے۔وہ بینظیر کو ام المومنین سے

بہتر سمجھنے والے راجہ اعظم خان کے چہیتے تھے وہ مسجد کی انتظامیہ میں بھی ہوتے ہیں۔حاجی غلام حسن کے بعد بھی شاید یہی سب کچھ ہوگا۔ابھی بھی دین کا مسخرہ کرتے ہیں مسجد کے ضرار ہونے کا ثبوت تفرقہ پردازی ونفاق ہے جو کہ سیکولران کا خاصہ ہے۔

یہ تحریر اس لیے لکھ رہا ہوں تاکہ آئندہ مساجد ضرار اور سیکولران کی شناخت آسانی سے ہو، کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ میں نے کسی سے عداوت وانتقام لینے کے لئے حقائق واضح کیے ہیں۔اس کا پس منظر بیان کرتے وقت اس مسجد کی بنیاد رکھنے کا ذکر آئے گا، جان لیں ماسٹر فضل سے میرا کسی بھی مسئلہ پر اختلاف نہیں سوائے اس کے دین سے مسخرہ کرنے کے علاوہ کوئی شکایت نہیں، اگر میں اس کے بارے میں خاموش رہوں تو وہ میرے ہر قسم کے احترام کے لئے تیار ہیں۔

ان کے خاندان اور اولادوں کو برا محسوس نہ ہو، میں نے ان کی کوئی برائی نہیں دیکھی، آباوَ اجداد کی برائیوں کا کچرا ان پر نہیں پھینک سکتا ہوں، نہ ان کی خاطر دین وملت اور علاقے کو لاحق خطرات سے چشم پوشی اور نظر انداز کر کے ان کا ذکر چھوڑ سکتا ہوں کیونکہ یہ اصول اسلام کے منافی ہے۔میری اس وضاحت کے بعد بھی وہ ہم سے ناراض ہو جائیں تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔اللہ رب العزت نے نبی کریمﷺ کی حفاظت جامع کا ذکر قرآن میں کیا ہے۔میرا محافظ بھی میرا اللہ ہی ہے۔

چھورکا سے واصل اخبار صدقہ میں بتایا ہے:۔

ا۔یہاں عوام الناس کا کسی بھی مظاہر دینی پر اتفاق نہیں ہے سوائے مظاہر فسق وفجور، لوٹ مار، خرد برد، حرام خوری اور سب وشتم خلفاء اسلام کے۔

۲۔رمضان المبارک میں روزہ توڑنا اور کھولنا معمول ہو چکا ہے، بیس پچیس کلومیٹر سفر کر کے

دو تین گھنٹہ سکردو میں عیش و نوش کر کے دین کا مذاق اڑا کر واپس آتے ہیں۔اللہ ایسے جوانوں اور قرآن کے خلاف فتویٰ دینے والے مفتیوں سے دین کو نجات دلائے۔

۳۔مواد مسکرات چرس وافیون شگر خاص سے فراہم ہوتی ہیں اوراب عام ہو چکی ہیں۔

۴۔لڑکے اورلڑکیوں میں میل ملاپ معمول بن چکا ہے۔

۵۔تارک صلوٰۃ اور زانیوں کی تعداد بتاتے ہوئے شرم و حیاء آتی ہے۔

۶۔نامہ نگار نے چھورکا سے مصدقہ ذرائع سے خبر دی ہے جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ کے آخری عشرے میں مسجد ضرار کی انتظامیہ اور دونوں اماموں نے ایک ہنگامی اجلاس بلایا اس میں دونوں اماموں اورانتظامیہ نے انتہائی دکھ اور پریشانی اورافسردہ حالت میں اظہار افسوس وتشویش کیا کہ ہماری مسجد کو بھی قرآن میں مذموم وممنوع مسجد ضرار میں شامل قرار دیا جارہا ہے۔کسی بھی دن ساکنین ومنتظمین کے ساتھ سگلدو خانقاہ جیسی خاکستر ہونے یا زمین کے اندر مثل قارون دھنسنے کا خطرہ ہےاس لیے ہمیں کوئی چارہ جوئی اوراحتیاطی تدابیر اپنانے کی ضرورت ہے۔

گرچہ کویت والوں سے لی گئی رقم کو عوام اوراللہ دونوں سے چھپانے کیلئے دونوں اماموں نے عوام سے بھی چندہ لیا تھا اب لوگ یہ خدشہ ظاہر کررہے ہیں کہ اللہ تو عالم الغیوب ہے۔اس سے کوئی چیز چھپا نہیں سکتے ہیں نیز اللہ ایسی مساجد کو اپنے نبی کریمﷺ کے ذریعے ماضی میں مسمار کر چکا ہے۔اگر ہم لوگوں کو جھوٹ پر جھوٹ بول کر اس کو چھپائیں گے تو اللہ سے تو نہیں چھپا سکتے بعض نے یہ بھی خدشہ ظاہر کیا ہے کہیں ان کے ساتھ بھی وہی حشر نہ ہو جو سگلدو خانقاہ کے ساتھ ہو گیا تھا جہاں خانقاہ اوراس کے قرب وجوار کے گھر بھی خاکستر ہو گئے تھے۔

اس پر بعض نے تجویز دی بہتر یہ ہے کہ ہم اس مسجد مردود منفور عند اللہ وعند رسول وعند

المومنین محبوب منافقین کوعلم حضرت عباس کے تحفظ میں دیں اُس کوحضرت عباس ہی اپنے پرچم کی صدقے میں بچا سکتے ہیں۔دریں اثنا کسی نے کہا میری ایک تجویز ہے کہ اس کے نیچے ایک صندوق بھی بنائیں۔تاکہ اس ذریعہ سے بھی ہم عوام کو لوٹ سکتے ہیں،اس سے ہمارے دونوں اماموں اور محترم انتظامیہ کا جیب خرچہ بھی نکلے گا اس کو بھی سب نے سراہا۔پھر کسی نے کہا اس کا طریقہ کیا ہوتا ہے،اسے کسی چیز پر باندھنا چاہیے لکڑی سے یا سریے سے باندھیں اور کتنا اونچا ہونا چاہیے؟ تو کسی نے کہا اس کو ہم نے نہیں بنانا ہے کیونکہ آج کل بنے بنائے مل رہے ہیں۔ پہلے یہ میانوالی والے صانع خرافات سے درخواست کر کے لاتے تھے۔اب تو علامہ محسن نجفی کو بھی یہ اعزاز مل گیا ہے ان سے درخواست کریں۔چنانچہ اس پر اتفاق کیا اور علماء کی ذمہ داری لگائی کہ وہ ان سے رابطہ کریں چنانچہ علماء نے بھی فوراً ان سے رابطہ کیا تو اتفاق سے ان دنوں حرم عباس کے خدام پاکستان میں علامہ انور نجفی کی درخواست پر علم کی بڑھتی ہوئی مانگ کی خاطر خود بوریاں بھر کے علم لے کر اسلام آباد پہنچے تھے۔ جناب شیخ محسن نے ان کی درخواست کو منظور فرما کر ''علم'' بمعہ خدام اپنے جامعہ کے پسندیدہ قدیم نظریات کو جدید میں لپیٹ کر پیش کرنے کی صلاحیت رکھنے والے یوسف کو اپنی نیابت میں بھیجا۔لیکن یہ علاقہ جناب آغا جعفری کی حدود میں آتا ہے ان سے اجازت لینا بھی ضروری تھی،ان کی اجازت کے بغیر یہاں ''علم'' گاڑھنا ان کی توہین ہوگی، چنانچہ ان سے بھی درخواست کی تو آپ نے یہ سوچ کر کہ ''علم'' لانے یا گاڑھنے کا افتخار تو میں کسی اور کو نہیں دے سکتا ہوں بلکہ بلتستان میں ہر قسم کی کفریات وشرکیات میرے ہی توسط سے ہوں گی خود تشریف لانے کا فیصلہ کیا۔

خاص کر اس مسجد اور ہماری مسجد میں اخوت قائم ہے دونوں کی ماں ایک ہے چنانچہ آپ خود تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے ''علم'' نصب کیا اور کچھ فرمایا جو ہم نے نہیں سنا یقیناً یہ فرمایا ہوگا ''یا

عباس یہ مسجد مبغوض و منفور اللہ'' کو اللہ کی قہر و عذاب سے اپنے حفظ میں رکھے۔اب یہ مسجد اللہ اور عباس کے درمیان لٹکی ہوئی ہے اللہ جل جلالہ اپنی قہارت اور جباریت سے اس مسجد کو دیکھ رہا ہے کہ کب اس کو خاکستر بنائے ، کیونکہ یہ مسجد بھی ابو عامر کی مسجد جیسی ہے اس حوالے سے غضب اللہ کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔لہٰذا کسی بھی وقت قہر و غضب الٰہی نازل ہوسکتا ہے کچھ مہلت ملنا اس بات کی نشانی نہیں بنتی ہے کہ عذاب ٹل گیا ہے بلکہ عذاب میں تشدد کیلئے بھی تاخیر ہوتی ہے۔﴿وَ لا یَحْسَبَنَّ الَّذینَ کَفَرُوا أَنَّما نُمْلی لَهُمْ خَیْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّما نُمْلی لَهُمْ لِیَزْدادُوا إِثْماً وَ لَهُمْ عَذابٌ مُهینٌ﴾ (العمران۔۱۷۸)

اب رسول اللہ ﷺ بھی نہیں بچا سکتے ہیں جہاں اللہ کا قہر ہو وہاں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مجھے ایک حرف زیادہ یا کم کرنے کی اجازت نہیں چہ جائیکہ اللہ کا غضب ہو اس میں کمی یا خاتمہ کروا سکیں۔اللہ فرماتا ہے یہ گمان نہ کریں مہلت ملنے سے عذاب ٹل گیا ہے ایسا نہیں دردناک عذاب ہوسکتا ہے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ اللہ کونسا عذاب نازل فرمائے گا۔مال حرام کمائی سے ہو تو قارون کی طرح عذاب نازل ہوگا، حکم اللہ کے مسخرہ کرنے کی حیثیت سے ہو دو لوط و صالح کی قوموں کو آنیوالا عذاب ہوگا یا قتل امام حسین کے بعد کوفہ والوں کو ملنے والی عداوت و بغض و نفرت اجتماعی والا عذاب ہو گا یا حجاج بن یوسف والا عذاب ہوگا۔بہر حال اللہ فرماتا ہے جلدی نہ کریں اللہ کی حکومت و گرفت سے یہ نکل نہیں سکتے ہیں۔مرکز نامشروع کا خاتمہ ہونا ہی ہے لیکن جسے اللہ نے مبغوض کیا ہو اسے کوئی تحفظ نہیں دے سکتا یہ حتمی ہے چاہے کتنی بڑی ہستی سے منسوب کیوں نہ ہو۔

انتظار کرو اس عذاب دردناک کا جس کے بعد ہر خشک و تر جل جائیں گے، یہاں کے مجرمین و مقصرین و جاہلین اور ان کی حمایت میں نماز باطل پڑھنے والے جان لیں کہ اس مسجد ضرار کو

گرانے کے لئے حضرت محمدؐ تشریف نہیں لائیں گے کیونکہ آپ اس وقت اس دنیا میں نہیں، اب کی دفعہ اس کو گرانے کے لئے آسمانی آتش آئے گی جو سگلد و خانقاہ کے لئے آئی تھی ۔اب کی دفعہ مسجد امام و ماموںین و مریدین سمیت مثل قارون سب مشترکہ طور پر عذاب کی زد میں آئیں گے ، زمین انہیں اپنے شکم میں ناپید کرے گی یا جس طرح یہاں مظفر آباد والوں کو اپنے اندر دفنایا تھا یا قوم لوط کی طرح اوپر والوں کو نیچے اور نیچے والوں کو اوپر کیا تھا یا قوم ہود کی طرح ''صرصر عاتیہ'' اڑائیں گے ۔تم لوگوں نے دشمنان اسلام کے دھوکے میں آکر ان کے کہنے پر مسلمانوں کو ذلیل کیا اور ملحدین کی تکریم و احترام کیا ہے تم لوگوں نے قرآن اور حضرت محمدﷺ کو روک کر گانے فلم کو رواج دیا ہے اگر اللہ کسی قوم کو مہلت دیتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ عذاب اس جھنڈے کی وجہ سے ٹل گیا ہے، تم لوگ قرآن کو جھٹلانے والے ہو اللہ قرآن کو جھٹلانے والے کو قہر عذاب الٰہی سے نہیں بچاتا ہے، عذاب آئے گا تو کوئی دفاع کرنے والا نہیں ہوگا انتظار کرو ۔جب عذاب آئے گا بے دینوں کی دعائیں مستجاب نہیں ہونگی اللہ کی بجائے جھنڈے سے پناہ لینے والے اور قصر سفیانی میں پناہ لینے والے نہیں بچیں گے ۔اللہ سبحانہ نے ایسے نافرمان لوگوں کے لئے ان آیات میں عذاب کی وعید دی ہے ۔

﴿هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لا يَنْفَعُ نَفْساً إِيمَانُهَا ،، قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ﴾ (انعام ۔۱۵۸) ﴿فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ﴾ (اعراف ۔۷۱) ﴿فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴾ (یونس ۔۱۰۲)

اور یہ نہ سمجھیں کہ میں تمھارے حق میں بد عا کر رہا ہوں یا تمھاری بدبختی و ویرانی کے لیے تمنا

کررہاہوں یارملوں جیسی غیب گوئی کررہاہوں ۔غیب اللہ کے لیے مخصوص ہے آیات محکمات سے واضح ہے حضرت محمدؐ کے لیے بھی غیب گوئی نہیں لیکن آپ جیسے لوگوں اور قوموں کی ہلاکت و بربادی یقینی و حتمی ہے ۔آیات قرآن میں واضح طور پر آیا ہے جو قومیں اللہ پاک کے احکامات و آیات قرآن کو جھٹلاتی ہیں ان کا عذاب سے بچنا ممکن نہیں ہوتا ،اس میں تردید کی گنجائش نہیں ،اللہ نے نبی کریم سے کہلوایا ان سے کہہ دو تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار میں ہیں ۔عذاب نازل ہوگا تو جائے پناہ نہیں ہو گی جب عذاب نازل ہوگا خشک و تر جل جائے گا ۔بعض عذاب نازل ہوئے ہیں لیکن ان لوگوں کی حس کھونے کی وجہ سے احساس نہیں ہو پا رہا ہے ۔اس کی ایک مثال یہ ہے اہل چھورکا اپنی تاریخ میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں دکھا سکتے ہیں جس میں انہوں نے کار خیر کیلیے اتفاق کیا ہو،انہوں نے ہمیشہ کار باطل اور بدعت پر اتفاق کیا ہے ۔

پورے علاقے کے عوام کو لوٹا لیکن آخر میں کچھ نہیں ملا ،کیا یہ عذاب نہیں تھا؟ ابھی تم لوگ مساجد ضرار بنانے پر اتفاق کیے ہوئے ہو،دنیا اور اہل فکر و دانش جانتے ہیں مساجد ضرار پر اہل چھورکا کا کیوں اتفاق ہوا ہے اہل تجزیہ و تحلیل گران کا کہنا ہے دار ابی سفیان میں مقیمین کی نگرانی میں روڈ بند کردیا ۔منابر سے خلفاء مسلمین کو سب و شتم کا نشانہ بنانا ،شرف الدین کو حتی الامکان بدنام کرنے پر اتفاق و اتحاد کیا ۔اس سلسلے میں مزید یہ شواہد و قرائن پیش کرتے ہیں ۔

میرا چہرہ اسلامی ہے،اسلام اللہ کا نازل کردہ دین ہے ۔جس طرح اللہ اپنی الوہیت سے دفاع کرنے کے لیے بے شمار دلائل رکھتا ہے اسی طرح اللہ نے دلائل کثیرہ سے اپنے دین کی حقانیت کو پیش کیا ہے یہاں تک فرمایا ہے ﴿قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ﴾ اللہ کے لیے دلائل بالغہ ہیں ۔میں اس دین پر ہوں جس کے ثبوت میں میرے پاس وہ قرآن ہے جس نے جن و انس کو تحدی کیا ہے جبکہ

میرے مخالف چاہے مدارس سلیم قرمطی ہو،مجلسی کفایتی یا ناصری ہوں یا حوازات کے رئیسی ہوں، ہمارے عزیزوں میں باقر،سعید، نثار حسین کی طرح مدافع عمامہ ہوں وہ سب کے سب مذہبی ہیں۔ جبکہ مذہب ہجرت کے دوسو سال کے بعد بنے ہیں،ان کے تمسکات روایات،موضوعات کافی،من لا یحضر فقیہ سربریدہ یا کمرخمیدہ ہیں،انسان کی شرف وعدالت یہ ہے کہ اپنی توہین وتذلیل کا دفاع کرے۔میں نے اسلام سے دفاع کے لیے عباءوقباءاور عمامہ چھوڑا اور ابھی بھی میرے اوپر ناروا افتراءاور تہمتیں باندھی جارہی ہیں،مختلف لوگوں کو جن میں عباءقباءوالے بھی شامل ہیں، مجھے ذلیل کرنے کے لیے آزاد چھوڑا ہے اور مجھے اپنا دفاع کرنے کا حق نہ دیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟

ہود۳۔یوسف ۱۰۷۔مریم ۷۵۔سباء۱۲۔شوریٰ ۱۳۵ ۔زخرف ۶۵۔اعراف ۱۶۵،فصلت ۱۶۔ احقاف۲۱۔ ، طور۷۔ انعام ۴۷۔۴۹۔نحل ۱۱۳۔قصص ۵۸۔زخرف ۸۔عنکبوت۵۳۔۵۵۔زمر۲۵۔عمران ۱۷۶۔جاثیہ۱۱۔معارج ۱۔ فجر۱۳ ۔ نساء۹۳۔۱۳۸۔توبہ۴۷۔فرقان۳۷۔احزاب ۵۷۔

مساجد ومدارس ضرار ترقی یافتہ کشکول:۔

مساجد ضرار کا چلتا کشکول ہونا منافقین چھور کا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان کے بعد اور کتنوں نے مساجد ضرار بنایا اور کمایا ہے اور خود اس مسجد والوں نے اس کے لیے کتنے طور وطریقے اپنائے:

۱۔اصل مسجد معرفی نے بنائی ہے۔

۲۔لوگوں سے چندہ بھی لیا سب جرائم کا اعتراف کرنے والا ابھی تک جہنم نہیں پہنچا ہے۔

۳۔خمس بھی لیا،ماسٹر فضل نے ضامن کو قابو کرنے کیلئے طٰہٰ کی مذمت کر کے ستر ہزار کا خمس

واپس لیا ہے۔

۴۔موقوفات بنایا جو کہ اپنی جگہ ایک اور حرام اور دھوکہ دینے والوں اور کھانے والوں کے پیٹ میں آگ بنے گا۔

یہ مساجد ضرار اللہ کی عبادت و بندگی اور علاقہ میں اخوت ومحبت والفت کا جوڑ ختم کرنے کے بعد زیان وضرر مسلمین اور حسرت وندامت کے لئے سینہ مارنے والے تارکین نماز و روزہ کے ذریعے سڑک بند کر کے مسلمانوں کے گھر جلانے ،علاقے کے منتخب نمائندوں کو گرانے کے لئے بنائی گئیں۔

۱۔اس مسجد میں نماز نہ پڑھیں کیونکہ یہ مسجد بدنیتی پر بنی ہے یعنی اسلام اور مسلمین سے بدنیتی پر بنی ہے۔

۲۔مساجد تقوی میں مسلمان متحد ومتفق رہتے ہیں، یہاں عنصریت امتیازات محسوس نہیں ہوتا ہے جبکہ مساجد ضرار لوگوں کو ٹکڑوں، گروہوں اور فرقوں میں بانٹتی ہیں،لوگوں کو تقسیم در تقسیم کرتی ہیں،اس سے زیادہ کوئی ضرر نہیں ہے۔

۳۔ ہروہ مسجد جو دوسری مسجد سے لوگوں کو کاٹنے اور کم کرنے کے لئے بنی ہووہ مسجد ضرار ہو گی چاہے کوئی انسان اپنے کسب حلال سے ہی کیوں نہ بنائے ،اس کے تحت چھورکا میں ایک مسجد کے علاوہ جتنی مساجد اور ماتمسرائیں بنائی ہیں وہ مساجد و ماتمسراء اسلام ومسلمین کے ضرر کیلئے ہی بنی ہیں ان میں کسی قسم کی شرکت مالی وقولی کا حساب ہوگا۔

۴۔جو مسجد اللہ کی عبودیت اور مسلمانوں کی وحدت کے علاوہ اپنے مفاد اور نام ونمود دکھانے کے لئے بنائی گئی ہووہ مسجد ضرار ہوگی اس میں نماز باطل ہوگی۔

۵۔اگر نادانستہ طور پر یا اپنی شہرت ونام ونمود کیلئے بنائیں گے تو مسجد ضرار ہوگی جو مسجد دور

دراز علاقوں سے آنے والے اپنی شناخت کے لیے بنائیں وہ مسجد ضرار ہوگی۔ گمراہ لوگوں اور بدنیت لوگوں کی پیش کش پر بننے والی مساجد کیوں مساجد ضرار نہیں ہوں گی۔

۶۔اس قسم کی مساجد شروع ہونے اور بننے کے بعد علاقے میں بے دین، منافق اور جاہلوں کی طرف سے مساجد بنانے کا سلسلہ بڑھتا گیا ہے۔

۷۔یہاں سے ہونے والے اعلانات اسلام کے خلاف اور سیکولروں اور لا دینوں کی حمایت میں ہورہے ہیں۔

مسجد ضرار کے مہندس کا تعارف اگر اس کی اولاد اور پوتے سے کریں تو عبداللہ بن حنظلہ کا نام آئے گا وہ قیام مدینہ کے قائد تھے وہ ضد خلافت دور یزید میں قتل ہوئے، ان کے باپ حنظلہ جنگ احد میں قتل ہوئے، حنظلہ کے باپ ابو عامر نے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ دین کو کفر والحاد کے ذریعے گراتے ہیں یا پھر دین کو خود دین کے ذریعہ گراتے ہیں، تاریخ اسلام میں دین کو دین کے نام سے گرانا ابو عامر کا خطرناک ترین منصوبہ تھا، جس کے لئے قرآن کریم نے ''اضلال عن الیمین'' کہا ہے (الصافات۔۲۸)۔ انکا کہنا ہے کہ ہم دین کی طرف سے آکر دین کو غائب کریں گے، امیر المومنین نے اس کی وضاحت میں فرمایا ہے اس کی بہت مثالیں دنیا میں آئیں گی جہاں آپکو نظر آئے گا کہ دین میں تحریف دیندار نما دکھائی دینے والوں سے کروائی جاتی ہے۔

ہم اس پاکستان میں فی زمانہ سیکولروں کے سرسخت نرغے میں ہیں وہ ہر آئے دن پاکستان میں محمد علی جناح کا اسلام لانے کی بات کرتے ہیں ہندو مسلمان کو ایک جیسا سمجھتے تھے، اللہ نے ان کے عزائم و منویات کی سزا اسی دنیا میں ان کو دی ہے۔ ہم امت محمدؐ رسول اللہ ہیں امت محمد علی جناح نہیں ہیں۔ چہ جائیکہ اگر کوئی دعویٰ کرے ہم اللہ کی طرف سے مبعوث ہیں تو مسلمان انہیں غلام احمد

قادیانی جیسا ہی سمجھیں گے۔مشنری اسکول سے فارغ ہونے کے بعد مغربی درسگاہوں سے پڑھ کر آنیوالے غلام احمد قادیانی تھے۔یہاں کے مسلمان محمد علی جناح کے آباؤ اجداد سے پہلے آئے تھے۔ یہاں کے مسلمان چاہے پہلے سے تھے یا بعد میں یہاں کی اکثریت مسلمانوں کی ہے اور نظام جمہوریت میں حکومت اکثریت کی ہوتی ہے لہٰذا یہاں کی اکثریت اسلام چاہتی ہے۔ہندو مسیحوں کے گردوارے یا گرجے میں جا کر ہندو مسیحی دو فی حسدوالوں کا وزیر اعظم لانے کے خواب سنانے والوں کا حساب اللہ خود کرے گا۔

پورے عالم اسلام میں اسلام کے لئے پاکستان جیسا بے نظیر ملک اور کوئی نہیں ہے۔ہم نے یہاں رہنا ہے جس کو اسلحہ سے دفاع کرنا نہیں آتا لیکن اس کی فکری وعقیدتی سرحدوں سے دفاع کرنا آتا ہے چنانچہ اس ملک کے محافظین کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس میں ہر قسم کی قربانی کی خاطر آمادہ ہیں۔لیکن محافظین کو یہ بھی بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ زمینی سرحدوں کے محافظین کو چاہیے کہ اعتقادی و دینی سرحدوں کو ختم کرنے والی این جی اوز اور ان کے سہولت کاروں پر نظر رکھیں اور دین کے نام سے بننے والی مساجد ضرار اور مدارس و ماتمسراء بنانے والوں کی حوصلہ افزائی نہ کریں بلکہ کچی دیوار سے بننے والی مساجد و مدارس کا زیادہ احترام کریں۔

جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا کہ اسلام و مسلمین کو دین وایمان کے نام سے ضرر پہنچانے کی تاریخ منافقین کے سرکردہ عبداللہ بن ابی اور ابو عامر کو جاتی ہے،تاریخ اسلام میں دین کو دین سے مارنے کا پہلا فارمولا مسجد ضرار ہے جس کا مہندس ابو عامر راہب مسیحی ہے۔ابو عامر کی مساجد ضرار مسلمانوں کے لئے کس قسم کے اہداف وعزائم شوم رکھتی ہیں یہ آیت میں بطور واضح بیان ہوا ہے یہاں کسی مفسر کی تفسیر کی ضرورت نہیں کیونکہ مساجد ضرار کا حکم آیات میں واضح بیان کیا ہے۔رسول اکرمؐ نے اس مسجد

کو حکم قرآن کے تحت گرایا ہے، اس میں کوئی ابہام واجمال نہیں چھوڑا ہے لیکن شہرت طلب زر طلب عوام پرست علماء نے اس کو ''علم'' سے تحفظ دینے کا چکر چلایا ہے۔

کچورا میں مدرسہ و مسجد ضرار:۔

یہ مسجد شیخ حسین اور شیخ محمد صادق کی مساعی غیر جمیلہ سے بنی ہے جس کے راوی خود آغائے شیخ حسین ہیں، آپ دونوں شنگریلا جھیل کے کسی درخت کے پیچھے چھپ کے رہے تا کہ مہدی آباد والے چلے جائیں ان کے جانے کے بعد یہ دونوں تین عیاش شیخوں سے ملاقات کے لئے گئے اور اپنے عرائض ان کو پیش کئے، جو انہوں نے منظور کئے ۔مدرسہ دین کے نام سے بنا پھر طٰہ کے نسخے پر عمل کر کے آغا خانیوں کو دیا، اور اب سکول میں تبدیل ہو گیا ہے۔ مسجد میں جمعہ قائم کیا آغائے شیخ صادق امام جمعہ بنے۔

۱۴۳۸ھ کے رمضان میں شیخ صادق کے غیاب میں آغائے موسوی نے اشتہار دیا، یہاں رمضان میں دروس ہو نگے ۔شیخ اعجاز جو کہ پہلے آغا خانیوں کے خلاف تقریریں کرتے تھے اب ان کی تعریفیں کرتے ہیں نے آغائے موسوی سے مزاحمت کی اور کہا کہ ان کو کسی صورت میں درس دینے نہیں دیں گے، وہ کامیاب ہو گئے ۔یہ کچورا ہے پچاس سال سے ماتمسرا ء کے منبر اور مسجد کے محراب کے بارے میں شیخ اور سیدوں کے درمیان تنازعہ چل رہا ہے یہاں مسجد ضرار و مدرسہ ضرار دونوں مولود ضرار شیخی و سیدی ہیں یا جن مدارس سے پڑھے ہیں وہ ضرار ہیں۔ یہاں غیر ضرار کچھ نظر نہیں آتا تف و اف ہے ان درسگاہوں پر جہاں سے ایسے فارغ تحصیلات نکلتے ہیں۔

چھورکا والے عزاداران حسین ہیں ان کے نالے کے دوسری طرف کا علاقہ سات نمبرداروں کی آبادی پر مشتمل ہیں اسطرف والے عزاداروں نے پانی کی تقسیم میں ظالمانہ عمر سعدانہ اور

شمرانہ رویہ اپنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں مار پیٹ کرنے کے بعد دس سال سے عدالتوں میں پھنسایا۔ بے چارے عوام الناس کو اپنی ضروریات زندگی فروخت کر کے بھاری رقم کی رشوت دینے پر مجبور کیا، اس میں ان کے کھڑ پنچ بے دین منافقین تنہا نہیں نام نہاد اسلام ناخواندہ ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں حتیٰ چھوٹے مولوی بھی برابر کا حصہ لیتے رہے ہیں۔ اس طرح محلّہ سکورا اپنے برق کو اپنے آباؤ اجداد کی وارثت سمجھ کر وہاں جانے والوں کو واپس آنے والوں کے لئے خود قطاع طریق بنے تھے۔

مسجد ضرار سے نکلنے والا جلوس عزاء، امام حسین کی مصیبت پر اظہار حسرت و افسوس نہیں ہے کیونکہ غم و حزن کا چہرہ اور غصہ و حقد و کینہ کا چہرہ مختلف ہوتا ہے، یہ عام مسلمانوں کے سامنے سابق زمانے کے قطاع طریق قرامطہ کی نمائش ہے، یہاں سے خانہ مسلمین کو جلانے کے لئے جلوس نکالے جاتے رہے ہیں یہاں سے ایک مسلمان کو سنی ہونے کی بنیاد پر ہٹایا گیا ہے۔

کلمہ ضرار وہ کلمہ ہے جس کے بارے میں ہر انسان عاقل سمجھتا ہے کہ میرا ضرر کس چیز میں ہے اور فائدہ کس چیز میں ہے اس بنیاد پر اللہ نے اپنی ربوبیت اور خالقیت کی کسوٹی کو ضرر شناسی سے جوڑا ہے۔

مدارس ضرار:۔

مدرسہ عام حالات میں اسلام کے لیے ضرر اور بانیان کے لیے بہترین کشکول اور این جی او زکی کارکردگی کا نمونہ اور مفاد پرستوں کا بینک اکاونٹ ہے۔ نمونے کے لئے مدارس شگر خاص حاجی محمد علی مرہ پی آغا حسین اور حاجی کھونگ سے لے کر شیخ محمد تقی اور چھورکا میں غلام حسن خمیکا، سگلدو میں سید محمد طٰہٰ اور رضامن علی کے مدرسہ، ہر ایک پر نظر ڈالیں۔

صدر اسلام سے پانچویں صدی تک دروس اور دینی امور مساجد میں انجام ہوتے تھے پھر مساجد کے مقابل میں مدارس بنانا شروع ہوگئے ایک عرصے سے مساجد و مدارس کی تعمیر جاہل و مجہول الحال امثال حاجی مہدی تسر اوران کے فرزند اور حاجی کبھوں حاجی محمد علی مرہ پی جیسوں کے ہاتھ میں آئی ۔اب ٹیچروں کے ہاتھ میں آئی ہے چنانچہ شگر خاص میں امام جمعہ کیلئے سکول سے ٹیچر اٹھا کے لائے ہیں ۔اب یہ بھی ایک نیا اور اچھی درآمد والا کشکول بن گیا ہے اب اس میں پچاس سو روپے نہیں لاکھوں کے چیک آتے ہیں ۔

جس کے نمونے آپ پہلے بننے والے مدارس دینیات کے بانیان کے اکاونٹ ،خریدی گئی جائیداد اور بود و باش میں دیکھ سکتے ہیں' ابھی نہ جانے این جی اوز نے اور کتنے مدارس بنانے ہیں ۔ عرصہ پچاس سال سے بننے والے مدارس اسی حالت زار میں ہیں، دینیات کا نصاب وہی ہے، استاد نہیں بدل سکے مرحوم آغائے حسین نے اپنے جاہل بھائی اور اخوند مہدی کو رکھا، معلوم نہیں ان کو کتنے دیتے تھے ۔اما مدارس بنانے والوں کا رہن سہن عیش و عشرت اپنی انتہاء کو پہنچا ہے، چھورکا میں بننے والے چند مدارس ملاحظہ کریں ۔

۱۔غلام حسن کے بنائے ہوئے مدرسہ میں دیکھیں ان کے اکاونٹ میں کتنے پیسے جمع ہوئے ہیں مدرسہ کی سطح اخوند عبداللہ سے اوپر نہیں گئے ۔اخوند عبداللہ دیندار تھا لیکن اس مدرسہ کا تنخواہ خوار بننے کے بعد ان کے خرمن ایمان کو آتش لگ گئی ،امام حسین اور اہل بیت پر افتراء باندھنے، جھوٹ بولنے لگے ۔منبر پر بھی قبضہ کیا کاش اس کو جھوٹوں کے لئے چھوڑتے ۔طہٰ نے بڑے زور و شور سے مدرسہ بنایا تھا ابھی وہ کس کے قبضہ میں دیا ہے معلوم ہے جن کے صدقات خور ہیں انہیں کو دیا ہے ۔

۲۔ضامن علی علی آباد والوں سے کتنا فطرہ و زکوۃ لیتے ہیں، این جی اوز سے کتنے لیتے ہیں

معلوم نہیں، مدرس ان کے سالے کی سطح علمی سے اوپر نہیں گیا۔قرآن و دینیات مسجد میں سیکھ سکتے تھے لیکن میری مخالفت کے باوجود این جی اوز سے بھی لینے کیلئے سالے کی خاطر مدرسہ بنانے پر اصرار کیا، ابھی تک قرآن کے حوالے سے بچوں کی پڑھائی میں ذرا برابر فرق نہیں آیا، اگر کوئی فرق آیا ہے تو ان کے جاہل سالے اور ان کے اپنے ذرائع آمدنی میں۔

مدرسہ ضراریہ سعیدیہ:۔

مدرسہ ضراریہ سید محمد سعید پر تبصرہ کرنے سے پہلے خود ان کے شخصیت پر تبصرہ کرنے کی ضرورت ہے وہ میرے پروردہ ہونے کے علاوہ میرے بھائی اور چچا زاد بہن کی اولاد اور میری بڑی بیٹی کے شوہر ہونے اور خود اپنی تعلیم میں قابل ہونے کی وجہ سے میں دل کی گہرائیوں اور عمق ذات سے ان سے محبت اور لگاو رکھتے تھے اور ان کا اولادوں سے بھی زیادہ عزیز ہونا سب کی نظروں میں عیاں ہے اور وہ خود بھی حد سے زیادہ میرا احترام کرتے تھ اور خاضعانہ رویہ رکھتے تھے، لیکن کراچی اور بلتستان خاص کر اہل چھورکا کے قرمطیوں نے ان کے اندر دو کمزوریاں مشاہدہ کیں ایک ان کا اپنی ذات کے لیے تعریف پسند ہونا یعنی خود پسندی کا مشاہدہ کیا دوسرا ان کے حاصل کردہ علم میں اسلام عزیز ناپید دیکھ کر انہیں ایوان داخلی اور بیرونی میں میرے خلاف متحدہ قائد حزب اختلاف منتخب کیا۔ لیکن قائد حزب اختلاف کے لئے بنیادی شرط قوت گویائی ہے اور جس مذہب سے ان کو دفاع کرنا تھا وہ بے بنیاد و بے اساس، تاریخ کے ہر دور میں سیاہ دیکھنے اور مجھے بے قصور ہونے کی وجہ سے اللہ رب العزت نے انہیں گونگا اور مجھے اسلام اور بے قصوری کی وجہ سے نطاق گویا بنایا۔ایک عالم دین بننے والا میرے سوالات کے جواب میں جھوٹ ہی جھوٹ بولتا رہا ہے، لہٰذا وہ جھوٹ ہی زیادہ خرچ کرتے تھے لیکن میں اسلام عزیز، قرآن عظیم اور رحمۃ للعالمین کا ترجمان بنتا گیا ہوں۔سعید اور

ضامن اور طۂ عقائد فاسدہ، رسومات باطلہ، اغالیہ، خانیہ اور دار ابی سفیان کے مکینوں کے ترجمان ہیں۔دنیا و آخرت دونوں میں شرمندہ ہونا ان کا مقدر ہے، اگر ان میں ہمت ہے تینوں بمعہ سرکردگی کاخ نشینیاں اپنے عقیدہ امامت اور عدل اور اس نو ساخت مدرسہ کی مصارف اور مخارج کے بارے میں کچھ لکھیں یا ایک وڈیو انٹرنیٹ میں آویزاں کریں تا کہ قارئین و ناظرین دیکھیں۔

سید محمد سعید میرے صبر و تحمل برداشت کو ایک جاہل عاقبت نا اندیش نا یا سمجھ کر میری تملق و چاپلوسی برتتے تھے، ان کی لوح قلب اسلام عزیز سے خالی ہی نظر آتی تھی جیسے ضامن و طۂ کی نظر آتی تھی۔ میں چھورکا اور خاص کر علی آباد والوں کے اندر بے دینی کا مشاہدہ کرنے کے بعد ان کو یہاں ادارے یا کسی اور جگہ خود ان کی پسند کے مطابق خاص کر میرے مخالفین سے دوستی بڑھاتا دیکھنے کے بعد مایوس ہو گیا تھا۔ مسجد میں ان کی آمد نا گوار دیکھنے کے بعد ان کو کسی شعبہ دینی میں لگانے کا خواہش مند تھا لیکن ان کا رجحان مفاد پرستوں اور بے دینوں ہی کی طرف تھا۔

۱۔محمد سعید چھورکا میں میرے خلاف چہ مگوئیوں کو سن کر خاص کر ضامن علی کے حریفانہ سلوک کو دیکھنے کے بعد فیصلہ کئے ہوئے تھے کہ میرے ساتھ نہیں چلیں گے۔قم میں مقیم عزیز ان اور اہلیہ کو اچھی طرح سے سمجھایا کرتے تھے آپ کے ابو کے عقائد و افکار صحیح نہیں، لوگ ان کو پسند نہیں کرتے، چہ مگوئیاں کرتے ہیں۔ نیز وہ یہاں کی رسم و رسومات کی تبدیلی کے حق میں نہیں تھے انہوں نے اپنے بھائیوں کی ازدواجی مراسم میں پورے علی آباد والوں کا ساتھ دے کر مجھے شرمندہ و ذلیل کر کے واپس کیا تھا۔

۲۔وہ جب بلتستان آتے تھے مجھ سے نہیں پوچھتے تھے، میں جاؤں یا نہ جاؤں یا مجھے وہاں جا کر کیا کرنا چاہیے، کس پر اعتماد کروں، کس سے احتیاط کرنا چاہیے، جب انہوں نے نہیں پوچھا میں

نے بھی از خودان کو کچھ نہیں کہا۔

۳۔انہوں نے مجھے بتائے بغیر وہاں قضاوت کرنا شروع کی تھی میں نے منع کیا۔اگر منع نہیں کرتا تو آج چھور کا شگر میں کتنے حقوق پامال کرتے۔رشوت بنام خمس یا تحفہ کے نام سے شیخ صادق و دیگر علماء جیسوں کو گھٹنوں تک ڈبو دیتی ہے۔

۴۔ہم کسی بھی صورت میں ان کو اور باقر کو یہاں کے علماء کے خلاف کوئی قول وفعل دکھانے کے حق میں نہیں تھے، کیونکہ میں عمر میں بڑا ہوتے ہوئے بھی اتنا ان کے خلاف نہیں بولا ہوں جتنا سعید اور مظاہر بولے ہیں۔کسی کے خلاف کھلا بولنا اندر کے خلاء کی دلیل بنتا ہے ضامن و طٰہٰ اسی وجہ سے مجھے نشانہ بناتے تھے۔

۵۔وہ ضامن علی اور طٰہٰ کو نقد وتنقید کا نشانہ بناتے تھے جیسا کہ خودان کی زبانی سنا ہے ہم اس سے راضی نہیں تھے کیونکہ یہ تینوں ہم عمر ہونے کی وجہ سے نقد برداشت نہیں کرتے،اس کے علاوہ وہ سمجھتے تھے یہ سب میری خواہش واجازت سے کرتے ہیں یا خود کو چمکانے کیلئے کرتے ہیں جس طرح مظاہر کرتے تھے۔

۶۔ان کی طٰہٰ اور ضامن پر تنقید اور اظہار ناراضگی سے انہیں احساس ہوا کہ ان کا وجود ہمارے لئے خطرہ ہے کیونکہ وہ سمجھیں گے شرف الدین نے ان کو ہمارے خلاف چھوڑا ہے' آغا علی ژھوقپہ نے ان کی مسجد ضرار میں دعوت خطاب کی مخالفت کی تھی،سعید کی مخالفت وزن رکھتی تھی جب ضامن اپنے بھانجے مظاہر کی مخالفت سے پریشان تھے۔چنانچہ انہوں نے طٰہٰ سے شکایت کی تھی تو سعید سے کتنے پریشان ہوں گے؟

۷۔وہ جانتے تھے کہ میں مدرسہ کے سرسخت خلاف ہوں،اس کے باوجود مدرسہ کی بنیاد مجھ

سے پوچھے بغیر رکھی، ہم نے فوراً طاہر کے ذریعے پیغام بھیجا ،اب میرے گھر میں نہ آئیں ۔جب میرے مخالفین کو یقین ہوا سعید آغا کے خلاف ہوگئے تو ناسخین شریعت ان کے گرد جمع ہونے لگے۔

وہ ان خرافات سے بھری گندگی سے نکلنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتے تھے انہیں ترویج واشاعت دینی میں ہم سے مشورہ لینے سے گریز و پرہیز کرتے دیکھنے کے بعد ہم نے ان کو اپنے حال پر چھوڑا اور مجھے بھی یقین ہوا جو علم انہوں نے حاصل کیا ہے اس میں اسلام کی بو بھی نہیں لہٰذا میرے لئے سعید و باقر و ضامن اور رطہ و نثار میں کوئی فرق نہیں رہا۔

جس طرح ضامن علی اور رطہ و مظاہر اور دیگران نے قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کئے بغیر خود کو علماء پیش کیا ہے منابر پر اکاذیب کا سیاہ دھواں چھوڑتے ہیں، محمد باقر اور سعید دونوں بھی صرف ونحو اور اصول فقہ پر مغرور ہیں۔اسلام ان کے دلوں میں داخل ہوتا دیکھ کر قرمطی دوستوں نے بروقت تمام نفوذ کے راستے بند کئے، صرف تحقیر طنز پر اسلام کی تغذیہ کرتے رہے ۔سعید قرآن کریم اور سنت و سیرت حضرت محمدؐ سے بالکل خالی نظر آتا تھا سلیم قرمطی کی یقین دھانی کے باوجود انہیں کسی بھی دن مجھ سے اپنے عقائد فاسدہ اور فقہ مغلوط کے بارے میں بحث کرنے کی ہمت نہیں ہوئی ۔میرے بغیر سجدہ گاہ سجدہ پر اعتراض کیا تو میں نے جواب دیا تم تو پشت ہاتھ پر سجدہ کرتے ہو تو چپ ہوگیا۔

سعید نے اسلام و قرآن اور سنت کی بجائے رسومات فاسدہ اور حرام خوری میں علی آباد والوں کی غیر اعلانیہ تائید کی ہے۔جب میں نے یہاں مساجد ضرار رطہ ،ضامن ،شکور، حاجی علی، حاجی حیدر، حاجی عنایت اور ماسٹر فضل کے خلاف آواز اٹھائی، جہاں میں مسجد ضرار کبیر شگر خاص سکر دو کچورا کے خلاف ہوں، جہاں شگر میں بننے والے مدارس ضرار کے خلاف ہوں وہاں محمد سعید کے مدرسہ کے بھی خلاف ہوں یہ مدرسہ بھی سو فیصد ضرار ہی ہے۔

اسلام کو جس نے بھی ضرر پہنچایا ہے چاہے وہ بالائے ممبر ہو یا محراب میں ہو بعید ہو یا قریب دوست ہو یا عزیز میں ان سب کا مخالف ہوں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ نے مدرسہ کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ اپنے لیے قبر کھودی ہے۔ چھورکا والوں کو کبھی بھی کسی خیرات میں حصہ لینے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی، ان سے ہر قسم کی توفیق خیر سلب کی ہوئی ہے، آئندہ بھی نصیب نہیں ہوگی۔ ان کی جان و مال وعزت سب ترویج باطل کے لیے وقف رہی ہیں، اب وہ مدرسہ کے لیے چندہ جمع کر رہے ہیں کس سے لے کر دیتے ہیں؟ کس کے کہنے پر کر رہے ہیں؟ احتمال قوی ہے کہ اسلام منسوخ کرنے والوں کی ہدایت پر ہی کر رہے ہوں گے۔ جس طرح اسد عاشور اسکردو کیلئے چنا کرتے تھے۔

میں نے یہاں ضامن اور محمد طٰہ کی بے دینی کو طشت از بام کیا تو میں کیوں اپنی بیٹی، بھتیجے اور بہن کی خاطر اپنی آخرت تباہ کروں جب کہ میں نے اپنے دین کو اپنی دیگر اولاد اور دامادوں سے بچا کر رکھا ہے، مجھے اپنی اولادوں سے سوائے بے دینی کے کسی چیز میں اختلاف نہیں اس کا مطلب یہ نہیں یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے، نہیں ایسا نہیں صرف یہ ہے کہ ان کی دلوں میں اسلام داخل نہیں ہوا ہے، یہ مبالغہ نہیں سو فیصد صحیح ہے سورہ توبہ آیت نمبر ۲۴ میں دین کے مقابل میں باپ، اولاد اور اعزاء کی حمایت کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ میرے لئے باقر، سعید، نثار حسین، علی عباس، ضامن اور مظاہر و دیگر دین فروش نام نہاد علماء سب یکساں ہیں۔ ایک دفعہ آغا نثار نے مجھ سے پوچھا آپ ہم سے ناراض کیوں ہیں تو میں نے کہا آپ لوگ بے دین ہیں، ہم نے اپنی اولادوں، دامادوں اور بھتیجوں سے فضیلت سادات سنی ہے لیکن اسلام کا نام نہیں سنا ہے۔ یہاں کے سادات سے آکر پوچھیں کہ آپ سید ہیں یا مسلمان؟ یہ لوگ کہیں گے الحمد اللہ سید ہوں قرآن و حضرت محمدؐ اور اسلام کا نام لینے سے کترانے والے خلف عاق رسول اللہ بنتے ہیں۔

سعید نے یہاں مدرسہ بنا کر کسی علمی فکری شخصیت والا کام نہیں کیا بلکہ شیخ حسن مہدی آباد والے، حاجی محمد علی مرہ پی والے، حاجی کیہو نگ، حاجی مہدی تسر والے،ان کے بیٹے جاہل کذاب شیخ حیدر، حاجی غلام حسن خمیکا والے کا کام کیا ہے۔شگر چھورکا میں مدرسہ بنانے والوں کی مثال قبرستان میں مدرسہ غلاظتی یا مسجد بنانے جیسا ہے۔

علی ایہہ حال اس عمارت کی سڑک کی طرف ایک خط درشت غیر مکتوب حالت میں یہاں سے گزرنے والوں کو خط جلی میں نظر آئے گا کہ یہ مدرسہ یہاں کے ضراریوں نے علی شرف الدین کی ضد میں ان کے داماد آغائے سید محمد سعید کے ذریعے بنایا تھا۔

جس طرح ان سے پہلے ضامن علی کی خیانت اور ناقدری سے کوئی نقصان نہیں ہوا کیونکہ میرا مطمع نظر دونوں جگہ صرف دین تھا اس میں میری دنیا سے متعلق کوئی حقیر تنکا برابر بھی ذاتی خواہش نہیں تھی۔ میں اپنی کتابوں یا ادارے کے بارے میں ذرہ برابر پریشانی نہیں رکھتا ہوں، جب اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کردہ کتاب قرآن عظیم پر غرابیہ چھورکا نے کفر و شرک و الحاد سے بھرے شاہ عباس کی کو فوقیت برتری دی ہے، نبی کریم کی اللہ کی درگاہ میں شکایت کا خیال نہیں رکھا تو میں کون ہوتا ہوں۔میرا رب جانتا ہے وہ عالم اخفایا سرایا سے واقف و آگاہ ہے میں ضامن علی اور سید محمد سعید کو حتیٰ آغائے نثار، طٰہٰ اور مظاہر تک کے لئے نیک تمنا نیک جذبات محبت وخدمت کا ارادہ رکھتا تھا لیکن انہوں نے عباء وعمامہ پہننے کے بعد سمجھ لیا کہ ہم ہی وارث حضرت محمدؐ ہیں۔ہم نے انہیں صرف اور صرف خالص سربلندی دین کی خاطر اٹھایا تھا، مجھے معلوم نہیں تھا ان کے اندر اس حد تک حب دنیا جیسی گند و غلاظت نے گھیر لیا ہے بلکہ گھونسلا بنا کر انڈے دیے اور انڈے سے چوزے بھی نکالے ہیں۔ جب معلوم ہوا وہ لوگ اسماعیلی ہیں،'' کیونکہ اثنا عشری نقاب تصوراتی ہے حقیقت اور

واقعیت سے تعلق نہیں رکھتا ہے دو نا بالغ اور ایک نا مولود ملا کر بارہ بنایا ہے'' ان کے عقائد وہی عقائد فاسدہ کیسانیہ جو اسماعیلیوں کے ہیں وہی ہیں، یہ لوگ دربار ہلاکو میں مثل موئدالدین علقمی ونصیرالدین طوسی بنے ہو میں اللہ کی رضایت وخوشنودی کی خاطر ان تمام سے اعلان برأت کرتا ہوں 'اللھم انت الشاھد علیھم انی وابرو منھم براۃ المومنین من المشرکین'' میرا اجر اللہ ہی دے گا۔

ہم درسگاہ دینی کے خلاف نہیں ہیں:۔

ہم مدرسہ دینی کے نام سے دین و دنیا دونوں کے نصاب پڑھنے کے خلاف ہیں، ہم انپڑھ جاھل لوگوں کی طرف سے مدرسہ دینی بنانے کے خلاف ہیں۔ ہم حاجی محمد علی مرپی، حاجی کیھوں، آغا حسین کے مدرسے سید طٰہ کے مدرسے، جنھوں نے خود دین کو نہیں پڑھا ہے ان کے دینی مدرسہ بنانے کے خلاف ہیں، ہم سید محمد سعید جو کسی وقت یہاں آنے رکنے، قم چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں، اور پھر خاص کر اسلام مخالف بجٹ سے مدرسہ بنانے، چوری چھپے سے مسجد بنانے والوں کے خلاف ہیں۔ ہم مشکوک یا معلوم الحرام پیسے سے مدرسہ بنانے کے خلاف ہیں، جو درس مسجد میں ہوسکتا ہے جو درس ماتم سراء میں ہوسکتا ہے اس کے لئے مدرسہ بنانے کے خلاف ہیں، ہم ایسے مدرسے بنانے کے خلاف ہیں جو دین کے نام سے بنائیں اور بنانے کے بعد سیکولروں کو چلانے کے لئے دے دیں، لادینیوں کو چلانے کے لئے دے دیں۔ یہ دین سے خیانت ہے بتاؤ حاجی محمد علی مرپی کا مدرسہ دین کے نام سے بنا تھا وہ اب کہاں پہنچاتے ہیں؟ آغا حسین کے مدرسے میں کیا پڑھاتے ہیں؟ ۴۰ سال میں عام طالب علم ایک پرائمری سکول سے یونیورسٹی میں پہنچ جاتے ہیں، آغا حسین کے مدرسے میں کس سطح پر پہنچتے ہیں؟ بتائیں طٰہ کے مدرسے میں کیا پڑھاتے ہیں؟ حاجی مھدی تسر کے مدرسے میں کیا پڑھاتے ہیں؟ ضامن علی کے مدرسے کے استاد گرامی کون ہے؟ اپنی دنیا بنانے کے لئے اقدار دینی کو

پاؤں کے نیچے روندنا چھوڑیں، اللہ و رسول اور اہل بیت پر اکاذیب و افتراء باندھنا چھوڑیں، آپ کی اہل بیت اطہار، امام حسین کے اہل بیت میں جھوٹ و افتراء و افسانہ کوئی سے، اکاذیب سے فضاء کو آلودہ کرنے کے لئے عالی شان ماتم سرا بنانا چھوڑ دیں۔ میں مدرسہ دینی کا مخالف کیسے ہوسکتا ہوں جو چوتھی جماعت سے دین پڑھنے کے لئے گھر سے دو تین دفعہ بھگوڑا ہونے کے بعد اپنے علاقے سے پنجاب آیا پڑھنے کے لئے، صرف پڑھنے کے لئے نجف پہنچا۔ میرا کل سرمایہ تصور دین رہا صرف ونحو میں دین نظر نہ آنے کی وجہ سے اکتاہٹ ہوئی دلچسپی نہیں رہی تو تحقیقاتی کتابوں کو تلاش کیا، اسلام خالص کی کتابوں کو جمع کیا علاقے میں آکے دین کی آواز کو بلند کیا۔ قیام امام حسین سے افسانے کہانیاں نکالنے کیلئے اقدام کیا، یوم حسین بنایا چالیس دن بیٹھ کے تاریخ امام حسین بتاتا۔ سب وشتم کے خلاف آواز بلند کی، خمس کے لئے تحریک نہیں چلائی، گاؤں گاؤں چندہ نہیں کیا۔ کراچی آنے کے بعد دین ہی کو اٹھایا دین ہی کو پڑھایا دین غارت کرنے والے، دین کے نام سے دنیا حاصل کرنے والے ہم سے خوف زدہ تھے۔ منبر پر جانے سے وہ لوگ ڈرتے تھے ہمارے مدرسے میں جانے سے وہ لوگ ڈرتے تھے۔ میں نصاب میں دین و دنیا دونوں رکھنے کا مخالف ہوں، میں قم میں جاکے نصاب کے خلاف درس دیا ہوں، میں نے مدارس دینی کے خلاف اٹھارہ سال پہلے "افق گفتگو" لکھی، اس قسم کے مدارس نورانیوں کا دین پڑا کہ ہے، مدرسہ سے نکلنے کے بعد ان کے لئے روزگار ملنے کا نصاب رکھیں، یہ دین سکھانے کیلئے بنا ہے، یہ پٹواری، پولیس، چپڑاسی، ایجنسی والے بنانے کیلئے نہیں بنا ہے۔ جس کے لئے آپ کے جاہل علماء کوشاں ہیں۔ ہم مرکز دینیات کھولنے کے خلاف تھے، ہم بنیادی دین کے درس کے خواہاں تھے۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ ہمارے علاقے میں حساب و سائنس اور انتظام نہیں پڑھنا چاہئے، جغرافیہ نہیں پڑھنا چاہئے، تاریخ نہیں پڑھنا چاہئے، یا دنیا و مافیہا نظر آنے

سے بچنے کے لئے آنکھوں پے پٹی باندھ کے بیٹھنا چاہئے، دین کے لئے دنیا چاہئے یا دنیا کے لئے دین چاہئے؟ اگر دین و دنیا ایک ہی ہے تو طٰہٰ ضامن کو چھٹی کر کے ماسٹر فضل کو امام بنا کے ان کے پیچھے جمعہ پڑھیں اور طٰہٰ و ضامن رشوت دے کر ٹیچری لے کر کسی پرائمری اسکول کا ٹیچر بنادیں۔

ہدایت کے راستے پر نہیں گمراہی کے راستے پر چلیں گے:۔

چھورکا والوں نے قرآن اور محمدؐ کی جگہ ضد قرآن و محمدؐ میں شاعر نمک خوار مشتری ''غاوی'' ہر وادی میں سرگردان و حیران بوا شاہ عباس، اسماعیلی نصیری مخمسہ غرابیہ کے سرائے گئے فضائل و مناقب اہل بیت سے عقائد بنائے ہیں،۔ یہ عقائد، عقائد مجوسیات، یہودیات، بوزیات و برہمنیات پھیلانے والے ہیں۔ یہ لوگ قہر و عذاب اللہ سے نزدیک، رحمت اللہ تبارک و تعالیٰ سے دور، رشد و ہدایت قرآن و محمدؐ سے بعید، شقاوت و قساوت کے دہانے تک جا پہنچے ہیں۔ اب ان کا سقوط اسفل سافلین یقینی ہے اور نجات و رہائی ناممکن ہو چکی ہے۔ اب مساجد گرا کر ابو عامر راہب مسیحی کی قبر بنانا ان کا مذہب رہے گا، یہی خود ان کا ملجا بنے گا کفر و الحاد ان کا منشور اولیٰ رہیگا۔ وہ دن قریب ہے جب ان مساجد کی چھتیں ان پر گر جائیں اور انہیں اسفل سافلین پہنچا ئیں۔ جس طرح حضرت محمدؐ نے اپنے برگزیدہ صحابی کو بھیج کر ابو عامر کی ہدایت پر بننے والی مساجد کو گرا دیا تھا ان شاءاللہ یہ بھی خانقاہ سگلدو جیسی خاکستر ہو جائے گیں۔ اس وقت یہ ''علم'' اس کا تحفظ نہیں کر سکے گا۔

علاقے کے کھڑ پنچوں کی علاقے میں ایک پالیسی:۔

یہ کہنا درست نہیں کہ علماء کی کوتاہیوں اور تقصیروں کی وجہ سے یہاں بے دینی پھیلی ہے کیونکہ یہاں اسلام پڑھے ہوئے علماء نہیں آتے تھے۔ یہاں گلستان و بوستان، حملہ حیدری اور قصائد و مدائح غلات و نصیری و غرابیہ کے مُلا ہوتے تھے۔ یہاں کے علماء کو آیت قرآن پوچھنے سے غصہ آتا تھا کہتے

تھےتمہیں بوا شاہ عباس کے مدائح قصیدے سمجھ میں نہیں آتے قرآن کیا سمجھ میں آئے گا؟ان کی یہ منطق درست تھی کہ قرآن کیسے سمجھ میں آئے گا کیوں کہ قرآن سمجھنے کے درس کسی نے نہیں پڑھے ہیں لیکن بوا شاہ عباس کے قصائد سمجھ میں نہیں آتے یہ غلط تھاان قصائد نے ہی تو یہاں والوں کو بے دین بنایا ہے۔ان کے ہاں بیعت امام کے بعد ہرچیز ان کے لئے حلال ہے،حرام نامی کسی چیز کا تصور بھی نہیں رہتالہٰذا یہاں فاسد نمبرداروں کا راج رہا تھا لوگ ان کی خبر موت سن کر سکون کا سانس لیتے تھے۔یہاں جعلی ھبہ نویسوں جعلی نکاح خوانوں وغریبوں کے زوجات کو خود طلاق دینے والوں نے کھڑ پنچوں کے تعاون سے بے دین بنایا ہےلہٰذا درست ہے کہ یہاں حل وفصل ہمیشہ کھڑ پنچوں کی نظر اور ہاتھوں کے اشارے پر چلے۔ان کی مثال یہ ہے کہ مصر میں فاطمیوں کی حکومت کے دوران جب حاکم بامر اللہ قتل ہوا تو اس کے جانشین کے لئے صلاح مشورے ہوئے کیونکہ اس کی کوئی اولاد نہیں تھی جو امام بن سکےتو لوگوں نے باہر سے کسی کو منتخب کرنے کا مشورہ دیا،کسی نے کہا میرے خیال میں اسی خاندان کے بچے ہی کو انتخاب کرنا بہتر ہے چنانچہ انہوں نے کوئی پانچ سالہ لڑکے کو انتخاب کیا تھا۔کیونکہ ان کے بالغ ہونے تک حکومت انہی کے ہاتھ میں رہے گی۔

یہاں کے کھڑ پنچوں کی بھی پالیسی یہی ہے،ان کے مذہب کا دائرہ نماز، جنازہ، تلقین اور خفیہ نکاح متعہ ہے۔مجالس میں مرثیہ،میلاد میں شعر کو نثر میں پڑھنے کی صلاحیت کافی ہے، جہاں ان کے لئے مشکل ہوان کو آگے کریں، یہ سنت اور سیرت ہمیشہ سے یہاں جاری ہے،اس لئے بلتستان میں کسی بھی جگہ ابھی تک کوئی عالم دین قدرت بیان رکھتا ہو بہت بہت کم نادر دیکھا گیا ہے۔ بلتستان کے بڑے سے بڑے عالم زیادہ کو تنگے ہوتے تھے ان کو اپنے کنٹرول میں رکھنے والے عالم کی پہچان میں مہارت رکھتے ہیں۔

پورے بلتستان میں مجھے معلوم نہیں ہاں علاقہ شگر اور چھورکا میں جہاں راجہ نظام میں بڑے بیٹے ہی حاکم ہوتے ہیں چھوٹے بیٹے ان کے ملازم ہوتے ہیں اور صنف اناث کی ارث کا نام بھی نہیں ہوتا ہے، جس کی جگہ کچرے کا جہیز رکھا ہے۔ چونکہ یہاں راج بادشاہ شگر و بادشاہ گلاب پوری چلتا ہے اور وہ سب سے کم پڑھے نالائق عالم کے علاوہ کسی کو برداشت نہیں کرتے چنانچہ شگر خاص محلّہ ایوپا میں دوسرے علاقوں کی بنسبت اخبار افسادخوان اور انکے وارث پرائمری سکول پڑھے ہوتے ہیں، ٹیچر کو عالم دین بنا رکھا ہے، امام جمعہ بھی پرائمری سکول سے انتخاب کرتے ہیں۔

جب پڑھے بغیر عالم کا لباس پہن کر چھورکا پہنچے تو یہاں بعض ائمہ کی ولادت پر میلاد رکھتے تھے، جس میں کفر و الحاد، زنادقہ کی فکر پر مبنی اشعار پڑھے جاتے تھے۔ ہم نے اس کی جگہ علماء کو ائمہ تاریخ کا موضوع دیا آپ اس موقع پر یہ خطاب کریں اس کیلئے بھرپور کوشش کی بعض جگہ تنقید بھی کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔ علماء میں کوئی نہیں جو تاریخ اسلام پر خطاب کر سکے لہٰذا ہم تسلیم کرتے ہیں ہم وہاں سے ناکام ہو کر نکلے تھے۔ ابھی تک ان کے نصاب میں مرثیہ گلکار و منصور و صابر اور غزلیات بواشاہ عباس ان کا نصاب دینی ہیں، آئمہ کی مصیبت پر خاص کر امام حسین سے مربوط مرثیے ہیں۔ ان کے فرزند منصور پٹواری کا پروردہ ہے وہ ہمیشہ لوگوں سے جبری راشن لیتے تھے ان کے انشاء کردہ مرثیہ کو راجہ شکور جو فسق و فجور گانے میں مشہور تھا، پڑھتا تھا، ان کے مرثیوں اور اشعار کے مضامین کو وہاں کے عالم نثر میں تبدیل کر کے پڑھتے ہیں۔

قاضیان چھورکاہ قضاوت جور ہیں:۔

بلتستان میں قائم حکومتی عدالتوں کو وہاں کے علماء قضاوت جور کہتے ہیں یعنی ظالمانہ فیصلہ کرنے والے ہیں یہاں یہ واضح کرنے کی ضرورت ہے ان دونوں میں قاضی جور کون ہوسکتا ہے۔ یہ

دیکھتے ہیں کہ پہلے قضاوت جور کیسے ہوتی ہے ،قضاوت جور ہونے کی دوصورتیں ہیں ۔

۱۔اس نے قضاوت پڑھی ہی نہیں ہے اس لئے وہ جاہلانہ فیصلہ کریں گے اور حق کو نا حق والے کو دیں گے ۔

۲۔قضاوت کو اس نے پڑھا ہے لیکن فیصلہ کرتے وقت انحرافی راستہ کو اپناتے ہیں جیسے رشوت وسفارش وغیرہ کی بنیاد پر فیصلہ دیتا ہے ۔اس حوالے سے بلتستان میں جتنے علماء بھی اس منصب پر بیٹھے ہیں وہ دونوں زاویے سے قاضی جور قرار پاتے ہیں ۔

۳۔قاضی کسی ادارہ بالا کی طرف سے متعین ہوتا ہے اگر کسی کے پاس مستند شواہد ہوں وہ ادارہ بالا میں شکایت کرسکتا ہے یہاں کسی کی طرف سے منسوب نہیں ہوتا ہے خود دعویٰ کرتا ہے اس حوالے سے بھی جور ہے اب آئیں دیکھتے ہیں قاضیان بلتستان نے قضاوت کی ایک کتاب بھی نہیں پڑھی ہے شاید بعض نے چند صفحہ شرح لمعہ پڑھا ہو دوسرا علماء دین ہونے کی وجہ سے رشوت سے پرہیز کر کے دوسری اصطلاح سے ہدیہ یا خمس لیتے ہیں تو بمطابق فرمان امیرالمومنین ان کی قضاوتوں سے خود حقوق گریہ ونالاں ہیں ۔

جعلی ہبہ کی بنیاد پر جائیداپر قابض ہوجانے والے کی حمایت کرنے والے یا اصلی ہبہ کو جعلی کہہ کر مسترد کرنے والے غلط فیصلہ کرتے ہیں ۔غلط فیصلہ کرنے کے دو طریقہ ہیں ایک قضاوت کرنے کا طریقہ آتا ہے جانتے ہوئے رشوت لے کر جابرانہ وظالمانہ فیصلہ کرتا ہے اس کو قاضی جور کہتے ہیں ۔میرے اندازے میں حکومتی فیصلہ کرنے والے بھاری بھرکم رشوت کھا کر ایسا کرتے ہیں جبکہ یہ نام نہاد قاضی حقیر چیزوں پر ہی راضی ہوجاتے ہیں ۔

دوسرا قضاوت جوروہ کرتے ہیں جو قضاوت نہیں جانتے ہیں کہ قضاوت عادلانہ کیسے ہوتی

ہے۔اس میدان میں دیکھا جائے تو حکومتی قاضی سولہ جماعتیں پڑھنے کے بعد چند سال کسی وکیل کے ساتھ تجربہ کرتے ہیں، پھر وکیل بنتے ہیں چند سال وکیل کا تجربہ کرنے کے بعد خود وکالت کرتا ہے پھر کامیاب وکالت کرنے والے کو یہاں جج بناتے ہیں۔لیکن یہاں کے نام نہاد شریعت کے قاضی بننے والے اس سلسلہ میں صفر ہوتے ہیں، ان کو مدعی اور مدعی علیہ کی تمیز تک نہیں آتی ہے۔المدعی مدعی کے ذمے ہے کہ وہ اپنی مدعی کو ثابت کریں ہماری ماں کے حق میں قضاوت جور کرنے والے امام جمعہ مسجد ضرار کچورا امام جمعہ مسجد ضرار چھورکا دونوں کو معلوم نہیں مدعی کون ہے، ''بینۃ'' کس کو کہتے ہیں اگر ان کو آتا ہے تو چند صفحہ یا ایک گھنٹہ کی تقریر و بیان لکھ کر بھیجیں، میں ان سے معافی طلب کروں گا۔

تارک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے چرس، افیون، شراب خوروں کی تعداد بڑھ رہی ہے، نوجوان لڑکے لڑکیوں کے ہاتھ میں رقص و ناچ گانے کے آلات ہیں۔جوان لڑکے لڑکیاں آسانی سے رابطہ کرتے ہیں۔آیا اسلام احکام قرآن و سنت محمدؐ کا نام ہے یا آل محمد کے فضائل و مناقب و مصائب کا نام ہے' علاقے میں دین و دیانت نہیں رہی ہے ضد دین کو دین کا نام دیا جا رہا ہے جس طرح سیکولر و الحادی تنظیمیں اور پڑھے لکھے کہتے ہیں ہم یہ علماء سے پوچھ کر کرتے ہیں اسی طرح الیکشن کے موقع پر علماء سے رجوع کرتے ہیں۔

علی آباد والوں کا مذہب:۔

نمی دانم علی آباد والوں کا دارابی سفیان سے پہلے کس قسم کا رشتہ تھا؟ آپس میں بہت سی بے دینی جوڑتے تھے۔یہاں والے ان کے مزارع تو نہیں تھے لیکن تمام فسق و فجور، بے دینی دف و ڈھول کے اجتماعات میں شرکت کرتے تھے۔میرے اندازے کے مطابق یہاں والے دیگر گاوں کی بنسبت بے دینی میں منفرد تھے یہاں چور زانی تارک صلوۃ سب ہوتے تھے، میں جب نجف میں تھا

اس وقت خطوط و مراسلہ مشکل تھا اس وقت انہوں نے ایک خط میں میری زندگی کے ضروریات پورا کرنے کے عہدو وعدہ نامہ ارسال کیا تھا میں اسی بنیاد پر نجف چھوڑ کر یہاں آیا تو یہ وہ عہدو پیان والے خط کو بھول چکے تھے میں نے بھی ان کو یاد نہیں دلایا۔ حالانکہ وقت زیادہ نہیں گزرا تھا انہوں نے ہمارے ساتھ وہی سلوک کیا جو کوفہ والوں نے امام حسین کے نمائندہ مسلم بن عقیل کے ساتھ کیا تھا' ان کے بارے میں امام حسین کا یہ فرمان صدق آیا ''جب ہمیں پکارا تو ہم تمہیں لبیک کہکر جلدی پہنچ گئے تو تم دشمن سے مل گئے تھے'' وہ مجھے نجف سے وعدہ دے کر ملک میں آنے کے بعد مکر گئے، میں نے کسی قسم کی شکایت اشارہ کنایہ تک نہیں کیا اسی طرح کبھی کسی وقت نذر نیاز اور خمس و زکوٰۃ دینے کی طرف اشارہ تک نہیں کیا سات سال میں ممبر پر کسی بھی وقت خمس کو عنوان نہیں بنانا۔ اس کے باوجود ان کے چہرے سے شرارت کے شرارے نکلتے رہتے تھے، دین و ایمان کے آثار نظر نہیں آتے تھے موقع محل ملنے پر غصب چوری حرام خوری فسق و فجور معمولی باتیں سمجھی جاتیں، اعیاد و ماتم وفوتگی وعرسوں میں بوٹی چوری وضرر رسانی اپنا حق گردانتے تھے، حسد خوری چغلی خور لوگ تھے کسی بھی دن ان کے اور میرے درمیان دوستی آشتی قائم نہیں ہوئی۔ حتی سات سال میں ایک دفعہ بھی نیازمندی کا ذکر تک نہیں کیا میرے ذہن میں تبلیغ دین میں کسی قسم کی طمع و لالچ نہیں تھی فقر و فاقہ مصیبت میں دین کی خدمت کرنا گوارا اور شیرین سمجھتا تھا ہر قسم کی مصیبت محرومیت برداشت کی اگر علاقہ والے رفتہ رفتہ دیندار و با ایمان ہو جائیں لیکن یہ بھی نہیں دیکھا۔

یہاں تمام ناگفتہ بہ حالت کو برداشت کیا یہاں تک کہ مسجد بنانے میں انہوں نے مجھ سے بے دینی وخیانت کاری کر کے مجھے مایوس کیا وہ صدق دل سے تعاون کرنے کے لئے آمادہ نہیں تھے، یہ اس لئے نہیں تھا کہ میں نے نعوذ باللہ مسجد کے نام سے کوئی مال بنایا ہو دین و شریعت سے ہٹ کر کسی

حرکت کا ارتکاب کیا ہو کسی کا حق ادھرادھر کیا ہو بلکہ ان کی بے دینی ہمارے ساتھ نہیں بنتی تھی میں نے ان پر مادی بوجھ نہیں ڈالا تھا لیکن وہ بوجھ محسوس کرتے تھے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہاں شرف الدین نہیں تھا بلکہ مفلوج الحال مقہور انسان تھے، ایسا نہیں اللہ کے فضل وکرم وعنایت پورے علاقے کے کسی کھڑپنج سرمایہ دار نمبردار ممبر کے ساتھ خاضعانہ خاشعانہ متواضعانہ سلوک رکھا ہوا یا بھی نہیں تھا بلکہ ان کے خلاف اپنے قول فعل وحرکت سے ان کو موقع نہیں دیا سب سے کہہ دیا "قُلْ هاتُوا بُرْهانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صادِقِين" میری پشت پر کوئی پی پی خانی نہیں، سرمایہ دار نہیں تھے صرف اللہ پر بھروسہ اور قناعت کی ہر میدان میں اپنے قد کی حدود میں رہا بڑوں کے ساتھ دو بدو بات کی۔

ابھی خبر ملی ہے کہ ہمارے بھتیجے اپنا گھر بنا رہے ہیں تعجب ہوا کیونکہ وہ پوچھتے تھے فلاں نہیں آرہے دل میں سوچا ہوگا اگر آجائیں تو کوٹ کوٹ کر کباب بنائیں گے یا بوٹی بوٹی بنا کر سیخ کریں گے۔ان کے بعض گھرانے مجھ سے حقد و کینہ رکھتے تھے، کسی بھی دن کسی اجتماع میں جاتے وقت ان کی قیادت کرکے جانا اچھا نہیں لگتا تھا، ضامن اور طٰہٰ کو بہت مزہ آتا تھا ان کو کہتے سنا ہے کہ شرف الدین کے پیچھے کوئی نہیں ہوتا تھا۔ مجھے ذلیل وخوار کرنے کے لئے میرے مفلوج الحال دو بھائیوں کو اکساتے تھے ان کو بازاروں میں بھیجتے تھے کہ اپنا تعارف شرف الدین کے بھائی کرائیں، ہم سید شرف الدین کے بھائی ہیں لیکن ہم غریب ہیں حالانکہ میری زمین و درخت دس سال تک ان کے قبضہ میں دیا تھا تا کہ ان کی گزراوقات ہو جائیں، جب وہ زیادہ مفلوج ہو کر گھر میں رہے تو انہوں نے ان کے بیٹے عباس کو اپنے قبضے میں لیا، اپنی سرگرمیوں میں شامل کرتے تھے، ان کو ہم سے نفرت کراتے تھے۔اسکے باوجود میں نے ان کو یہاں دو دفعہ بلایا یہاں بیٹھنے کے لئے کہا نہیں بیٹھے، پھر

میں نے ایک کنال زمین ان کو دی پھر وہ فروخت ہوگئی تو اس کا پیسہ ان کو دیا۔پھر اس سال اسکو یہاں لائے معلوم نہیں کسی منصوبے کے تحت لائے تھے، مجھے اطلاع دیئے بغیر کراچی آئے اپنے پاس رکھا مجھے خبر ملی تو میں نے اپنے داماد روح اللہ کو بھیج کر گھر لایا۔انہوں نے واپس جانے کا کہا ہم نے روکا تو کہا لوگوں کے تحفے تحائف پہنچانا ہیں دو دن کے بعد آیا، دو دن گزرنے کے بعد دوبارہ جانے کے لئے کہا تو میں نے منع کیا ایک غریب ونادار لڑکے کے ہاتھ میں فلم دیکھنے والا موبائل تھا میں نے اس سے چھینا نہیں مذمت کی، آخر میں وہ میری اجازت کے بغیر چھوڑ کر چلے گئے ۔یہ سب ان کے میرے خلاف برے عزائم کے نمونے ہیں ۔ایک شیخ ضامن علی کے ساتھ وفرو پا والوں کی پشت پر کھڑے ہو کر میرے اور میرے دو بھائیوں کے ماں کے ارث کو روکے رکھا ہے،اللہ سبحانہ تعالیٰ ان تین کو قیامت کے دن حقوق روکنے اور ظالمین کی پشت پناہی کرنے والوں کے ساتھ محشور کریں کہ یہاں تین عالم نام رہتے ہیں۔

یہاں عالم دین ضامن علی ہے، ماتمسراء کے منبر و مسجد دونوں آپکے قبضے میں ہیں بیس سال قم میں رہ کر دروس سن کر آئے ،ان دروس میں اللہ و رسول اور آخرت و اخلاق نامی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی وہ جو کچھ وہاں سے سن کے آئے ہیں وہ منبروں سے سنائی باتیں ہیں اگر کوئی کتاب پڑھی ہو تو معلوم نہیں ۔منبر پر عقائد یہود و نصاریٰ و براھمہ ،تناسخ و حلول صوفیوں کی کرامات کی حکایات کے علاوہ معاشرے میں رائج باتیں فضائل کے نام سے بولتے ہیں آپ مسجد ضرار کبیر کے امام جمعہ بھی ہیں۔

ان کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ وفرو پا سے ارث نہ دلوانے کیوجہ سے غصہ میں کہا ہے یہ جھوٹ ہے بلکہ پہلے دن سے جب یہ سنا کہ وہ تمائم و تعویزات کرتے ہیں تو سن کر میں نے منع کیا تھا، ممبر پر قصہ کہانیاں،اف و تف کرتے تھے۔وہ تو پہلے ہی سے آغا خانیوں سے ملا ہوا ہے اس نے

خرافات شروع کیں تو اس کی شکایت میں نے ایران میں سعید کے گھر میں ان سے کی تھی ان سے اختلاف خرافات میں ہی تھا۔

اب آتے ہیں مبدعات ضامن علی:۔

دیکھتے ہیں ضامن علی نے اس پورے عرصہ میں لوگوں کو کس قسم کے عقائد سکھائے ہیں۔

۱۔پنجتن پاک خلقت عالم سے پہلے موجود تھے۔یہ عقیدہ فرقہ مخمسہ کا ہے جس کی برگشت براھمہ ہنود ہے، یہ عقیدہ ان لوگوں نے گھڑا ہے جو منکر قیامت حساب و کتاب حلال وحرام ہیں۔ کہتے ہیں حضرت آدم ان سے متوسل ہوئے ہیں نوح، ابراہیم، موسیٰ ان سے متوسل ہوئے جبکہ نص قرآن ہے یہ ذوات اس وقت موجود نہیں تھیں۔

۲۔حضرت محمدؐ و علی و فاطمہ و حضرات حسنین فاطمہ کی تصویر عرش پر رکھی ہوئی ہے ملائکہ ان کی پرستش کرتے ہیں، یہ بت پرستی ہے۔یہ ذوات عابد تھے معبود نہیں بن سکتے۔

۳۔عالم کو اللہ نے ان کے لئے خلق کیا ہے، یہ آیات کثیر ''**سَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّماوات**'' کے خلاف ہے۔

۴۔قبر میں حضرت علی تشریف لائیں گے، غلط ہے۔

۵۔ائمہ علم غیب جانتے ہیں اور یہ ذوات رزق دیتے ہیں یہ بھی آیات قرآن کے خلاف ہے۔

ضامن علی کے بارے میں اپنا موقف بیان کروں، ضامن علی کو اپنے بھائی کی جگہ پر رکھنے کیلئے جو اقدامات میں نے کئے تھے بلتستان میں کسی عالم نے نہیں کئے تھے، اس پر مجھے کسی قسم کی پشیمانی نہیں ہے یہ ان سے فوائد دنیوی حاصل کرنے کی غرض سے نہیں کیا ہے بلکہ یہ سب خالص دین

کیلئے تھا، اگر اس نے غدرو بے وفائی کی، دین کی جگہ خرافات گوئی کی، اللہ کی جگہ دنیا کے معروف الحادی کو ترجیح دی تو وہ خود جانیں، میری نیت خالص دینی تھی اللہ مجھے اس کا اجر عنایت کرے گا۔

جب میں نے مصیبت سے مسجد کو مکمل کیا، اس دوران علی آباد والوں کی بدنیتی و بدسلوکی بطور نمایاں نظر آنے لگی، ان کے سلوک و کردار سے میں جب مایوس ہو گیا تو میں نے علاقہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا میں منبر پر اس آیت کا ترجمہ پڑھتا تھا سامعین آمین پڑھتے تھے ﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا﴾ لیکن اللہ سے شرمندہ ہو گیا کہ اس مسجد کو کس کے سپرد کروں۔ یہاں سے میرے ذہن میں آیا اس خاموش طبع ہائی سکول کے بچے کو والی محراب و منبر بنانا ظلم ہے لہٰذا اس کو پڑھانا چاہیے۔

یہاں سے ہم ضامن علی جو ظاہر طبع خاموش نمازی تھے دس جماعت پڑھے یا فیل تھے ان کو اپنے ساتھ ایران لے گئے سوچا کچھ سال پڑھا کر واپس کروں گا، حتیٰ اس کا بھی خیال رکھا ان کی ناموس بھی ساتھ لے گئے۔ وہاں چند سال گزارنے کے بعد ان سے کہا علاقے میں جائیں میں خرچ دونگا وہاں سے مجھے ہاں کہتے تھے اندر سے آغا خانیوں سے معاہدہ ہو چکا تھا۔

میں نے ضامن علی کو اس لئے اٹھایا کہ وہ ایک خود مختار عالم دین کی حیثیت سے یہاں رہیں یہ میری غلطی تھی کہ ایک نا اہل نالائق کو عالم دین بننے کی طمع دی لیکن ان کی شریعت منسوخ کرنے والوں کی طرف سے زیادہ بولی لگ گئی۔ اس نے اس لباس کو اداکاری کیلئے پہنا تھا۔

آپ کے علاوہ آپ کے بھانجے مظاہر مدارس این جی اوز مھدی آباد سے فارغ ہونے کے بعد قم سے عباء و قباء اور عمامہ لینے گئے تھے، خود کو مروج اعلی ثابت کرنے کے لیے منبر پر اپنے ماموں کو بہت نازیبا باتیں سناتے تھے کہ یہاں کے علماء اپنی ذمہ داریاں نہیں جانتے ہیں۔

ہماری ماں کے حصہ پر قابض خاندان وفروپا کے مشاور خاص شکور نے اس کو چند دفعہ غلاظت خوری کی دعوت دی لفافہ بھی پیش کیا اس کے بعد تند ء خطابت کی بیٹری ختم ہوگئی۔ ہمارے داماد سعید سال میں ایک دفعہ یہاں آتے ہیں لیکن ضامن علی آنکھیں خیرہ کرکے چہرہ عبوس دکھا کر مایوس نظر آتے ہیں کہ کہیں وہ مسجد و ماتمسرا ء کی طرف رخ نہ کریں۔

مظاہر عباس نے اپنی ابتدائی تعلیم ابتداء سے انتہاء تک این جی او زمہدی آباد کی درسگاہ میں حاصل کی ہے۔ چھورکا آتے ہی یہاں کے علماء کی اہانت و جسارت پر مشتمل تقاریر شروع کیں، ضد علماء ٹولہ قاسم زمان وفدا علی وغیرہ نے ضد علماء تقاریر کرنے پر ان کو سراہا، قرآن کی تفسیر کرنا شروع کی، اپنے ماموں کو طنز وطعن کا نشانہ بنایا، نوعمری میں حرام خوروں کے مہمان بنے، ہدیہ وتحفہ کے نام سے رشوت ستانی شروع کی۔ مقام بنانے کیلئے قم جا کر عباء قبا پہن کر آیا میرے بار بار اعلان و آگاہ کرنے کے باوجود گویا دودھ پینے والی بلی جیسا معصوم بتانا شروع کیا علاقہ کے مدرسہ سے فارغ ہونے کی حیثیت کو محسوس کرتے ہوئے قم سے قیمتی عمامہ عباء پہن کر آیا، یہ عمامہ وعباء حسن ترابی نے قم گئے بغیر منگوا کر پہنایا تھا، جس عمامہ وقبا کو خرافات اباطیل محرمات ضد اسلام مراسم کو جھاڑو کرنے کے لئے ہم نے پھینکا تھا وہ اُسے پہن کر اسلام کے ٹھیکیدار بنے۔ مجھے ان تمام سے کوئی حسد نہیں کیونکہ میں نے ان لوگوں کی منافقت کا نزدیک سے مشاہدہ کرنے کے بعد اللہ سے ان سے نجات ورہائی کی درخواست کی تھی وہ اس نے عطاء کی ہے یہاں کے امام و مامون اسفل جائیں گے اللہ ان کو کچھ مہلت دیں گے۔

تیسرا شخص جس کو زیادہ بولی دینے والا جیت گیا وہ میرا بھتیجا و داماد سید محمد سعید تھے جن سے ہم نے دین کے لئے زیادہ امیدیں باندھی ہوئی تھیں۔ بدقسمتی سے ان کے دل میں دین کی جگہ زندگی

تھی وہ دین اٹھانے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے، منصوبہ ہی نہیں تھاوہ بت پرستوں جیسا علاقے کے کھاتے پیتے بتوں کورام رام کرکے خوش کرنے کے مذہب پر تھے، علی آباد کے چلتے پھرتے مسکراتے بتوں کوخوش کرناان کی پہلی ترجیحات میں سے تھا۔

سکورا:۔

علی آباد سے اوپر خمیکا کے مقابل میں واقع ہے یہ بھی لب نالہ پہاڑ کے دامن میں رہنے والوں کامحلّہ ہے۔ یہاں کے عالم دین جناب اخوند غلام حیدر صاحب مرحوم پورے چھورکا میں نکاح خوان ہبہ نویس، خود گواہ خود قاضی تھے۔فصل خصومات ظاہری طور پر آپ کرتے تھے باطن میں پورے چھورکا کواپنے پنجہ میں رکھنےوالے چند نمبردار ہوتے تھے ان میں سے ایک اس محلے کے نمبردار تھے ان کے مرنے کے بعد ان کے وارث حسین نمبردار ہیں جواپنے ساتھیوں سے مل کرعلاقے کو چلاتے تھے۔

اخوند غلام حیدر صاحب کے دو چھوٹے بھائی تھے ایک اخوند بلبل صاحب دین و دیانت کا مظہر تھے، لوگ ابھی بھی ان کوتعظیم وتکریم سے یاد کرتے ہیں، ہم نے ابتدائی درس انہی سے شروع کیا تھا آپ زیادہ تر حدیث قدسی سے وعظ کرتے تھے جو کہ تورات انجیل سے اقتباس تھے آپ وعظ سے رلاتے تھے لکھنا نہیں آتا تھا۔ دوسرا بھائی شیخ ذاکر تھے آپ کوصرف رلانا آتا تھا اور کچھ نہیں آتا تھا۔ تینوں بھائی مولانا ہوتے ہوئے محلّہ سکورا دور جاہلیت اولیٰ میں رہنے والوں جیسا ہے اور ابھی ایسا محسوس ہوتا ہے ان کی تاریخ فرعون کی تاریخ سے ملتی ہے کیونکہ فرعون کہتا تھا یہ سرسبز جھیلیں نہریں ہماری ملکیت ہیں، ان کا بھی دعویٰ ہے پہاڑ سے بہتا نالہ ہمارا ہے۔

ژھوقپہ:۔

نمبرداری ژھوقپہ کومعلوم نہیں کس بنیاد پر چھورکاوالوں نے اجتماعی حقوق میں تیسرے نمبر پر رکھا ہے۔اس کا مجھے پتہ نہیں لیکن ان کے دین وایمان کا مجھے اندازہ ہےانہوں نے ذاکروخطیب سید مہدی مرحوم پراپنارعب جماکررکھا تھا۔ایک دفعہ مرحوم علی آباد میں قصیدہ پڑھنے کے لئے آئے تھے ان کے بڑے آکر بیاض اٹھاکرآغا سے کہا، ہمارے ساتھ چلیں وہ انہیں ساتھ لے گئے،انہیں کبھی بھی دین وایمان کی طرف دعوت دینے والے نصیب نہیں ہوئے وہ رونے پیٹنے کے علاوہ کسی چیز پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔اہل ژھوقپہ ایک عمومی ماتمسراء رکھتے ہیں جس میں چارنمبرداریوں کے لوگ شرکت کرسکتے ہیں۔ایک اپنی مخصوص ماتمسراءہےاس میں کسی غیر کی آمد برداشت نہیں کرتے ہیں ۔وہاں انہوں نے آغاعلی جوتعلیم مروجہ میں پانچ چھ جماعت سے زیادہ نہیں پڑھے تھے دین کے الف باءسے واقف نہیں تھےموقع محل پرجھوٹے گواہ بھی دیتے رہتے تھےفوجی سپاہی سے پنشن ہونے کے بعدان کوذاکرِحسین بنایا۔مسجداورخصوصی ماتمسراءمیں دنیاوآخرت دونوں میں جن کے مقدررونا ہے ان کورلاتے ہیں۔حاجی حیدرصاحب جائدادھونے کے باوجود یہاں ایک عالم دین لاکرجماعت کرنے کی بجائےمسجدکوگراکراین جی اوزسےکمیشن لےکرمسجدضراربنایا ہے۔

خلثی کے نام سے دو ہے، خلثی بالائے اور خلثی پائیں:۔

خلثی پائیں پرائمری اسکول اورڈاکخانہ تھایہاں اہل سنت،نوربخشیہ اورشیعہ غالی تینوں بستے ہیں۔اس وجہ سے یہاں کے لوگ عزاخانہ نہیں بناسکےلیکن ان کو دباکے رکھتے تھے۔چنانچہ میری کتاب شکوؤں کے جواب آئی تو شہرمتعستان والےآگ بگولہ ہوگئے گویامیرےنظریہ سےسنی اورنور بخشیہ کے حوصلے بلند ہوگئے،الہٰذاان کوقبل ازوقت دبانے کے لئے انہوں نے جناب مرحوم آغاعلی

موسوی اور بلتستان میں مسلمانوں سے مناظرہ و مجادلہ کرنے والے ہمارے نجف کے ساتھی جناب شیخ حسن فخر الدین کو بلا کر میرے خلاف تقریر کروائی۔ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو صرف متعہ میں دینے پر اصرار کرنے والے اور حق مادری پر قابض ہونے والے غلام رضا کے بچوں نے نعرہ بازی کی، حسن فخر الدین نے ان سے کہا ہم نے آپ کے احساسات و جذبات دین و ناموس میں بے غیرتی برتنے والوں کی احساسات جذبات کی صورت حال کو آپ کے مراجع عظام تک پہنچایا ہے، جلدی جواب میں خوشخبری سنیں گے مہلت دیں۔ لیکن جواب کہاں آنا تھا خود رسالہ عملیۃ میں لکھنے سے شرمندہ ہیں۔ غیرت دینی چھوڑنے کے بعد جذبات کسی کام کے نہیں۔

خشت سوم:۔

ضلالت اہل چھورکا۔

فقدان غیرت ناموس:

یہاں پہلے غیرت اور ناموس کے معنی بیان کرنے کی ضرورت ہے اس کے بعد فقدان کے اسباب وجوہات بیان کریں گے۔ایک ملک اور علاقہ کی تعمیر وترقی کی منازل طے کرنے کے لیے سب سے پہلے وحدت قوم و ملت کو یقینی بنانے والے نقاط التقاء کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے، دوسرے مرحلے میں لیاقت وصلاحیت کی بنیاد پر ذمہ داریاں بانٹنا ہے، کتنے گروہوں کا تعاون درکار ہوتا ہے یہ ایک دو انسان نہیں کرسکتے بلکہ اس میں چند گروہوں کا کردار رہتا ہے۔ان تین گروہوں کو آپس میں کسی جوڑ میں جوڑنا پڑتا ہے اس کو موثر بنانے کیلئے جو عوامل چاہے۔اس کو غیرت کہتے ہیں۔غیرت وطنی، غیرت دینی اور غیرت ناموس ہوتی ہے۔غیرت دینی سے عاری سعادت ابدی حاصل نہیں کرسکتے ہیں، دنیا میں جان و مال، امن وسکون بھی نصیب نہیں ہوگا۔جان و مال و ناموس ہمیشہ خطرے کی زد میں رہتے ہیں چنانچہ حکمرانوں میں اوپر تک رشوت، کرپشن اور سرقت دولت دیار کفر میں منتقل کرنے والوں، دوسرے ملکوں میں شہریت لے کر حکومت کرنے والے غیرت وطنی اور غیرت دینی دونوں سے عاری ہیں۔یہ لوگ اس ملک پر بوجھ بنے ہوئے ہیں، ان دنوں میں سینٹ میں نئے بجٹ پر اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ پیش کیا گیا ہے کہ ایوان صدر میں روزانہ ۹۸ لاکھ خرچ کیا جاتا ہے کیا یہ اس ملک پر بوجھ نہیں؟ پہلے سے باہر سے قرضوں کا بوجھ بہت زیادہ ہے۔ملک کا انجام کیا ہوگا معلوم نہیں، یہ صورت حال اس لئے پیش آئی ہے کہ ۶ صوبوں ۲۲ کڑور آبادی کو جمع رکھنے کیلئے ایک عصب (ربط) کی ضرورت ہوتی ہے، تاریخ بشریت میں بہت

سے اعصاب پر تجربہ کیا گیا جوالٰی یومنا ھذا نا کام رہا ہے۔لہذا جن ملکوں میں جمہوریت ہونے قانون ہونے کا تعارف کرتے ہیں وہاں بھی کرپشن کی شکایت آتی ہے کوئی جامع شامل عصب دیکھنے نہیں آیا ہے۔

غیرت:۔

غیرت مادہ غیر سے بنا ہے غیر ''مخالف'' یا ''دوسرے'' کو کہتے ہیں، غیر یعنی دوسرا لیکن یہ واضح نہیں۔کیونکہ کلمہ غیر کا معنی اس وقت پتہ نہیں چلتا جب تک اس کا مضاف الیہ بیان نہ ہو جائے۔

غیر عام طور پر دو ضدوں میں واضح نظر آتا ہے جیسا کہ سورہ حمد میں آیا ہے ''جن کو نعمت دی اور جن پر غضب کیا'' دونوں کے الگ الگ گروہ ہیں۔ان کا آپس میں جوڑ ممکن نہیں، دونوں ایک دوسرے کے لئے متضاد ہیں دونوں ایک شخص میں جمع نہیں ہوتے ہیں غیر نفی کرنے میں آتا ہے۔

کلمہ غیر سورہ زخرف کی آیت نمبر ۴۳ میں آیا ہے ''غیر اللہ'' اللہ اور دوسرا ''غیر'' ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتا ہے، جو اللہ کی پرستش کرتے ہیں وہ غیر کی پرستش نہیں کرتے ہیں انعام ۱۶۴ ابراہیم ۴۸، ۴۴، ۱۶، رعد ۱۱۔

غیرت سے غار بنا ہے یعنی غارت، حملہ، کسی کے گھر پر فلاں نے ڈاکہ ڈالا ہے، اساس لغت صفحہ ۵۳۹ پر آیا ہے جس کو اپنی ناموس پر غیرت نہیں آتی وہ عیش پرست انسان ہے، یہ ایک طنز ہے اس پر جو غیرت ناموس نہیں رکھتا ہے۔کہتے ہیں فلاں گھرانے میں میاں بیوی دونوں غیرت مند ہیں۔

ناموس:۔

کتاب لغت کشوری، اساس للغۃ اور معجم الوسیط میں آیا ہے ناموس مادہ نمس سے بنا ہے، نمس کا معنی استثناء کو کہتے ہیں چھپنے کو کہتے ہیں صاحب راز و اسرار کو کہتے ہیں، شریعت قانون اساس

لغت صفحہ ۸۷۷ میں آیا ہے یہ کلمہ مادہ نمس سے بنا ہے. ناموس امیر، ناموس سلطان یعنی اس کے صاحب سر، اسی مناسبت سے جبرائیل کو ناموس اکبر کہتے ہیں یہاں سے گھر کی مستورات کو ناموس کہتے ہیں۔

فی ظلال نہج البلاغہ جلد ۴ شمارہ ۱۲۳ صفحہ ۲۹۵ پر لکھا ہے، امیرالمومنین نے فرمایا (**غیرۃ المراۃ کفر و غیرۃ الرجل ایمان**) کلمات قصار ۱۲۴ یعنی عورت کی غیرت کفر اور مرد کی غیرت ایمان ہے۔ جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت نہیں کرتی وہ عاصیہ ہے، قرآن میں اسے ناشزہ کہا ہے جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت نہیں کرتی ہے وہ باغیہ طاغیہ ہوتی ہے۔ اس صورت میں شوہر اپنے اوپر عائد فرائض کو روک سکتے ہیں اور متنبہ بھی کر سکتے ہیں آخر میں طلاق دینے کا جواز بن سکتا ہے مرد اپنی عورت کے بارے میں غیرت رکھتے ہیں اپنی ناموس ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کو کسی اجنبی سے تعلق رکھتے دیکھنا برداشت نہیں کرتے تو یہ ایمان ہے۔ مرد نے دوسرے کو نہی از منکر کیا، مرد کا کسی عورت کو دیکھنا فجور ہے۔

فی ظلال نہج البلاغہ جلد ۴ صفحہ ۲۴۵ پر آیا ہے انسان کی قدر و قیمت اس کی ہمت سے تولی جاتی ہے۔ اس کی صداقت اس کی مروت سے تولتے ہیں۔ اس کی شجاعت، خودداری و استقلال سے تولتے ہیں، اس کی عفت اسکی غیرت سے تولتے ہیں۔ ہر چیز کا ایک میزان ایک مقیاس ہے جو اس مقیاس سے نیچے گر جائے تو نقص اور عیب گنا جاتا ہے، مقیاس کے برابر آجائے تو صحیح کہتے ہیں۔

انسان با شجاعت میدان جنگ میں استقامت دکھاتے ہیں ذمہ داری سنبھالتے ہیں مشکلات کا مقابلہ کرتے ہیں، ایسے انسان کو اس کے ہاتھ اور اسکی زبان سے تولتے ہیں، انسان کی عفت کو اس کی غیرت سے تولتے ہیں یعنی اس کے ہاتھ دوسروں کے مال سے پاک ہوں، اسکی زبان

دوسروں کی بدگوئی سے پاک ہو۔اس کا شکم مال حرام سے پاک ہو،اس کی شرم گاہ غیر سے پاک ہو، اس مرد کو مرد غیور کہتے ہیں کہ دوسرے اسکی ناموس کی طرف نظر نہ کریں ہاتھ دراز نہ کریں۔

جس انسان کی غیرت وسوچ یہ ہو کہ دوسرے اس کی ناموس کی طرف نہ دیکھیں تو یہ شخص بھی اپنا ہاتھ دوسروں کی طرف دراز نہیں کرے گا، دوسروں کی طرف نظر نہیں لگائے گا اسی لیے کہتے ہیں انسان غیرت مند زنا نہیں کرتے ہیں۔ جو دوسروں کی ناموس کی طرف تجاوز نہیں کرتے ہیں دوسرے بھی ان کی ناموس کی طرف تجاوز نہیں کرتے ہیں۔اسی طرح شخص زانی عفیف نہیں ہوتے ہیں غیرت مند نہیں ہوتے ہیں۔ جو کسی دوسرے کی ناموس پر تعدی کرتا ہے تو دوسرے بھی اس کی ناموس پر حملہ آور ہوتے ہیں، جو شخص اپنی ناموس پر حملہ ہوتے دیکھیں اسے دیوث کہتے ہیں دیوث کلمہ دیث سے بنا ہے جس کے معنی اس ذلیل انسان کے ہیں جس کی ناموس کو کوئی دوسرا استعمال کرے اور وہ دیکھ کر برداشت کرے،وہ بے غیرت ہوتے ہیں۔

جاہلیت میں ایسے مردان و زنان غیور نکلے ہیں جو زنا نہیں کرتے تھے۔تاریخ اسلام میں اسلام سے مقابلہ کرنے والے ابوسفیان کی بیوی ھندہ جس نے حمزہ کے کلیجے کو ان کے شکم پھاڑ کر نکال کر منہ سے چبایا تھا، فتح مکہ کے موقع پر پیغمبرؐ نے بعض مردان وزنان کو جہاں جہاں ملیں ان کو مارنے کا حکم دیا تھا چاہے وہ کعبہ کے غلاف سے ہی کیوں نہ چپکے ہوں۔ان میں سے ایک ہندہ تھی یہ بھی جہاں ملے اس کو ماردیں، چنانچہ مکہ فتح ہوا،عام معافی کا اعلان ہوا،مردوں کے بعد عورتیں تسلیم ہونے کے لیے آئیں،قریش کی عورتوں کی ایک جماعت بیعت کے لئے آپ کے پاس آئی پیغمبرؐ نے ان سے عہد و پیمان لیا کہ ان واجبات کو ادا کریں گی ان محرمات سے باز رہیں گی،ان محرمات میں سے ایک زنا تھا کہ زنا نہیں کریں گی، ہندہ نقاب ڈال کر چھپ کر آئی تھی کہ پیغمبرؐ سے فوراً سوال کیا

کیا آزاد عورتیں بھی زنا کرتی ہیں؟ یعنی اس وقت جاہلیت میں زنا کرنے والی عورتیں کنیزہ ہوتی تھیں آزاد عورتیں زنا نہیں کرتی تھیں۔

یہاں سے سوچیں اپنے منہ اپنے گریبان میں ڈالیں کہ جوان لڑکے لڑکیاں کالج یو نیورسٹیوں میں پڑھنے والے کتنے اس فعل خبیث میں مبتلاء ہیں، دور جاہلیت کی مذمت کرنے والے روشن خیال منہ اپنے گریبان میں ڈالیں، دانشگاہوں میں کتنی اولاد مجہول کو اڑ خانوں میں پھینکتے ہیں؟ دوا فروشوں سے پوچھیں مہینے میں اسقاط حمل کی گولیاں کتنی بکتی ہیں۔ عزاداری امام حسین کے نام سے گھر سے نکلنے کے بعد ایک دوسرے سے میل ملاپ کرنے کے لیے نوحہ وسینہ زنی کرتے ہیں ، کیا وہ اسلام کے راستے پر چل رہے ہیں؟ تاریخ سے ثابت ہے کہ سینہ پیٹنے والے اور زنجیر مارنے والے جوان اکثر و بیشتر زانی وزانیہ ہوتے ہیں۔

سورہ مومنون کی آیت نمبر ۵ اور ۶ میں اللہ نے مومنین ومومنات کی صفات میں پانچویں اور چھٹی صفت میں بتایا ہے وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں گویا مومنین ومومنات کو شرم گاہوں کو محفوظ رکھنے کا حکم دیا ہے، ان کی تعریف کی ہے۔ فلسفہ وحکمت اور دین کے تجزیہ نگاروں کے تحت دین وشریعت اسلام کی ایک حکمت حفظ ناموس ہے۔ پاکستان کے صوبوں میں ابھی غیرت ناموس بہت کچھ حد تک زندہ ہے مردہ نہیں ہے، ہر آئے دن اخبار میں آتا ہے بھائی نے بہن کو فاحشہ مرتکب پا کر قتل کیا، کسی اخبار میں باپ کے بیٹی کو قتل کرنے، کسی میں شوہر نے بیوی کو قتل کرنے کی خبریں آتی ہیں۔ چنانچہ قرآن میں زنا کے قریب نہ جانے والوں کی تعریف کی گئی ہے، قرآن کریم میں ازواج کرتے وقت مرد وعورت یا میاں بیوی انتخاب کرتے وقت محصنات کا انتخاب کرنے کا حکم ہے جو اغیار سے محفوظ ہوں، وہ عورتیں انتخاب شوہر کے وقت ان مردوں کو انتخاب کرتی ہیں جو محرمات سے

محفوظ ہوں۔محصنات ان عورتوں کو کہتے ہیں جو اپنے غیرت مند باپ بھائی بیٹوں کی حفاظت میں محفوظ ہیں۔قرآن کریم کی ایک آیت میں آیا ہے کہ زانیہ عورت ہمیشہ زانیہ مرد سے ازواج کرے گی کیونکہ زانی عورت بے غیرت ہوتی ہے لہٰذا وہ ایسے مرد کا انتخاب کرے گی جو اس کو آزاد چھوڑے اور ایسا مرد بھی زانیہ عورت چاہے گا، کیونکہ زانیہ عورت ہمیشہ خود کو سجا کر رکھتی ہے۔اس وقت پورا ملک خاص طور پر اس علاقے کو درپیش تمام مسائل سے زیادہ قابل اہمیت مسئلہ ازدواج ہے۔

ازدواج میں عام طور پر مرد اگر زانی ہو تو لوگ اس میں چنداں قباحت محسوس نہیں کرتے، اسے فاسق و فاجر سمجھتے ہیں لیکن عورت اگر زانیہ و فاحشہ ہو تو اس کو زوجیت میں لینے سے کتراتے اور گریز کرتے ہیں کیونکہ عورت سے نسل نکلتی ہے کہ کہیں ان کی نسل میں اغیار داخل نہ ہو چنانچہ جاہلیت میں کاہنوں کا ایک کام یہ ہوتا تھا نسل اصیل اور تصیق میں تمیز کرنا تاکہ دوسروں کی نسل ان کی نسل نہ بن جائے۔یہاں جو اس وقت ہزاروں لڑکیاں بے شوہر پڑی ہوئی ہیں اور لڑکیاں مردوں سے جلدی اور زیادہ شہوانی ہوتی ہیں وہ زیادہ طاغیہ ہوتی ہیں، یہیں سے قرآن کریم نے عورتوں کو حجاب میں اپنی زینت چھپا کر رکھنے کا حکم دیا ہے، جب ان کے ازواج نہیں ہوتے ہیں تو اس علاقہ میں زنا پروان چڑھتا ہے۔جب عورتیں زانیہ ہوتی ہیں تو مرد زواج کرنے سے کتراتے ہیں، یہاں سے عورتیں بغیر ازدواج بیوہ ہو جاتی ہیں، کبھی یہاں کے غیرت مند مومنین، حاجی، زوار، عزادار ان امام حسین اور نام نہاد علماء میں سے کسی کو اس وقت اس کا احساس کرتے ہوئے سنا نہیں کہ انھوں نے کہا ہو کہ اس مسئلہ کا حل نکالا جائے کہ کیوں لڑکیوں کی ازدواج نہیں ہو رہی ہیں اور زواج نہ ہونے کی راہ میں کیا مشکلات اور کیا موانع ہیں۔

فی الحال عزت نفس اور غیرت و ناموس کے بارے میں بات کرنی ہے یہاں ناموس کا زیادہ

استحصال ہونے میں زیادہ کردار کس کا ہےاس کا تعین کرنا ہے۔اس میں جائے شک وتردید نہیں کہ غیرت ناموس کا پہلا محافظ باپ، دوسرے مرحلے میں اس کا بھائی تیسرے مرحلے میں اس کا چچااور چوتھے مرحلے میں اس کا خالو پانچویں مرحلے میں خاندان کے دیگراعزاءواقربا ہیں،اس کے بعد محلّہ علاقہ والے ہوتے ہیں۔جن میں سب سے پہلا محافظ ناموس علاقے کے علماء ہوتے ہیں علماءلوگوں کے دین وناموس کے محافظ ہیں،اگراس نے توجہ نہیں دی تووہ خائن ہوگا۔چھورکا کے نام نہاد جو بھی ہوں جس نام سے بھی چاہے ہوں میرے عزیز ہی کیوں نہ ہوں کبھی انہوں نے اس مسئلے پر غور نہیں کیا،سوچا بھی نہیں، بلکہ ان کے سامنے ماسٹرافضل بند کمروں میں جوان لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں، میں نے ماسٹر پر تنقید کی اس کا مطلب یہ نہیں کے میں ان کو گناہ میں ملوث قراردوں بلکہ عورتوں کے اپنے عزیز ہی کیوں نہ ہوں غیرمحرم کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا حرام ہے۔

علماء کی ذمہ داری ہے علاقہ میں تمام فحشات ومنکرات شریعت کے دروازے بند کریں۔ لشکر منکرات داخل ہونے کا سب سے بڑا دروازہ زنا ہے،اس فحشاء کے رواج ہونے سے نسلیں حرام نکلتی ہیں۔نسل حرام کا انجام بے غیرتی کا فروغ ہونا ہے،یہ کسی چیز کے پابند نہیں ہوتے ہیں،ایک عرصہ سے یہاں زنا لواط کا رواج اپنے عروج پر جارہا ہے۔اب تو موبائل کی وجہ سے بھی یہ بہت آسان ہوگیا ہے یہ زیادہ خطرناک ہے کیونکہ وہ فون پر باتھ روم میں یا رات کو لحاف اوڑھ کر بھی بات کرسکتی ہیں۔

جب سے قلعہ الموت والے لقصر سفیانی میں مستقر ہوگئے،اس دن سے جوان لڑکے لڑکیوں کے درمیان ملاپ ان کی ترجیحات میں رہا ہے۔جوانوں کو شہوت پراکسانے کے طوروطریقے اوران میں ہیجان لانے والے وسائل چرس،افیون اورشراب آسانی سے دستیاب کرنے کو عام کرنا،مراکز

اختلاط، آمادہ کرنے ، سقط حمل والی دواؤں کی فراہمی، والدین سے بغاوت کرنے ،لڑکیوں کو تعلیم کے نام پر اغواء کرنا مغربی اسلام مخالفت بجٹ سے اسکالرشپ کے نام سے لڑکیاں خریدنا ایک معمول بن گیا ہے، خاص کر جب لڑکیوں کے ہاتھ موبائل آئے وہاں سے یہ والدین ، بھائیوں اور اعزاو اقرباء کے اختیارات وحفاظت اور سرپرستی سے باہر نکل کر بے قابو ہوگئیں تھیں ۔باپ بھائی کو احساس نہیں کہ ان کی بیٹی یا بہن کو یہ فون کس نے دیا ہے یہ موبائل فون پر کس سے بات کرتی ہیں یا کس لیے خریدا ہے پوچھتے نہیں ہوں گے ۔فون جیب میں ہوتا ہے باتھ روم میں یا رات کو لحاف اوڑھ کر بھی کر سکتی ہے،اس کا مطلب قطعا یہ نہیں اس گناہ کی مجرم صرف لڑکیاں ہی ہیں بلکہ لڑکے بھی پیچھے نہیں، چھورکا کے اکثر جوان بے دین ہوتے ہیں۔ جب سے حلیہ دینی رکھنے والے پڑھنے لکھنے والوں کی دینی سوچ دیکھی ہے ان سے بھی امیدیں کٹ گئیں ،ان سے دین اٹھانے علاقے میں بہتری لانے اقدار بلند ہونے کا کوئی سراب بھی نظر نہیں آتا ہے۔سب اپنی ملازمت کے لئے سرگردان ہے اپنی ملازمت کی راہ میں حائل صرف پابندی حلال وحرام دیکھتے ہیں اس صورت حال کو دیکھنے کے بعد اور مایوس ہوگئے ہیں۔

اس فعل منکر کو رواج دینے میں علماء کی خاموشی یا حمایت درکار تھی جوان کو مل گئی ہے؛ جس طرح جناب آغائے جعفری نے بہت سے مفسدین کو اپنی خاموش کا فائدہ پہنچایا تھا ۔ یہاں سے انہوں نے ضامن اور سید محمد طہٰ کو ایک جانتے ہوئے اس فعل فاحش میں ان کی حمایت کی خاطر خاموشی اختیار کی ہے۔

جہاں کہیں کوئی معاشرہ اس درجہ انحطاط وپستی پر پہنچا ہو، اس میں بہتری آنے اور ترقی و تمدن کی سیڑھی پر چڑھنے کی امید ختم ہوجاتی ہے وہاں انسان عوام الناس کو ان کے ناموں کا واسطہ دیتا

ہے، چنانچہ میدان کربلا میں امام حسینؑ نے لشکر عمر سعد کو ان کے ناموس کو یاد دلایا، امام حسینؑ جب مدینہ سے مکہ وعراق کے لیے نکلے تو خاندان کے بزرگوں نے آپ کو اہلبیت ساتھ لے جانے سے روکا تو آپ نے فرمایا یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی امانت ہیں مجھے ان کی حفاظت کرنی ہے یہ مجھ پر فرض ہے۔ جہاں غیرت وناموس بھی مقام کھو چکی ہو معاشرے میں سب سے زیادہ ذلیل ناموس ہو، وہاں اس کا مزید پستی وحیوانیت میں گرنا حتمی ہے۔ اف اور تف ہو یہاں کے باپ بھائی اور نام نہاد علماء پر اف اور تف ہوان نام نہاد دانشوران پر، اف اور تف ہوان پر جو دیندار نمائی کرنے والے ہیں اور نماز کی صفوں میں پہلے آکر قبضہ کرتے ہیں اور اف اور تف ہوان پر جن کو اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی حالت زارو حالت خوار کا احساس نہ ہو جو عارو ننگ اس وقت خواتین چھورکا پر گزر رہی ہے، دنیا کے کسی گوشہ وکنار والی خواتین پر نہیں گزر رہی ہے، پھر بھی یہاں کے لوگ اور علماء دعویٰ کرتے ہیں ہم مسلمان ہیں۔ حالانکہ جو عارو ننگ کی ٹوکری ان کے سر پر رکھی ہے اس کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں پائے ماندن نہ جائے رفتن۔ شوہر کے گھر میں حق نان ونفقہ سے محروم ہیں اپنے حق صداق اور عزت سے محروم ہیں، ایسی خاتون اپنے گھر واپس جائے تو وہاں سر پر ہاتھ رکھ کر خالی لوٹنا ہوتا ہے گھر پہنچنے پر بھائی ناگا پربت پہاڑ اپنے سر پر گرنے سے زیادہ سنگین محسوس کرتے ہیں اس عارو ننگ کی ٹوکری کا نام نکاح متعہ ہے۔

عقد متعہ زمان جاہلیت سے لے کر الیٰ یومنا ھذا عورت کو ہر قسم کے حقوق سے محروم کر کے اپنی جنسی خواہشات کے لئے بنایا ہے یہ لوگ اس متعہ کی خاطر قرآن میں تحریف کے قائل ہوئے ہیں۔ متعہ وہ مردود وملعون ومعیوب نکاح ہے جو مرکز تشیع عراق اور ایران میں بطور ازدواج دائمی نہیں کرتے ہیں بلکہ بطور خفیہ اور مجبوری کو بہانہ بنا کر کرتے ہیں چنانچہ جب ایران عراق جنگ میں بہت

سی جانیں لقمات اجل بنیں اوران کے نوعروس اور مردوں کی مائیں بھی بیوہ بنیں تو یہ ایک نا قابل برداشت بوجھ بن گیا۔اس جنگ میں بہت سے جوانوں کی زوجات صاحبات اولا دوغیراولا د جوانی میں بیوہ ہوگئیں جس سے عوام اور حکومت دونوں کے لئے مشکلات بنی تھی اس نئی مشکل کے حل کے لئے مرحوم آغائے رفسنجانی نے نماز جمعہ کے خطبہ میں شیعہ فقہ میں موجود اس شق کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے بھی ہم اس مشکل سے نکل سکتے ہیں تو دوسرے دن اخباروں میں آیا اس پرعمل درآمد کا آغاز آغا رفسنجانی و دیگر اراکین حکومت خود پہلے اپنی ذات سے شروع کریں۔

گویا دنیا کے گوشہ وکنارے میں موجود شیعہ کے نزدیک یہ نکاح ان کے بقول تاجروں اور دیار غیر میں پڑھائی کرنے یا کثیر سفر تاجروں کے لئے ہوتا ہے،ان کے نزدیک بھی یہ زواج ہمیشگی کے لئے مردود تھا۔شاید سکردو خاص میں متروک ہو باقی کی صورت حال کیا ہے پتہ نہیں لیکن چھورکا میں غیرت وناموس سے عاری باپ بھائی اور مولوی ضامن علی اور دیگر نکاح خوانوں کا اصرار ہے ہم یہاں ہمیشہ والے زواج بھی متعہ میں کروائیں گے۔یہاں یہ راز جاننا ضروری ہے کہ یہاں کے بے غیرت باپ، بھائی اور مولوی اس پر کیوں بضد ہیں آج سے پندرہ سال پہلے میں یہاں آیا تھا گھر کے باہر بیٹھا ہوا تھا یہ ابوجہل وفروپا اور حاجی حسن ڈورپا میرے پاس آیا کچھ دیر کے بعد کہا ایک نکاح پڑھنا ہے میری بیٹی کا حاجی حسن کے بیٹے کے ساتھ نکاح کرنا ہے میں نے کہا دو شرائط ہیں ایک یہ لڑکی لڑکے کو میرے سامنے لائیں دوسرا میں نے متعہ نہیں پڑھانا ہے تو دونوں چلے گئے حاجی رضا اور آغا علی کو اپنے سادات ہونے پر غرور ہے اور میرے متعہ کے خلاف اعتراضات پیش کرنے پر غصہ ہے۔

یہاں تک کہ حق صداق بھی گرانے پر اصرار کرتے ہیں۔یہ ان کی جہالت ہے یا خودغرضی یا پیچھے سے دار ابی سفیان والوں کی ہدایت ہے۔انہوں نے عورتوں کو تمام حقوق ازدواج سے محروم

کرنے کیلئے بدنام زمانہ نکاح متعہ کونافذ کر رکھا ہے۔نکاح متعہ وہ نکاح ہے جو حیوانات کے علاوہ بعض ملحدین و کافرین اور بعض مومنین نما انسان کرتے آئے ہیں۔ دنیا میں کفر وشرک سے وابستہ خاندان بھی اس نکاح سے نفرت کرتے ہیں دنیا بھر میں قدیم دور جاہلیت سے لے کر عصر حاضر کے دور میں بھی غیر قانونی ہے یہ ازدواج باطنیوں اوراین جی اوز کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔

نکاح متعہ کو شرعی لباس پہنا کر آزادانہ کرنے کی کاوشیں کرنے والے پر زواج متعہ کی ہدایت دینے سے سر نیچے ہو جاتا ہے،لیکن اہل چھورکا کے ضامن علی وغیرہ کی کوشش رہی ہے،اس کو بطور اعلانیہ رسماً نافذ کریں۔ابھی تک وہاں کے زانیوں نے غیرت وناموس سے عاری امثال حاجی رضاوفروپا اور آغا علی کی حمایت حاصل ہے۔وہاں غیرت دینی کے فقدان کے بعد غیرت وناموس سے بھی عاری ہونیوالے مردوں نے دنیا سے ہٹ کر اپنی ناموس سے کھیلتے ہوئے اس کو رواج دیا ہے، کیونکہ یہیں کے نام نہاد علماء، قرآن اور سنت وسیرت محمدؐ سے نا آشنا ایران سے صرف قباء وعبا لیکر آنے والوں نے عورتوں کو معقول ومشروع حق مہر اور نفقہ سے محروم کرنے کے لئے اسے انتخاب کیا ہے، یہاں تک کہ عورت جو تین وقت کا کھانا کھاتی ہیں وہ اس کو کام کرنے کے صلے میں دیتے ہیں اور وہ عورت اپنے ہی گھر میں نوکرانی کی حیثیت میں کھاتی ہے نہ کہ زوجہ کی حیثیت میں۔

ان کے عقد متعہ کی مثال سابق زمانہ میں ڈاکہ ڈالنے جیسی ہے جہاں کہیں عورت نظر آتی ہے پکڑ کر کنیز بنا کرلے جاتے تھے،ان کے لئے مہر اور نان نفقہ نہیں ہوتا تھا چہ جائیکہ ان کو ارث دے دیں،اب تو ان کے مولوی بغیر حق صداق بھی عقد کو صحیح گردانتے ہیں۔ جناب فدا حسین تھوکمو نے کہا ہے بغیر مہر بھی نکاح ہوسکتا ہے،ایک اور شیخ شگر نے کہا ختم قرآن سے بھی ہوسکتا ہے یعنی یہ لوگ اعلانیہ قرآن سے جنگ کرنے لگے ہیں،انہوں نے حق مہر حقیر اور ناچیز اور نفقہ شرعی سے غیرت

ناموس نہ رکھنے والوں نے عورتوں کو حق ارث سے بھی محروم رکھا ہے،ان سے پوچھیں کیوں متعہ میں ارث نہیں ہے تو کہتے ہیں مجتہدین نے کہا ہے،ان سے پوچھیں کیا مجتہدین حجت ہیں؟؟ سورہ نساء میں آیا ہے نبی کریم ﷺ کے بعد حجت ختم ہے تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا ہے۔قرآن کی آیات میں زوجہ کے لئے ارث رکھا ہے متعہ والی عورت زوجہ ہے یا نہیں یہاں دو میں سے ایک کو انتخاب کریں اگر زوجہ ہے تو قرآن میں زوجہ کے لئے ارث رکھا گیا ہے اگر زوجہ نہیں تو ثابت ہوگیا متعہ زنا ہے۔

ہم یہاں قرآن اور سنت محمدؐ سے دور نام نہاد علماء و دانشوران، نام نہاد مومن نماؤں سے سوال کرتے ہیں:

۱۔شرف الدین نے متعہ کی مخالفت کرکے یہاں کے دین و ایمان اور خواتین کو کس قدر ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے ہم اس حوالے سے انہیں قابل مذمت گردانتے ہیں۔

۲۔شیخ ضامن علی و دیگر علماء و دانشوران نے دنیا بھر کے علماء شیعہ سے ہٹ کر اس نکاح کو رواج دینے پر اصرار کرکے مردوں کی جانبداری اور اپنی ماں بہنوں اور بیٹیوں کا استحصال کرکے اپنے علاقے کے لیے کتنی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اسے اپنے باطل جمعے کے خطبہ میں بیان کریں۔

۳۔یہاں کے باپ بھائیوں نے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو عقد متعہ میں دے کر دیگر علاقوں کی بنسبت انھیں کونسی عزت دی ہے؟

۴۔کیا یہاں کے مردوں نے خواتین کو عقد متعہ میں لے کر بہترین زوجہ اور اولادوں کے لئے بہترین مائیں بنائی ہیں۔

۵۔دنیا بھر کی خواتین کے مقابل میں چھورکا کی خواتین کو کتنا عزت مند بنایا ہے۔

نکاح متعہ جاہلیت کی اقسام زنا کی ایک شاخ ہے،اس کے زنا ہونے میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ۔کوئی انسان بڑے قدو قامت و جسامت اور القاب عالیہ کا حامل متعہ کو زواج نہیں کہتا ہے ۔لڑکے لڑکیوں کا کالجوں، ہوسٹلوں اور گھروں میں گھس کر کیا جانے والا متعہ، چند مہینہ یا سال رہنے کو زواج کہنا نا جائز کو جائز اور حرام کو حلال کہنے کے برابر ہے ۔علامہ نجفی چاہے اس کو بزور عملی ثابت کریں یا بزور مالی ثابت کریں یہ غلط ہے اور غلط ہی ہوگا ۔آپ کی نبوغت علمی،شہرت اجتماعی اور طاقت مالی کلمہ زوج کے معنی بدل نہیں سکتی ۔کلمہ زواج اپنے تمام مشتقات میں انفکاک نا پذیر چیزوں میں استعمال ہوا ہے قرآن نے زواج کو میثاق غلیظ کہا ہے یہ گواہان صادق و عادل کے حضور میں کھلتا ہے جبکہ متعہ تنہائی میں ہوتا ہے تنہائی میں کھلتا ہے ۔

زواج کثیر مقاصد کے لئے ہوتا ہے یہ جزءوقتی مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے،کلمہ زواج میں معانقہ،معاشقہ ،وابستگی، دل بستگی، ہمیشگی الفت و محبت جدا نا پزیری یہ تمام مفاہیم پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ شریعت اسلام میں زواج ٹھوس ستونوں پر قائم و استوار ہے جس کی وجہ سے زواج قرآنی انمول مثال ہے،اس جیسے قوانین دنیا بھر کے قانون دان وضع نہیں کر سکتے ۔

یہاں کے علماء بتائیں متعہ زواج ہے تو ارث کیوں نہیں دیتے ؟ قرآن میں زوج و زوجہ کے لئے ارث آیا ہے یا اعتراف کریں زوجہ نہیں ہے تو زنا ہوگا، زواج کے لطائف و دقائق باریک بینی سے ناواقف نہیں وہ عرفی جانتے ہیں لیکن منہ میں لجام فرقہ ہے،حق کی بات نہیں کرسکتے ہیں فرقہ کی گلی سے نکلنے کا راستہ نظر نہیں آتا ہے ۔

قرآن میں زواج جن اصولوں پر قائم ہے وہ یہ ہیں:۔

زواج لغوی مراد نہیں ہے جو ہر جفت جوڑ کو کہتے ہیں، زواج عددی بھی نہیں ہے جو ایک پتھر

دوسرے پتھر پر رکھنے کو کہتے ہیں جبکہ ان کا ایک دوسرے سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا ہے یہ زواج اخروٹ وانڈا نہیں ہے یہ زواج قرآن میں موجود اصولوں پر استوار ہونا چاہیے۔

زواج بین مذکر و مؤنث ہے لہٰذا زواج بین مذکر و مذکر اور زواج بین مؤنث و مؤنث جائز نہیں ہے، زواج بین انسان وحیوان یا حیوان وانسان نہیں جو قدیم وجدید الحادی نظاموں میں چل رہا ہے۔

زواج کو قرآن میں میثاق غلیظ کہا ہے یعنی عہدو پیان، زواج ایک گاڑھا پیچیدہ عہد ہے اس کے باندھنے کے بعد آسانی سے نہیں کھلتا ہے، یہ عقد تنہا میاں بیوی کے اتفاق سے نہیں جس طرح زنا میں ہوتا ہے بلکہ اشتراک اولیاء کے علاوہ گواہان عدول کے حضور انجام پاتا ہے، اگر کوئی کھولنا چاہے گا تو وہ بھی گواہان کے حضور میں کھولے گا۔ یہ زواج ایک مبلغ معتدبہ یعنی بھاری بھرکم رقم کے مقابل میں ہوگا اس کے بعد ایک دوسرے پر بھاری بھرکم ذمہ داریاں عائد ہوں گی:

۱۔عورت شوہر کی اطاعت کرے گی ورنہ حقوق زوجیت نہیں ملے گا۔

۲۔ضروریات زندگی، رہائش، کھانا اور لباس شوہر کی ذمہ داری ہوگی۔

۳۔دونوں میں سے ایک فوت ہونے کی صورت میں ایک دوسرے کی ارث لیں گے یہ حکم قرآن ہے۔متعہ کے بارے وسائل ومستدرک میں تین چار سو روایات مقطوعہ مرسلہ خودساختہ ہونے کی وجہ سے مدافعان متعہ سر نیچے ہو کر صحیح مسلم سے متمسک ہوتے ہیں۔یہ روایات خلاف قرآن ہیں مردود ہیں فتاویٰ فقہا بغیر استناد قرآن حکم طاغوت ہے، اس کا رواج عناد وتکبر وغرور ہے۔

زواج بین محرمات نہیں چلتی ہیں جس کا ذکر قرآن کی سورہ نساء ۲۳ میں آیا ہے۔

قرآن وسنت محمدؐ میں یہ حق ایک مقتولہ عورت کی دیت کے برابر ہے۔اگر حکومت پاکستان

حق صداق ایک مقتولہ کی دیت کے برابر رکھے تو شرح طلاق بہت نیچے آ جائے گی' لیکن اس ملک کی خواتین کی بدقسمتی اور حکمرانوں کی بدنیتی ہے وہ ایسا نہیں کریں گے بلکہ بدنامی والی قرار دادیں ہی پاس کرتے رہیں گے۔ نبی کریمؐ کی زوجات اور بیٹیوں کا حق صداق ساڑھے بارہ اوقیہ سونا تھا جس کے معاول (تناسب) میں درھم و دینار دیئے جاتے تھے، اس مقدار میں ایک بندہ غلام خرید سکتا تھا۔ آج بھی ساڑے بارہ اوقیہ سونے کا معادل دینا ہوگا۔

میں نے سب سے بڑی بیٹی اپنے بھائی کے عزیز فرزند سعید کو دی ہے ان سے حق صداق میں ایک کنال زمین جس کی قیمت کا تخمینہ ساٹھ ہزار لگایا ہے لیا اور پانچ سو درہم چاندی کا سکہ موجل رکھا جو کہ تقریباً ۲ لاکھ ساٹھ ہزار بنتے تھے۔ دوسری بیٹی کا عقد علی عباس سے کیا ان سے پچاس ہزار روپے اور پانچ سو درہم چاندی موجل رکھی، تیسری بیٹی کا عقد سید روح اللہ سے کیا ان کا صداق ایک لاکھ پچاس ہزار نقد اور چار لاکھ موجل رکھا اور چوتھی بیٹی کا عقد عابد سے کیا ان کا صداق ساڑھے پانچ لاکھ رکھا ایک لاکھ نقد اور ساڑھے چار لاکھ موجل رکھا سب خود لڑکیوں کو دیا ہے جہیز میں ان کے شوہر یا کسی عزیز کو ایک جوڑا بھی نہیں دیا ہے۔

حق صداق کی جگہ کلمہ مہر کہنے پر اصرار کی وجہ کلمہ صداق کو اسلامی اصطلاح سے نکالنے کے بعد صداق کی رقم کو گرانے کے لئے آسان بنایا ہے یہ دھوکہ ہے۔ اگر حق صداق رکھیں گے اور پورا رکھیں گے تو بے جا طلاق اور ضرب وتشدد کا خاتمہ ہوگا کسی کی جرات نہیں ہوگی وہ معمولی سی باتوں پر کان پکڑ کر بیوی کو گھر سے باہر نکال دے، عورتیں بھی سنبھل جاتی ہیں جبکہ ان کے آوارہ نکلنے اور شوہر کی اطاعت سے خارج ہو جانے کی صورت میں انہیں اس خطیر رقم سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔ عورتیں سیدھی کرنے کے دو ہی نسخہ ہیں ایک دوسری بیوی کریں یا طلاق دیں قرآن نے دونوں کو کنٹرول کیا

ہے حق صداق، حق نفقہ اور حق ارث سے محروم رکھنے کی وجہ سے مائیں، بہنیں اور بیٹیاں آغا خانی این جی اوز کی گاڑیوں میں سیروتفریح کو جاتی ہیں، ان تمام برائیوں کے ذمہ دار نام نہاد علماء ہیں موازین قرآن کریم اور سنت وسیرت نبی کریمؐ سے دور ہونے کی وجہ سے اسفل سافلین تک جا پہنچے ہیں، یہاں نام نہاد حاجی اپنی بہن کو لے کر آغا خانیوں کے دفتر میں پہنچاتے ہیں۔ جب ہمارے نمک حرام ہمارے ماں کے حق خور جعفر کی بیٹی مرحوم اخوند شکور کے بیٹے کے عقد میں دیتے وقت عقد نکاح پڑھا گیا تو اس کی چھوٹی بہن نے اصرار کیا عقد دائمی پڑھیں تو ضامن علی نے میری ضد میں متعہ پڑھوایا ہے۔ یہ لوگ جاہل و نادان ہونے کی وجہ سے تنہا میرے خلاف نہیں اترے ہیں بلکہ اللہ اور رسولؐ کے خلاف بھی جنگ پر اتر آئے ہیں۔

چھورکا والوں کا خواتین کا استحصال:۔

دنیا بھر میں حقوق خواتین کے لیے آواز بلند ہونے کے دور میں چھورکا کی خواتین کا استحصال کیوں کیا جا رہا ہے؟ انسان میں مرد اور خواتین دونوں شامل ہیں تاہم اسلام آنے سے پہلے دنیا بھر میں روم، فارس، ہندوستان، چین اور جزیرۃ العرب میں مرد، عورت کو انسان نہیں سمجھتے تھے۔ اسلام آنے کے بعد قرآن کریم میں مرد اور خواتین میں برابری کا اعلان کیا گیا۔ تاہم نظام خانوادگی میں قرآن نے سرپرستی مردوں کو دی البتہ مردوں اور خواتین میں توازن قائم رکھا لیکن علاقہ بلتستان میں یہ مظالم جوں کے توں ہیں وہی نظام جاہلیت چلتا ہے، کیونکہ یہاں ستر سال پہلے ڈوگرہ راج تھا وہ خواتین کو ارث نہیں دیتے تھے یہاں نام نہاد اسلام پڑھے بغیر، عالم دین و قاضی بننے والوں نے اس نظام ڈوگرائی کو لاگو رکھا ہے۔

اس نظام فاسد کی ذمہ دار یہاں کی حکومت نہیں کیونکہ انہوں نے نہیں کہا کہ خواتین حق

ارث نہیں رکھتیں بلکہ یہاں کے علماء کی من مانی و دوغلی چالوں نے انہیں ارث سے محروم رکھا ہے وہ مردوں کی وکالت میں خواتین سے لڑتے ہیں یہ لوگ بہت ذلیل ہیں اللہ انہیں آخرت میں بھی ذلیل کرے گا کیونکہ یہ خواتین کے صداق کم کرنے یا بخشوانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی فقہ میں آیا ہے نکاح متعہ والی خواتین ارث لیتی ہیں نہ حق نان ونفقہ، اور ان کا اصرار ہے نکاح متعہ ہی ہوگا، نکاح متعہ کرنے کے بعد اس عورت کی حیثیت ایک بلی جیسی رہتی ہے جو کہ زندگی کے نان ونفقہ سے بھی محروم ہوتی ہے۔

یہاں معین صداق زانیوں کے برابر یا ان سے کمتر رکھا ہے جس کے لیے وہ سرتوڑ کوشش کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ نکاح خواں لڑکیوں کے اولیاء سے لڑتے تھے غصہ کرتے تھے، کبھی انہیں زہرا کا واسطہ دیتے تھے، کبھی اپنی داڑھی کی خاطر مہر یہ معاف کراتے تھے۔ حق صداق دینا ان کے لیے بہت ناگوار گزرتا ہے اس حوالے سے یہاں کے لوگ اتنا ذلیل و خوار مخلوق ہیں، چند سو روپے کا مصداق یا تو زفاف پر معاف کرانے پر اکڑتے ہیں یا جب حاملہ کے ہاں ولادت ہوتی ہے تو مہر معاف کراتے ہیں۔ کل حق صداق شاید ابھی تک دو تین جوڑے کے برابر ہے اس سے زیادہ نہیں۔ ہم نے ۱۴۲۰ھ سے اب تک چار بیٹیوں کو رخصت کیا ہے۔

جہاں خواتین کو اپنی تمام خواہشات کے علاوہ گھر میں مزدوری کرنے والی نوکرانی کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ہے یہ دور جاہلیت کی کنیز سے روا رکھے جانے والے سلوک سے بھی برا سلوک ہے، ان کو مظالم کا نشانہ بنانے والا تنہا ان کا شوہر نہیں بلکہ اس میں ان کے بے غیرت باپ بھائی اور نکاح خواں مولویوں کا کردار بھی رہا ہے۔ یہ سب سے پہلے مظالم کا نشانہ باپ کی طرف سے بنتی ہیں جہاں باپ پہلے جائیداد کو لڑکوں میں تقسیم کرتے ہیں یا زبانی کہہ کر اپنے لیے جہنم میں جگہ بناتے ہیں

اور کہتے ہیں لڑکیوں کا خیال رکھیں انہیں ارث نہیں دینا ہے تا کہ لڑکیاں ان سے ان کی ارث کا مطالبہ نہ کریں، خاندان وفروپا نے ماں کے حق زوجہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی کی ارث کے مالک ہوتے ہوئے ذلت میں زندگی گزاری ہے۔

یہ حقوق آیات محکمات کے ہوتے ہوئے بھی نہیں دیئے جاتے ہیں، علاقے میں نسل بہ نسل ارث خواتین روکنے کی وجہ سے عرصہ دراز سے اس علاقے کے لوگ دن رات حرام خوری، لباس حرام اور مکان حرام میں زندگی بسر کر رہے ہیں اس وجہ سے حسب فرمان امام حسین، شیطان ان پر مسلط ہو چکے ہیں ان کے گوشت، ہڈی اور خون حرام غذا سے بنے ہیں لہذا اس قسم کے وعظ و ہدایت ان پر موثر نہیں ہو رہے ہیں۔ اس بارے میں ایک فہرست ملاحظہ کریں:۔

۱۔ نام نہاد حاجی محمد رضا حاجیہ اپنے سسر کی دو بہنوں کی پوری ارث قبضہ میں لے کر خود عیش و نوش کر کے کھا رہا ہے ان کی اولاد کسمپرسی میں زندگی گزار رہی ہے۔

۲۔ حاجی علی امن پا اپنی دو بہنوں کے حق پر قبضہ کر کے حج کے بعد مسلسل لقمہ حرام کھا رہا ہے ایک تو ان کے گھر میں ملازمہ جیسی ہے دوسری فوت ہو چکی ہے اس کی اولادیں ہیں۔

۳۔ حاجی عنایت وھپہ اپنی بہن کا حق کھا رہا ہے جہنم سے پہلے اپنے پیٹ میں آگ کے گولے ڈال رہا ہے ان کی بہن کی زندگی بدحالی میں گزر رہی ہے۔

۴۔ حکیم پونگ نے اپنی پھوپی اور بہن کی جائداد پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

۵۔ خود ضامن علی اپنی بہنوں کے حق ارث پر قابض ہے۔

۶۔ ہمارے سید محمد کا اپنی تین بہنوں کے حق پر قبضہ ہے ان کی والدہ اپنے دو بیٹوں سے زیادہ جائداد کی مالک ہے کیونکہ حق زوجہ آٹھواں حصہ ہے ایک لڑکی فوت ہوئی ہے اس کا حصہ بھی ان

کو ملنا ہے ۔اس کے باوجود ان کو ماں بھاری محسوس ہوتی ہے والدہ خود کو ذلیل وخوار محسوس کرتی ہے اس ظلم واستحصال پر حیرت ہوتی ہے ۔ ہمارے سید محمد نے اپنی تین بہنوں کے علاوہ ماں کے حق پر بھی قبضہ جما کر رکھا ہے اور ان کی بیوی کا حق ارث ان کے بھائیوں نے روک رکھا ہے جبکہ ایک بھائی فوج میں ہے کتنی جائداد بنائی ہے معلوم نہیں، ان کے دو بھائی قم میں ہیں دونوں نے وہاں گھر خریدا ہے ان کی ایک بہن ہے بہت لاوارثی اور ذلت کی زندگی گزار رہی ہے ۔سکردو میں گدائی مفت خوری عمارت میں خیرات کھا رہے ہیں ۔

۷۔ ہمارے سید محمد سعید اور طاہر ان کی بھی تین بہنیں ہیں ۔

۸۔شکور ولد ابراہیم دو پھوپھیوں کی ارث پر قابض ہے ۔

۹ ۔ ہمارے ایک داماد اکبر شاہ مسجد تلاش کرنے کے لیے پنجاب کے شہروں میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں، ان کے عقد میں ہماری بھتیجی ہے وہ حق لینے کی بات سن کر روتی ہے ۔

خاندان وفروپا میری ماں کی ارث پر ساٹھ سال سے قابض ہے، عرصہ دس سال سے میرا دعویٰ کرنے کے باوجود یہاں دار ابی سفیان کے ملازم علماء ضامن علی اور رطہٰ موسوی کی پشت پناہی کی وجہ سے انہوں نے یہ حق روک کے رکھا ہے ۔

وفروپا کے چار بیٹے ہیں:۔

۱۔سلام کی دو بیٹیاں تھیں دونوں لاولد مری ہیں ان کی جائداد کہاں کس کے پاس ہے؟

۲۔غلام کے دو بیٹے ہیں حسن اور مہدی ان دونوں کے وارث موجود ہیں ۔

۳۔برکت کے بیٹے محمد علی ہیں ۔ان کے جائداد بھی نذر رھبہ اجانب ہو گئے ۔

۴۔شکور کے دو بیٹے عیسیٰ اور غلام محمد تین بیٹیاں کلثوم فضہ اور فاطمہ بی ۔

غرض مجھے نانا اور نانی کا صرف نام یاد ہے شکل یاد نہیں ہے ان دونوں کی وفات شاید ۱۹۵۰ء میں ہوئی ہوگی۔ پچاس سے اب تک ۶۶ سال زمین کی ثمر دار اور غیر ثمر دار درآمد کا اگر حساب کریں گے تو یہ کم سے کم دو کروڑ کی ہوگی جس پر وہ قابض ہیں۔ ان کے پاس اس کی سندان کی ماتمسراء، جھوٹ خانہ، بت خانہ فاسقین وفاجرین کے ورزشی خانہ ہے، ضامن علی اور مظاہر لوگوں کو رلاتے ہیں عزاداری کے لئے حلال حرام کی پابندی اٹھاتے ہیں، فرزندان عیسیٰ کو ان کی حمایت حاصل ہے تا کہ ہمارے حق کو روکنے میں ان کی مدد کریں۔

جو جائیداد حاجی شکور کو ملی ہے اس کے وارث دو بیٹے تین بیٹیاں ہیں، ان میں تقسیم ہوگی ان میں سے ایک بیٹے کا نام عیسیٰ تھا عیسیٰ اور اس کی بہن کلثوم ایک ماں سے تھے بہن ہونے کی وجہ سے وہ لوگ جائداد سے تین حصہ کے مالک بنتے ہیں جبکہ دوسرے بیٹے کی دو بہنیں ہونے کی وجہ سے چار حصے بنتے ہیں۔ اسکے علاوہ ان تینوں کی ماں کا حاجی شکور کی تمام جائداد کا آٹھواں حصہ حق زوجہ بنتا ہے، اس حساب سے ہمارا حصہ پہلے والوں سے زیادہ بنتا ہے لیکن چونکہ ہمارے ماموں مفلوک الحال تھے باقی دو عورتیں ہونے کی وجہ سے عیسیٰ کے فرزندوں نے جائداد کے دگنے حصے پر قبضہ کرنے کے بعد ڈر کر انہوں نے جائداد کو شکور کے دو بیٹوں کے قبضہ میں دیا ہے۔ میرے دعویٰ کے جواب میں کہا ہے کہ ہمارے پاس ھبہ ہے وہ اس ھبہ کو دکھاتے بھی نہیں ہیں، شیخ ضامن علی نے ان کے ھبہ کی جگہ سفید داڑھی دکھانے پر روک کر رکھا ہے۔ یہاں کے نام نہاد جھوٹے شیعہ اہل بیت والے میری ضد میں خاموش ہیں۔ میں ۱۹۶۴ء میں نجف سے آیا گھر پہنچا تو میری ماں فالج لگ کر حلیف فراش تھیں چند دن گزرنے کے بعد پتہ چلا خاندان وفروپاان کو بستر سے اٹھا کر دو تین دن رکھ کر واپس لایا ہے اس وقت سنا انہوں نے اس فالج زدہ انسان سے فائدہ اٹھا کر واپس اپنے بستر پر سلایا ہے۔ اس

وقت والد خود عمر رسیدہ کمر خمیدہ ہونے کی وجہ سے ان سے مقدمہ نہیں لڑ سکتے تھے صاحبان املاک کے علاوہ حرام خوری کی چھت ما تمسرا تھی وہ لوگ صاحبان مال و دولت اور صاحب چھتری تھے۔ اخوند حضرات اور ذاکر خود ھبہ نویس خود گواہ اور خود قاضی بنے ہوئے تھے۔ مجھے احساس ہوا یہ لوگ انہی کے حامی ہوں گے، اگر میں ان پر مقدمہ کروں تو حق ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ پتہ نہیں ماجرا کیا ہوا ہے لیکن معلوم تھا فالج کی وجہ سے حواس باختہ انسان سے لئے گئے ھبہ کی کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن ان لوگوں کا صاحب جائیداد اور صاحب فریب و دھوکہ ہونے کی وجہ سے گواہ فروش وقضاوت فروش ان کی حمایت کریں گے میرا حق ضائع ہوگا یہ سمجھ کر میں نے روزہ ذکر یا رکھا۔ انہوں نے بھی ہبہ مخدوش ہونے اور قابل تردید ہونے کی وجہ سے کسی قسم کا اظہار کرنے سے گریز کیا بہر حال میں خاموشی میں چند ہفتہ گزرنے کے بعد دوبارہ نجف واپس گیا سنہ اکہتر میں جب واپس آیا تو علاقہ چھورکاہ ہبہ ستان اور متعہ ستان بن چکا تھا اسلام و قرآن سے نابلد اور علاقائی رسم و رواج کو شریعت کے نام سے چلانے والے اخوند ذاکرین صاحبان خود ہبہ نویس، خود گواہ اور خود قاضی بنے ہوئے تھے ۔اسی طرح رات کو خلوت میں نکاح خوانی اور نعمت شوہریت سے محروم ہونے والی صاحب جائیداد خواتین کی مظلومیت و محرومیت ویسی ہی تھی ان کی تعداد کم نہیں ہوئی تھی۔

وہ اپنی شریعت نہ ماننے والوں کو چوب ارتداد سے مارتے تھے، ان کے ناجائز ہبوں، جعلی نکاحوں سے فضاء چھورکا آلودہ و بدبودار ہو چکی تھی ہمیں بھی اپنی کمیٹی میں شمولیت کی پیش کش کی تو میں نے شرط لگائی جو بھی معاہدہ لکھا جائے گا وہ ہبہ نویس، نکاح خواں اور تمام اراکین کے حضور میں ہوگا اور تنہائی والے مردود ہونگے۔ یہ شرط ان کے لئے مہنگی پڑی یا انھیں اور ان کے علاقہ مندان کو مہنگا پڑا اور وہ میری عباء و قباء اور سر پر عمامہ سے خائف تھے، الہٰذا جعلی ھبہ کی کہانی نکالنے سے وہ خائف

تھے۔حقوق ادھرادھر کرنا ایک قسم کا مقامی کھیل تھا،محلوں میں ملی بھگت کھڑ پنچوں کا دور دورہ تھا۔جس کی چند مثالیں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔میری ساس کے والد سید اکبر شاہ نے اپنی پوری جائداد اپنے داماد کو اس شرط پر دی تھی کہ وہ اس گھر میں رہیں گے کیونکہ ان کی اولاد ذکور نہیں تھی صرف ایک بیٹی اور بہن غیر عاقلہ تھی لیکن داماد اس وعدے پر قائم نہیں رہے ہیں وہ اپنے گھر کچورا چلے گئے ساس کی والدہ اور والد کی وفات کے بعد شوہر واپس آیا،ان پر تشدد کیا،دھمکی دی کہ تم بھی لکھ کر دو اگر نہیں دو گی تو تم کو گھوڑے سے باندھ کر کچورا لے جاؤں گا'ان کو ڈرا کر ان سے بھی ہبہ لیا ۔

ساس کی ایک پھوپی گونگی تھی جس کو کسی چیز کا پتہ نہیں تھا وہ بعد میں مری اوران کی کل جائداد کا ایک تہائی بہن کی وراثت میں آیا اکبر شاہ نے ان سے بھی ھبہ لیا،رہی ساس کی بہن ناگفتہ بہ توان کو اپنے بڑے بیٹے کے عقد میں لیا اوران پر بھی تشدد کرکے ان سے بھی ھبہ لیا،اوروہ بھی ان کی نمک خوار بن گئی،ان لوگوں نے میری ساس کو یہ سمجھایا یہاں کے لوگ آپ کے ایمان کوخراب نہ کریں اور ھبہ سے انکار نہ کروائیں۔اسی طرح ساس کی دو بیٹیاں اپنی ماں اور باپ دونوں کی وراثت سے بالکل محروم رہیں میری ساس کی چھوٹی بیٹی کے میرے عقد میں آنے کے بعد ساس بھی یہاں آئی چند دفعہ آنے جانے کے بعد یہاں ہی وفات پائی۔ابھی ساس کی دو بیٹیاں ہیں ان کو اپنے ماں باپ دونوں کی ارث سے ایک تنکہ بھی نہیں ملا ہے۔

یہ باتیں اپنی اہلیہ سے پوچھ کرلکھی ہیں،نہ ابھی ان سے اجازت لی ہے نہ ان سے وکالت نامہ لیا ہے نہ مجھے ان سے لڑنے کی خواہش و ہمت ہے،وہاں حاکم شرع بننے والے اور داڑھی سے دینداری وخیر خواہی دکھانے والوں کا ماجرا لکھ رہا ہوں، اب میری زوجہ اوران کی بہن اپنی ماں اورباپ دونوں کی ارث سے محروم ہیں یہ ایک نمونہ مظالم علماء ہبہ نویسان ہے۔

دوسرا خاندان میر حسین پا ہے ان کی بہن نے وفات پائی ان کے مرنے کے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اسی گواہ فروش نے اپنے گواہ کو پیش کیا۔ان کے مرنے کے بعد دو آدمی گواہ بنے، ہبہ لکھ کر ہنگامہ کر کے دس سال نام نہاد محاکم شرعی و سرکاری سے مقدمہ لڑ کر وارثان کو محروم کیا اور غیر وارثان جائداد سے لطف اندواز ہو گئے اور یہ جائیداد تین چار حصوں میں بٹ گئی۔اس سلسلہ کی ایک کڑی میری ماں کی ارث پدری و مادری ہے جس پر خاندان وفروپا اٹھاون سال سے قابض ہے جاہل از اسلام بے دین رشوت خور علماء انہیں ابلیسی چالیں سکھاتے ہیں، اس طرح رات کو اندھیرے میں ھبہ لکھنا، بغیر پوچھے نکاح پڑھنا نکاح میں متعہ اور دائمی کے چکر میں مقدمات میری وہاں آمد کے بعد علماء نے ہمیں اپنے ساتھ ملانے کی بہت کوشش کی لیکن میں نے شرط بتائی کہ ہبہ، نکاح اور طلاق سب ایک اجتماع میں کریں گے جس پر وہ آمادہ نہیں ہوئے۔لوگوں کی جائداد اور دیگر حقوق کو تلف ہوتے حتیٰ ناموس سے کھیل کو دیکھ کر میری ہمت جواب دے گئی کہ میں وفروپا سے مقدمہ لڑوں، لہٰذا میں نے کسی بھی طریقہ کے اظہار کرنے سے احتیاط کی روزہ مریم رکھا۔وہ بھی ڈر کر اس سلسلہ میں ہم سے بات نہیں کرتے تھے یہاں تک نہیں بتایا کہ آپ ہمارے رشتہ دار ہیں، یہ حاجی رضا اور ان کا بھائی مجھ سے ہر قسم کا تعاون کرنے سے گریز کرتے تھے تا کہ ارث کا ذکر نہ چھیڑیں۔

خاندان وفروپا کا تعارف نہیں چاہتا تھا کہ ان کے مکروہ چہرہ خائن کو مکشوف کروں لیکن ابھی اس کی ضرورت پڑی ہے۔میں وہاں ہبہ نویسی اور ہر جگہ گواہ بننے والوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں مقدمہ ہمیشہ کے لئے ختم نہ ہو جائے، وہ کوئی نیا ہبہ نہ بنالیں چپ رہا، وہ بھی چپ رہے یہاں تک کہ میں کراچی میں مقیم ہو گیا، ہم نے ان کی رشتہ داری کا پاس رکھا۔یہاں تک میری اہلیہ گرمیوں میں اپنی ماں کے پاس گئیں واپسی کے وقت جعفر ولد حسن نے مجھے فون کیا اپنی بیٹی اشچو کے ساتھ تعلیم کے لئے

بھیج رہا ہوں، میں نے کہا میرے لئے جوان لڑکی بغیر محرم کے سنبھالنا مشکل ہے آپ وہاں کے مدرسہ میں داخل کروائیں میں تعاون کروں گا، لیکن میری رضایت کے بغیر انہوں نے بھیجا، میں نے اپنے ساتھ نہیں رکھا کیونکہ میرے دو بیٹے جوان تھے، لہٰذا بڑے بیٹے کی بیوی کے پاس رکھا تا کہ ان کے ساتھ مدرسہ جائے کیونکہ وہ ہم سے زیادہ ان کے پاس محفوظ تھی، دو سال تک مدرسہ جاتی رہی اور پھر مدرسہ والوں کی گاڑی میں بھیجنا بند کیا تو میں نے روکا پھر اس نے اپنے ماموں کے گھر جانے کا کہا میں نے نہیں بھیجا جوان لڑکی ماموں بھی جوان ہے سفر بھی دور کا ہے میں نے اس حد تک احتیاط کی۔

وہ لڑکی باقر کی بیوی کے کہنے پر میری دونوں بیٹیوں سے بھی حسد کرنے لگی تو میں ان کو دوبارہ واپس آنے کی اجازت نہ دینے کا فیصلہ کر چکا تھا لیکن وہ مجھ سے اجازت لیے بغیر آ گئی تو میں نے گھر میں آنے سے منع کیا کیونکہ مجھے گھر سے نکالنا مشکل تھا۔ یہاں سے جعفر نے نمک حرامی و نا قدری شروع کی، جبکہ حاجی رضا نے پہلے سے ہی مجھے امریکا و سعودی کا ایجنٹ اور ان کا پیسہ کھانے والا قرار دیا تو پھر ہم نے اپنے حق ارث کا مقدمہ لڑنے کا فیصلہ کیا کہ اس سلسلے میں ان پر مقدمہ چلائیں، ان کے پاس کوئی قابل قبول ہبہ نہ ہونے کا یقین تھا لیکن وہ اپنے ہبہ کو آغا عنایت صاحب کو دکھانے کے لئے آغا علی کی سفارش پر لے گئے تھے یقیناً ان کے توسط سے آغا مبارک نے بھی دیکھا ہو گا یہ دونوں مسیح تو نہیں تھے جو نا بینا کو بینا بنا دیں، اتنی کھلی بات تو نہیں کریں گے لیکن انہوں نے ضامن علی کو دکھایا ان سے استفسار کیا تو انہوں نے کہا ہو گا یہ کسی کو دکھانا نہیں، اس کو چھپا کر رکھیں، میں اس کا بندوبست کروں گا اس کی جگہ علی آباد والوں کو اپنی داڑھی دکھائی۔ حاجی عنایت نے غلام رضا ابو جہل سے نقل کیا ہے کہ ھبہ ایک دفعہ حاجی حسن چرمن کے گھر لے گئے تھے وہاں موجود علماء نے اس کو کسی کو نہ دکھانے کی ہدایت کی تھی۔

ہم علاقہ کے ملاؤں، ھبہ نویسوں، شہادت زوروں، اقربا پرستوں اور بے دینوں کو دیکھنے کے بعد حق ملنے سے مایوس ہو گئے، ہبہ وہ بھی مفلوج الحال اور نا لائق انسان سے راز و نہاں میں نہ جانے کس طرح لکھوایا تھا، نکالنے سے دکھانے سے ڈر گئے اس طرح ساٹھ سال گزر گئے مجھے اور اپنی پھوپی کو یاد کرنے سے ڈرتے تھے تا کہ اس کا حق نہ دینا پڑ جائے ہمارے سگے ماموں پاگل تھے وہ اپنے بھائیوں کی پوری جائداد پر قبضہ سے متعلق شاکی تھے۔ ماموں کے احتضار کے موقعہ پر میں وہاں حاضر تھا ماموں نے مجھ سے کہا اپنی ماں کا حق معاف کریں میں نے دوٹوک بات کی میں معاف نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ ان اشقیا نے میرا حق ہونے کے باوجود مجھ سے کسی قسم کا تعاون نہیں کیا، علی آباد والوں کے لیے میرا وجود بوجھ بنا ہوا تھا کھڑ پنچ اور ان سے ملے ہوئے سب لوگ میرے چھور کا چھوڑنے سے خوش تھے کیونکہ میں ان کے قابو سے باہر انسان تھا۔

میرا ضامن علی اور سید طٰہٰ و مظاہر حسین کو نشانہ بنانے کا مقصد یہ نہیں کہ انہوں نے خاندان وقرباء سے میرے حق مادری کو نکال کر دینے میں میری مدد نہیں کی اگر یہ لوگ وہاں نہیں جاتے تو وہ میرا حق ضرور دیتے، ایسا نہیں ہے اگر کوئی ایسا سوچتا ہے تو وہ پاگل ہے، اس خاندان کے ابوجہل اور ان سے پھیلنے والی نسل اور ان کے برادرزادگان اتنے فاسد، فسق، شقی لوگ ہیں کہ وہ شرم و حیاء ذرہ برابر نہیں رکھتے، وہ کھلے عام لب نہر روزہ توڑنے والے ہیں، ان کی تمام کمائی دھوکہ فریب سے حاصل شدہ اور نذورات ہیں۔ ان کی رگوں میں خون و گوشت لقمہ حرام سے بنے ہیں، مجھے وہ ایمان باللہ و الیوم آخرت رکھنے والے نہیں لگتے، وہ عمر بھر مذاہب فاسدہ کے عقائد فاسدہ پر پرورش وتربیت پانے والے ہیں مجھے ان پر غصہ اس وجہ سے ہے کہ وہ بالکل واضح ومحکم آیات قرآن پر عمل کیوں نہیں کرتے ،حلال وحرام میں تمیز کیوں نہیں کرتے ؟ شاید اس پورے عرصہ میں انہوں نے بہت جرائم شرعی

کاارتکاب کیا ہو یہ اہل چھورکاوالوں کے لئے موزوں ہے لیکن جب انہوں نے قرآن وسنت کے مخالف چلنا ہے تو پھر کیوں ائمہ سے اپنا انتساب کرتے ہیں۔

حاجی محمد رضا:۔

میری اوردو بھائیوں کی ارث مادری روکنے میں خاندان وفروپا کے لئے دین وایمان چھوڑ کر سینہ تان کران کے ساتھ کھڑے ہونے والے اور بنیادی کردارادا کرنے والوں میں سے ایک حاجی محمد رضا ولد حاجی نذر ہے۔ یہ شخص بھی ایک تارک صلاۃ مرثیہ خوان بڑی جائیداد کا مالک ہے،ایک ان کے والد کی اور دوسری چچازاد بھائی کی بیٹی ان کے عقد میں ہے اس وجہ سے دونوں جائیدادیں جمع ہوئی ہیں۔

چچا کی دو بیٹیاں تھیں، دونوں سے ان کے سسر نے ایک چادر دے کر ھبہ لیا ہے،ایک ہمارے ماموں کے عقد میں تھی اس طرح یہ بھی دومظلومہ کی جائداد کا غاصب ہے اس لئے شقاوت و قساوت میں یہ خاندان وفروپا کے بھائی ہیں۔ھبہ بغیر گواہ کے کیا تھالہٰذا وہ ھبہ قابل پیش نہیں تھا، ھبہ میں گواہ کی جگہ تین حاجیوں کو پیش کیا ان میں سے ایک حاجی ہی نہیں تھا۔ پہلے مرحلے میں آغا علی کے توسط سے آغا عنایت سے استغاثہ لے کر گئے تھے اللہ جانتا ہے وہاں کیا بات ہوئی ہوگی اس کا ہمیں علم نہیں، آغا عنایت صاحب ''العھدہ علی الراوی'' کہہ کر یا زبان حال کہہ کر لوگوں کو رلانے والے ذاکر ہیں نیز ان کے نزدیک اعلی مقاصد کے لئے جھوٹ بولنا جائز تھا۔وہ پہلے ہی کہتے ہیں دونوں طرف لکھ کر دیں۔ یہاں انہوں نے اپنی بات نہیں کی، وہ لوگ تو آمادہ ہوتے تھے لیکن آغا صاحب کو میرا پتہ تھا اس لیے دخل اندازی سے گریز کیا ہوگا۔میرا حق روکنے میں بڑا کردار دکھانے والا حاجی محمد رضا، حاجی شکور، حاجی ضامن علی ہے۔حاجی شکور ہے جس نے اپنی چچازاد کی بیٹی کو اپنے

عقد میں رکھ کر عمر بھر رسوم شوہریت سے محروم کیا جس کے نتیجے میں اس لڑکی نے اپنی بہن جو ایک قسم کا لوتھڑا تھی، اس کو علاقے کے ایک فاسق و فاجر زانی کے عقد میں دیا اور اپنا حق بھی بخشا، اس طرح حقوق پامال کرنے میں یہاں کے بے دین کھڑ پنچ اور نام نہاد علماء ایک ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

میری عمر اس وقت ۸۱ سال بحساب ہجری اور ۷۸ سال بحساب میلادی ہو چکی ہے، بغیر کسی قسم کے کرب و اضطراب، طمع و لالچ یا جذبہ انتقام یا احساس حقارت و محرومیت کے لقاء اللہ کے نزدیک ہو رہا ہوں، اہل بیت کے نام اہل بیت پر معاشرتی حصار کے باوجود کمال اطمینان و سکون قلبی کے ساتھ ہر آئے دن اپنی آخری عمر کا حساب کرتا ہوں۔ خاندان وفروپا میرا حق دے دیں یا نہ دیں دونوں صورتوں میں میرے لئے فرق نہیں پڑتا، میرے وارثین کو ملے یا نہ ملے فرق نہیں ہوگا۔ یہاں دین اسلام کی جگہ مذہب غرابیہ ہے، قرآن کی جگہ کفریات و شرکیات بوا شاہ عباس چلتے رہینگے، مساجد گرا کر ضراریہ بنتے رہیں گے یہاں لوگ مسلمان نہیں ہونگے جب تک حاجی شکور اور حاجی محمد رضا جیسے حج فروش یہاں ہونگے۔ علی آباد والے منافقین سے گٹھ جوڑ ہونگے، جب تک ضامن اور رطہ قصر ابی سفیان کی نگرانی میں ہونگے، جب تک حاجی رضا، جعفر، بشیر، نبی، عباس اور انکی اولاد ہوگی مجھے کچھ نہیں ملے گا، اس نا امیدی کے باوجود اس کتاب میں ان کی نحوست پر روشنی ڈالنے کا مقصد یہ ہے کہ آئندہ دور میں خاندان وفروپا ایک بے دین فاسد اور حرام خور خاندان کے طور پر متعارف ہو جائے۔ اور آئندہ یہاں کے لوگ اپنی بیٹیوں بہنوں اور ماؤں کے ارث روکنے سے باز آجائیں۔

علماء و دانشوران سے توقعات:۔

ہم بار بار لکھتے آئے ہیں ''نام نہاد علماء نام نہاد دانشوران'' اس جملہ کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے، نہاد یعنی رکھنے کو کہتے ہیں یعنی صفت کے فاقد ہوتے ہوئے اس صفت سے اس کو یاد

کرنا یعنی علم دین کا فاقد والوں کو عالم دین کہنا جیسا کہ نابینا کو ابو بصیر کہنا جیسا ہے، یعنی ان کو علماء کہنا غلط ہے میرا مقصود یہ نہیں ہے علم صرف نحو و اصول فقہ، دم و درود، کاغذ جلا کر دھواں، ناک میں ڈالنے، ممبر پر اساطیر اولین، افسانہ الف و لیل بولنے والے کیلئے وہ عالم ہیں۔ علماء جمع عالم اسم فاعل ہے علم جاننے والے کو کہتے ہیں چاہے آرٹس پڑھنے والے ہو یا سائنس یا صرف و نحو ہو، علم چاہے دنیوی ہو یا دینی ہو، جاننے والے کو عالم کہتے ہیں یہ اصطلاح شرعی نہیں ہے کہ مخصوص دین سے متعلق جاننے والوں کے لئے کہا جائے۔

یہ لوگ علما ہیں پڑھے، لکھے، دانشمند دانشور رہیں یہ نام نہاد نہیں ہیں، لیکن میرا مقصد یہ ہے یہاں جب کسی کو علماء کہتے ہیں تو فوراً متبارذ ذہن میں آتا ہے یہ اسلام کو جانتے ہیں اسلام سے متعلق مسائل ان سے پوچھیں، میرا کہنا ہے یہ تصور غلط ہے ان میں سے کسی نے بھی اسلام سے متعلق درس نہیں لیا ہے کیونکہ پاکستان کے مدارس سے لے کر حوزات تک کسی مدرسے میں اسلام کے متعلق کوئی نصاب نہیں ہے۔ حضرات بقول ان کے مقدمات سیوطی اصول فقہ پڑھتے ہیں، الغرض میرا یہ کہنا ہے کہ ان کی درسگاہوں میں اسلام بطور نصاب نہیں پڑھتے ہیں۔ بلکہ مدارس اور حوزات میں نصاب سے ہٹ کر کوئی علم حتی تفسیر قرآن پڑھانا جرم قابل تادیب ہے حتی کہ امتحانی نمبر کاٹنے کی، فیل کرنے کی دھمکی بھی دی جاتی ہے پہلے مرحلے میں واضح کرتا ہوں اگر میں نے غلط بیانی کی ہے تو میرے منہ پر ماریں۔ نصاب اس کو کہتے ہیں جہاں سال اول یہ کتاب پڑھتے ہیں سال دوم یہ، سوم یا چہارم، پنجم، ششم میں ''یہ کتاب اسلام کا نصاب ہے'' اس طرح سے کہیں بھی نہیں ہے۔

اگر انہوں نے از خود کوشش کر کے پڑھا ہے تو اسلام سے متعلق کسی بھی موضوع پر کچھ صفحات لکھیں چند گھنٹے درس دیں سی ڈی بھیجیں یا چالیس پچاس صفحات لکھ کر بھیجیں، ہمیں کسی بھی عالم

یا دانشور سے اختلاف نہیں سوائے وہ دانشور جو اسلام کو پڑھے بغیر اسلام میں مداخلت کرتے ہیں، نظریہ دیتے ہیں، چنانچہ ڈاکٹر حسن خان کو یہ مرض لاحق ہے وہ ایک طرف سے ناسخ شریعت والوں کے داعی و مروج بھی ہیں دوسری طرف سے این جی اوز کے ملازم بنے ہیں پھر بھی اسلام کی تفسیر بھی کرتے ہیں۔

نہ سمجھیں کہ شرف الدین ضد علماء ہے، ہم ہر علماء کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ضد دانشوران بھی نہیں ہوں میں صرف ان علماء کا مخالف ہوں جو عوام کے نزدیک کتنے ہی محترم و موقر کیوں نہ ہوں ،میرے منظور وہ ذوات وشخصیات ہیں جو اسلام کو پڑھے بغیر اپنا تعارف علماء اسلام سے کرتے ہیں یہ ایک دھوکہ اور تدلیس ہے قابل مذمت ہے، دوسرا وہ علماء ہیں جو اس دین کو پڑھتے ہیں لیکن اپنا عمل ہمیشہ دین کے خلاف کیا ہے، یہاں کے علماء زیادہ تر پہلی نوعیت کے ہیں کہ انہوں نے دین کو پڑھا ہی نہیں اس سلسلہ میں ماسٹر فصل وغلام حسن فدائیان آرٹس کی پڑھائی والے یکساں ہیں، ان کی مثال ان پڑھ سیدوں کے سیاہ عمامہ جیسی ہے، لہٰذا وہ جو کچھ منابر سے چھوڑتا ہے وہ سب کچرا ہے، اس کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ بعض اوقات ضد دین ہے۔ ان میں اور دیگران میں ذرا برابر فرق نہیں۔قصر سفیانی میں مورچہ بنانے والوں نے عالم کے نام سے اٹھا کر رکھا ہے۔ میں اس دانشور کا بھی مخالف ہوں جو خود کو دانشور پیش کرتے ہیں اور عقائد فاسد خرافی رکھتے ہیں نیز ہر دانشور کے بھی مخالف نہیں میں صرف ان دانشوروں کے خلاف ہوں جو اپنی دانش کو اسلام کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ جب تک یہاں سے قصر سفیانی والوں کا انخلا نہیں ہوگا یہاں دین کی نمی بھی زمین پر نہیں آ سکتی ہے۔

علماء و دانشوران دونوں قرآن اور سیرت محمدؐ کے بارے میں جہل مرکب ہیں' ان دانشوران

کوشرم نہیں آتی ہے، انھیں اگر بے دین کہیں تو غلط نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے قرآن اور سنت و سیرت کو پڑھا ہی نہیں ۔ جس طرح ایک شخص کے عزیز کے مرنے پر ان سے پوچھتے ہیں انہیں کیا تکلیف تھی، وہ چاہے عندالناس معیوب ہی کیوں نہ ہو، کہنا پڑتا ہے مثلاً ان کے مثانے میں ورم تھا۔ ایک شخص ایک عرصے سے دعویٰ کررہا ہے کہ وہ عالم دین ہے، یہاں لوگ ہر آئے دن پہلے سے زیادہ بے دین ہوتے جاتے ہیں تو سوال ہوتا ہے یہاں کے عالم دین کیا کرر ہے ہیں؟ کیا وہ ان کو دین نہیں بتاتے ہیں؟ اگر حقیقی جواب بتانا ہو تو یہ کہنے میں قباحت نہیں بلکہ یہ کہنا عین امانت داری ہے کہ ان کو خود نہیں آتا ہے ۔ اگر یہ حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو دیکھیں ان کے مذہب میں تعلیم نسواں کے لئے بالغہ لڑکی مرد استاد کے ساتھ بند کمرے میں رہنا جائز و لازمی وضروری ہے ۔ عزاداری امام حسین کے لئے ارتکاب محرمات میں اشکال نہیں ہے؟ یا تو ان سے پوچھیں آپ نے عقائد اسلام، تاریخ اسلام، قرآن، نبوت و رسالت اور معاد کے بارے میں کونسی کتاب پڑھی ہے؟ کونسی کتاب کا مطالعہ کیا ہے؟ ان سے کہا جائے آپ ہفتہ وار درس دیں کیوں نہیں دیتے؟ اگر دینا شروع کریں پتہ چلے گا کہ گزشتہ دور کی مجالس کے علاوہ کچھ نہیں بول سکتے ۔

اگر کوئی شخص عقائد و تاریخ و احکام اسلام کا اپنی طرف سے مطالعہ کرتا ہے اصل دین پر بطور اجمال ایمان رکھتا ہے تو اس کا ایمان علاقے کے سرمایہ دار کھڑ پنچوں سے سالم رہنا مشکل ہے خاص کر وہ افراد اگر اچھے کھانے، اچھے لباس اور اچھے گھر کے خواہشمند ہوں، ان کی صراط مستقیم پر استقامت ناممکن انحراف حتمی ہے ۔ یہ لوگ ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں ان کا لفافہ یا گھر میں دعوت چاہے معمولی ہو، سم قاتل ہوتی ہے ۔ ہر جگہ ایسا ہی ہے کراچی و لاہور زیادہ خطرناک ہیں اسماعیلیوں کے دین شکار، گھروں میں نقاب نفاق پہن کر داخل ہوتے ہیں ۔ چونکہ چھور کا کے مذہب کے بارے میں لکھ رہا

ہوں تو ضروری تھا یہاں کے علماء کے بارے میں بھی لکھ دوں، موضع چھورکا میں موجود علماء غرض و غایت اسلام سے جاہل ہیں انہوں نے صرف ونحو، اصول فقہ پڑھا ہے۔ان کا اسلام عام لوگوں کی سنی ہوئی باتوں کی تکرار ہے۔اسلام سے انجان ہوتے ہوئے دعویٰ عالم دین کرنا بہت بڑا جرم تھا، یہ دین جو ہم نے اٹھایا تو وہ ہم سے چند ان ہزار کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہوتے ہوئے بھی ہم سے ڈر گئے کہ کہیں ان کے تقاریر، ملفوظات یہاں تک نہ پہنچیں، ان کی کتابیں چھورکا کے کسی دانشور کے ہاتھ نہ لگ جائیں ڈر کے لڑکوں کو کراچی بھیجنے سے منع کیا، ہماری کتابیں ضال و گمراہ قرار دیں، کتابیں وہاں ارسال کرنے سے منع کیا، ان کے نگران اعلیٰ نے کہا ان کی کتابیں فساد پھیلاتی ہیں۔حالانکہ میں ان کے لیے مزاحم نہیں تھا، میں نے ضامن علی کو وعدہ دیا تھا آپ سے بھرپور تعاون کرونگا، طٰہٰ سے بھی یہی کہا تھا سید محمد سعید کو بھی کہا تھا لیکن تینوں کو ناسخین شریعت کی طرف کرپشن والی مساجد مدارس ضرار کے ٹھیکیدار ملے تو انہوں نے ہماری پیشکش کو مسترد کیا ہے۔

ہم نے ان سے کہا آپ اچھے طریقے سے پڑھیں میں آپ سے تعاون کروں گا، میں نے ان دونوں کے نام کتاب ''مجاھد اعظم'' بھیجی تو ملنے کی اطلاع تک نہیں دی بلکہ پیغام بھیجا آئندہ ایسی کتابیں نہ بھیجیں۔لوگوں سے کہا ان کی کتابیں یہاں کے نوجوانوں کے عقائد خراب کرتی ہیں یہاں ان کتابوں کی ضرورت نہیں۔حالانکہ یہ کتاب میری تالیف نہیں تھی بلکہ جنگ عالمی اول اور دوم کے درمیان ہندوستان کے ایک عالم دین نے شیعہ مذہب میں موجود خرافات کی نشاندھی کی تھی مولانا محمد حسین سرگودھا کو اس کی تلاش تھی۔آغا خانیوں نے یہاں پہلے ہی دن سے میرے خلاف بغیر کسی وجہ کے میرے عقائد و نظریات کو انتہائی غلاظت بھرے انداز میں نشانہ بنا کر رکھا تھا۔یہ صرف چھورکا کے اسلام سے جاہل علماء ہی نہیں بلکہ مدعیان دانشوری دانشمندی ماسٹر نثار، سید حسین رضوی کی آنکھوں

میں تیر بنی تھی۔

میں ضامن کو اپنے بیٹے محمد باقر اور سعید کے برابر سمجھتا تھا نیز میں نے ارادہ کیا تھا ان دونوں کو بلتستان مستقل طور پر نہیں بھیجنا کہ ان کے مزاحم نہیں ہونا چاہیے، میں ان کے لئے مشفق ومہربان باپ کی طرح تھا میرا وہاں کسی دن جانے کا ارادہ نہیں تھا، لیکن چونکہ وہ اسلام کو پڑھے نہیں تھے وہ صرف لوگوں سے سنی باتیں پڑھتے تھے، انہیں عقائد و تاریخ اسلام میں سے صحیح وغلط کی تمیز پہلے سے ہی نہیں تھی، ان کی تقاریر کے ماخذ و منابع عقائد ہنود و مسیحی ومجوسی و تناسخی اور غالیوں کی خود ساختہ روایات ہی تھیں۔

یہ عقائد پہلے سے یہاں کے عوام میں رسوخ پائے ہوئے تھے، لہٰذا انہیں کتاب خریدنے یا پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں آتی تھی ان کو ہم سے اختلاف ان کے عقائد فاسدہ و روایات باطلہ کی ممانعت کی وجہ سے تھا، ضامن علی کا اصرار تھا جو پہلے سے چل رہا ہے اس کو جاری رکھنا ہے۔ اس کے اور شواہد بھی ہیں وہ جن دنوں میں میری کتابوں کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے ہر مجلس میں سید محمد طٰہ کی طول عمر اور سرپرستی کے لئے دعا کرتے تھے۔ میں ان کو عالم بنانے اور انہیں ہر قسم کے تعاون کے یقین دلانے والا ان کی آنکھ میں تیر سہ شعبہ بنے ہوئے تھے۔ سید محمد طٰہ خود ان کے مقابل میں ایمان و عمل دونوں میں ان سے کمتر تھے وہ ان کے لئے آقا و سرور بنے ہوئے تھے۔ اہل عقل کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے یہاں سے چھٹی حس کہتی ہے 'ہمارے عقائد و نظریات کی مخالفت اور سید محمد طٰہ کی سروری و قیادت کو اٹھانا دونوں دارابی سفیان میں مقیمین ان دونوں کے سرپرست کر رہے ہیں اور ضامن کو خاص طور پر کہا گیا ہے ان کو اوپر دکھائیں کیونکہ وہ علم اور اعمال دونوں میں نابالغ ہیں۔

قم سے آنے والے اور یہاں موجود دونوں کا اسلام ناشناسی میں یکساں ہونے میں جائے

شک نہیں ہے، لیکن ان سے دین کی توقع رکھنا بے جا ہے کیونکہ انہوں نے دین کو پڑھا ہی نہیں ہے، نہ یہ ان کے خطور وعزائم قریب و بعید میں تھا۔اپنی سابقہ حالت اور بے علمی نے ان کو خوف زدہ کیا، چنانچہ طٰہٰ کے ساتھ ایسا ہی ہوا جب ان کو اس راستے پر مجھ سے ہزاروں سے زائد کلومیٹر کے فاصلے پر ہوتے ہوئے خواب میں مجھے دیکھ کر پریشان ہو گئے۔تنہا وہ نہیں بلکہ ان کے بعد نثار حسین بھی ایسا خواب دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے کہ شرف الدین یہاں آئے گا، اگر ان کا اس راہ پر آنے کا مقصد عیش ونوش دنیوی نہ ہوتا تو ہم سے ہزاروں میل دور سے ڈرنے کی کیا منطق بنی؟ جبکہ میں نے دس پندرہ سال سے اس طرف رخ کرنا چھوڑا ہوا ہے عباء وعمامہ اتارا ہوا ہے۔میں نے یہاں سے نجات و خلاصی کے لئے بالا منبر سے دعا کی تھی، اب کوئی سوچ سکتا ہے کہ میں وہاں جاؤں گا؟ فرض کریں ہمارے اور آپ کے درمیان اختلاف عزاداری امام حسین کی غلط روایات تھیں ان کے پڑھنے سے مجھے کیا ملتا ہے۔

یہ حضرات بقول ڈاکٹر حسن خان ایک اچھی درآمد سمجھ کر مدارس وحوزات میں گئے ہیں' یہاں نا لائق فیل کم فہم کونگا انسانوں کے بھی اچھی زندگی ہوتی ہے۔اگر ان کے اندر دین کی رگ ہوتی تو مسجد بنانے کے لئے پیش کردہ لاکھوں روپے کی رقوم نہ لیتے کہہ دیتے اس مسجد کو گرانے کی کوئی منطق و جواز نہیں بنتا ہے، یہاں مدرسہ بنا کر کون پڑھائے گا؟ ہم جیسے اسلام کے لئے نقصان دہ مولوی ہی نکلیں گے مصیبت زیادہ ہو جائے گی۔لیکن ایک عرصے سے مولویوں کے ذہن میں یہ سوچ آئی ہے جب تک ہم اپنی معیشت میں خود کفیل نہیں ہونگے ہم عوام کو دین کی طرف دعوت دے ہی نہیں سکتے ہیں چنانچہ مناظر ومجادل بالمسلمین جناب فخر الدین بہت انہماک سے اس میں کودے، اہل چھورکا سے انہوں نے سفیدا وغیرہ کے درختوں کا پودا لے کر ہشوپا میں باغ لگایا اور اچھی خاصی درآمد ہوئی لیکن

ان کی طرف سے سوائے فساد پھیلانے اور رلانے کے کوئی تبدیلی دیکھنے میں نہیں آئی ہے۔

عالم کو کون فاسد کرتا ہے؟ اس کا جواب آسان نہیں غور طلب ہے۔ اہل تحقیق و تجربہ والوں کا کہنا ہے اسلام سے نبرد آزما جنگ بلاحد نہ وقفہ لڑنے والی باطنیہ معزالدین کے منصوبہ پر عمل پیرا ہے، ان کے ساتھ اسلام و مسلمین سے لڑنے والوں کے لئے تمام سہولتیں بمعہ ماہانہ حاصل ہیں، اسلام کے نام سے ان سے مزاحمت کرنے والوں کے لئے روزگار تنگ تہمت و افتراء آخر میں علاقہ بدری ان کا مقدر ہے۔ ان کا سلسلہ ابی الخطاب اور میمون دیصانی سے ملتا ہے، جو دعوتیں اور خمس کے لفافے دیتے ہیں۔ اس وقت عالم دین وڈیرے کو اپنے دین میں شریک کرتے ہیں ان کے اشارے پر چلتے ہیں۔ پہلے مرحلے میں کوشش کریں گے کسی جاہل و بے دین اور دنیا پرست و اقتدار پرست اور شکم پرست مولوی کو لائیں۔ تا کہ کسی قسم کی مزاحمت پیش نہ آئے اکثر و بیشتر ایسا ہی ہوتا ہے ایسے علماء کے پیچھے باطنیہ ہوتے ہیں، وڈیرے ان کا بندوبست کرتے ہیں۔ چنانچہ ان مدارس میں قرآن وسنت محمدؐ تاریخ اسلام اور عقائد اسلام کو نصاب میں ہی نہیں رکھتے ہیں، دین کے نام سے عربی یا فارسی زبان سیکھتے ہیں پچاس سال گزر جائیں گے لیکن مدرسہ میں یسرنا القرآن دینیات سے آگے نہیں بڑھیں گے، چنانچہ پورے علاقہ کے مدارس میں بطور عیاں دیکھ سکتے ہیں۔

یہاں کے دانشوران کا سلسلہ بوا شاہ عباس، بوا منصور، ماسٹر موسیٰ، غلام حسن اور ماسٹر فضل سے ہوتا ہوا فدائیان اور یوسفیان کی دین نما پڑھائی کے بعد پولیس میں نوکریوں کی تلاش، نوکریاں رشوت سے خریدنے کی کاوش اور خاص طور پر امور دین میں بے ہودہ نامعقول و نامشروع لبیک یا حسین کہتے ہوئے کسی مسلمان کو ہراسان کرنا دھمکی دینا ان کا دین بنا ہے، اگر کہیں یہ غلط ہے تو اس کی چھٹی کریں گے اور بعض علماء کی بستہ برداری اور ان کی نماز و داڑھی کا حشر ہم نے دیکھا ہے۔ لبیک یا

حسین کہہ کرگلاب پور میں لشکر ابرہہ بن کر جانا، بہتے ہوئے نالے کے پانی پر قبضہ، چراگاہوں پر جابرانہ و ظالمانہ قبضہ دیندار ماسٹر غلام مہدی کا اعلان سب نے سنا ہے، اہل سکورا کو بے دینوں پر سبقت لیتے دیکھا ہے، ہم نے انکی مذہبی غیرت کا حشر بھی دیکھا ہے۔ پاکستان میں بنائی جانے والی مساجد ضرار کا ایک مظہر ملک ریاض کی بنائی گئی مساجد ہیں۔

ہم نے ان تیس پینتیس سالوں میں یہاں کے نام نہاد پڑھ لکھے افراد سے چھورکا کے تعلیمی یا ترقیاتی مسائل پر کوئی کانفرنس، سیمینار یا مشاورتی اجلاس رکھا ہو نہیں دیکھا، ہاں ان کو دین کا مسخرہ کرنے یا خرافاتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے سنا ہے۔

دانشوران نے جو علم علاقہ کی ترقی اور تمدن کے لئے پڑھا تھا اس میں خیانت اور بدنیتی کرنے کی وجہ سے وہ بھی ذلیل و خوار ہو گئے' مزید اور ذلیل ہو نگے۔ اب ان کے بعد ان کے باری ہے اب ان کی ڈگریاں کمر درد کیلئے تعویذ کی جگہ باندھنے کے علاوہ کوئی کارآمد نہیں رہی ہیں۔ لہٰذا اب وہ مساجد و مدارس ضرار بنانے والے مولویوں کے سیکرٹری یا ٹھیکیدار بن رہے ہیں۔ عمر بھر دین اور مولویوں کا مسخرہ کرنے والے اب صف اول میں نفل پڑھتے اذان اقامت پڑھتے دیکھیں گے، ان کے بدترین چہرہ حاجی حیدر کی مسجد ضرار ہے جس کا کبھی دین سے کوئی رشتہ نہیں تھا تو اب دانشور کیوں بنتے ہو۔ جو بھی شخص اللہ کے بتائے گئے راستے سے بغاوت کر کے نکلے گا اللہ اس کو ضرور ذلیل و رسوا کرے گا اس دن کا انتظار کریں۔

پاکستان میں کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے شرف الدین نے کسی کو بھی نہیں چھوڑا حتی اپنے دوستوں کو بھی دشمن بنایا ہے، جیسے فدا علی تھوکمو کو یہ اعتراض ہے کو یا ان کے نزدیک دین سوائے سماجی کاموں کے اور کچھ نہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں دوستی کی نقطہ التقاء ہوتی ہے، آپ لوگوں کے لئے نقطہ التقاء بنا

تھا جب دین میں زندگی نہیں دیکھی تو پولیس والا بننے کی خواہش آئی وہاں گئے وہاں بات نہیں بنی تو این جی اوز میں گئے جب ان سے زیادہ دھاندلی والی زندگی دیکھا تو وحدت مسلمین کے توسط سے تحریک انصاف میں گیا، آپ کا نقاط التقاء لفظ مفادات ہے۔ میں نے کبھی بھی مفادات کو نقطہ التقاء نہیں بنایا آپ لوگوں کو ایسے عالم دین چاہیے جو آپ کی تمام شرکیات وکفریات پر امضاء کریں، قرآن کریم میں نقطہ التقاء شریعت اسلام ہے، قرآن میں باپ بیٹا والدین اور صلہ ارحام ہے۔ صلہ ارحام میں، والدین میں قرآن نہیں ہے۔ میرا دوست وہ ہے جو اللہ کا دوست ہے میرا نقط التقاء اللہ ہے، بتاؤ کوئی مرد مومن جس کا ہدف اسلام کا بول بالا رہا ہو؟

قرآن اور سنت و سیرت محمدؐ سے اجنبی اسلام کے اصول وفروع اور تاریخ سے جاہل، دیندار دکھانیوالے کہتے ہیں ہماری کتب کو دیکھ کر نیند نہیں آتی ہے، کہتے ہیں ہم علماء سے پوچھ کے کرتے ہیں اگر علماء کی من وعن تقلید ہی کرنی ہے تو میری ارث مادری نہ دینے پر غصہ نہیں علی آباد والے میرے کھیتوں کا پانی بند کر کے آگ لگا دیں یا غصہ میں لات ماریں میں پھر بھی حق اور سچ بات کرونگا۔ میں مفتی نہیں فتاویٰ نہیں دیتا ہوں، میں اللہ اور رسول کا حکم بیان کر رہا ہوں امر بالمعروف ونہی از منکر کر رہا ہوں۔ احکام قرآن میں ضامن علی اور سید محمد طہٰ، مظاہر اور میرے عزیز داماد سید محمد سعید اور جناب نثار حسین اور باقر سب قرآن اور سیرت وسنت محمدؐ پڑھے بغیر حاکم شرع بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جو بھی مسجد ضرار بنائے ہیں یا اس کا امام بنے ہیں یا ماسوخ بنے ہیں وہ ان آئمہ میں سے ہوگا جو عوام کو جہنم کی طرف دھکیلنے والا ہوگا، جہاں اگر جانا چاہیں تو جائیں۔

پہلے کیونکہ علماء کی گزراوقات مشکل سے ہوتی تھی اب تو رشوت اور کرپشن کرنے والے افسران بھی کہتے ہیں ایک بچہ عالم دین ہونا چاہیے کیونکہ علماء دونوں ہاتھوں سے کھاتے ہیں، ایک

ہاتھ سے خمس وزکوٰۃ ونذورات اور دوسرے ہاتھ سے مساجد ضرار، ماتمسرا ضرار، مدرسہ ضرار سے اچھی خاصی آمدنی ہوتی ہے میری کتابیں روکنے والے علماء کو کتنی پذیرائی ہوئی ہے وہ بھی معلوم ہے۔ چنانچہ سید محمد اور عباس کا اس شعبے میں آنا اس چمک ودمک عیش ونوش کی کشش ہے۔

علماء رضائے اللہ کو چھوڑ کر کھڑ پنچوں اور عوام کی خواہشات پر پورا اترنے کی وجہ سے اللہ سبحانہ کی نظروں سے گر گئے ہیں، اب علماء کے بارے میں وہ الٹا کہتے ہیں ان کی نظر زمین پر نہیں پڑتی ہے وہ مدارس وحوزات اور ہوسٹلوں میں عمر گزارنے والے دین بتانے کے لئے آمادہ نہیں اب مدرسہ بنا کر سکول چلانے والوں کو دیتے ہیں۔

علماء اور میرے علم میں موازانہ:۔

میرا دعویٰ یا تصور قطعاً یہ نہیں ہے کہ میں ان سے زیادہ پڑھا ہوں یا ان سے میرا علم زیادہ ہے، اپنی کند ذھن نالائقی ونااہلی کو سامنے رکھ کر کبھی دعویٰ علمی اعلیت غرور علمی میرے اندر نہیں آئی۔ اس وجہ سے کراچی کے مدارس کے اساتید کی یہ تحقیق ہے کہ میرے داماد اور بیٹے حتی لڑکیوں کا علم ہم سے زیادہ ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ سید محمد طٰہٰ کی کھل کر میری مخالفت پر اترنے اہانت وجسارت کرنے کی وجہ یہی وجہ ہوگی کہ اس نے اپنے استاد غرابی، سباب خلفاء سے سنا ہوگا یا استاد نے ان کو سمجھایا ہوگا۔ چند کتاب چھاپنے والے سے ڈرنا نہیں، انہیں صرف ونحو کی بو بھی نہیں آتی ڈٹ کر مقابلہ کرو، ہم تمہاری پشت پر ہیں چنانچہ ان دونوں کو جامع کوثر مہدیہ میں بہت مقام ملا تھا، میں خود بھی اعتراف کرتا ہوں کہ میرا علم کم ہی ہے، ان کی خوش قسمتی ہے شیخ سلیم، شیخ فدا حسین تھوکمو، آغائے فیاض جامعہ علمیہ جیسی قابل قدر علمی شخصیت کی شرف شاگردی حاصل ہے۔ میں کہتا ہوں میرا علم ان سے زیادہ نہیں لیکن ان کی بدقسمتی سے قرآن اور حضرت کی سیرت مطہرہ کے بارے میں ان کے اذہان بقول

آغائے فیاض صاف خالی ہیں۔الحمد اللہ میرا ذریعہ نجات دنیاو آخرت دونوں میں قرآن اور محمدؐ ہے۔
جہاں زاداری کے خاطر ہر قسم کی جھوٹ بولنے سے نہیں کتراتے ہیں ان کا مذہب جھوٹ دراللہ اور حضرت محمدؐ پر افتراء سے بھی آگے ہے،ان کے پاس جھوٹ کا ذخیرہ نہیں بلکہ جھوٹ کا کارخانہ ہے،ان کے جھوٹ سے کوئی محفوظ نہیں حتیٰ اہل بیت جن کے وہ دعویدار دوستی ہیں ان سے آگے اللہ اور رسول اللہ پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں۔ان کی دینی گفتگو ایران کی گلیوں سے اوپر نہیں جاتی علماء سے سنا ہے،مجتہدین فرماتے ہیں،سید محمد سعید سے یہاں کسی محترمہ نے سوال کیا تھا آغا امام مہدی کے منکر ہو گئے ہیں ان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جواب دیا مجتہدین فرماتے ہیں ان مسائل میں نہ پڑیں، کیونکہ آگے ظلمت کدہ ذوالقرنین ہے،کسی دومومن نے آپ کو پیدا ہوکے نہیں دیکھا ہے۔مجتہدین ہی ان کی حجت ہیں ان سے سوال ہے مجتہدین کو کس نے حجت بنایا ہے جبکہ میں جو کچھ دین پیش کرتا ہوں وہ قال اللہ اور قال رسول اللہ تاریخ اسلام کے مسلمات پیش کرتا ہوں اور یہ لوگ اللہ کے مقابل میں علماء مجتہدین کو پیش کرتے ہیں۔

علماء و دانشوران سے توقعات رکھنا قوم ہود کا سیاہ بادل سے بارش کی توقعات رکھنے کی مانند ہے جو ان کی بربادی اور نابودی کا سبب بنے تھے۔علماء و دانشوران کی صورتحال ابتداء سے ہی ایسی رہی ہے،گلستان و بوستان سعدی پڑھنے والے کو عالم کہنے لگے بعد میں امثلہ صرف ابواب صرف میر ہدایہ ونحو سیوطی پڑھنے والے کو عالم جاننے لگے،جدید دور میں عمامہ وعباء کی تیاری میں بھی اضافہ ہو گیا ابھی تک یہی سلسلہ چلتا رہا ہے،چاہے مہدی آبادی عالم اپنی این جی اوز کے مدارس سے پڑھا ہو یا پاکستان کی کسی اور این جی اوز سے ہو یا حوزات نجف وقم سے ہوں یا یہاں مدارس سے ہوں۔ انہوں نے اسلام سے متعلق کسی موضوع کو نہیں پڑھا ہے گھروں میں چند غیر مربوط کتابیں ہوتی ہیں

معلوم نہیں مفت میں ملا ہو، خریدا بھی نہیں ہو۔اہل چھورکا کو کبھی ایسے اسلام شناس عالم نصیب نہیں ہوئے نہ ہونگے، نہ ان کو ضرورت پڑی نہ پڑے گی، اور نہ آئندہ آثار نظر آتے ہیں کیونکہ انہوں نے ''لاالہ'' پڑھا ہے ''الا اللہ'' کبھی نہیں پڑھا۔ان کے علی سے مراد شوہر زہرا والد حضرت حسنین نہیں بلکہ ناسخ شریعت والے مراد ہیں، یہاں کے لوگ اسلام پر نہیں اسلام کے نام سے انہیں چڑ ہے اور رہے گی یہی وجہ ہے جس کسی کی استطاعت اور گنجائش میں ہو اس نے اسلام کو نوچا ہے۔

یہاں کے علماء و دانشوران کی دینداری بھی برائے نام ہے وہ بھی بے دینوں کے حامی ، محافظ اور مدافع ہیں، بوا شاہ عباس کے اشعار کو دین کا سرمایہ گردانتے ہیں، متعہ کے نام سے زنا و فحشاء کا رواج ،خواتین کو تمام حقوق سے محروم کر کے رکھا ہے، یہ تمام بے دینی انہی اسلام ناخواندوں کی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔ماتمسراء و مساجد ضرار سے درآمد ان کا جیب خرچہ ہے۔قرآن میں آیا ہے خردل برابر دانہ کا ہم حساب لیں گے' یہ پیسے کہاں سے آئے تھے دینے والا کون تھا۔اس وقت یہ جل کر خاکستر ہوگا پھر زندہ کریں گے۔

ارباب اقتدار و دانشمندان کی خدمت میں تجاویز:۔

پاکستان کو سامنے رکھ کر کچھ جرات و شہامت دکھانے کی ضرورت ہے۔

ا۔پاکستان اسلامی ممالک میں اپنی تشخیص اسلامی باقی رکھنے والا واحد بڑا ملک ہے اس کے باوجود عرصے سے یہاں ملک سعودی عرب اور ایران کو اسلام کا نمونہ دکھاتے ہیں۔یہ ایک قسم کا اسلام کو یہاں سے دور رکھنے کا جواز بنانا ہے۔ان دونوں نے اسلام و مسلمین کی بجائے اپنے مقاصد و اہداف حاصل کرنے کا مظاہرہ کیا ہے۔ان دونوں نے کبھی عالم اسلامی کیلئے سوچا نہیں ہے، برادر اسلامی ہونے میں کوئی حرج نہیں لیکن قرآن و سنت و سیرت محمدؐ کی بجائے امت کو اہل بیت و

اصحاب کے نام سے تقسیم کرتے رہے ہیں ان دونوں کو نمونہ دین وشریعت بتانا صریح شرک اور بہت بڑا دھوکہ ہے۔

۲۔پاکستان اوراسلام لازم وملزوم ہیں اس امتزاج طبیعی کوتوڑنے کے لئے یہاں کے سیکولروں اوراین جی اوز کے گماشتوں کی سرتوڑ کوشش ہے لیکن ان کو مایوس کرنا جہاد تبوک سے کم تر نہیں ہے۔

۳۔ہرفرقہ اپنی جگہ اسلام کا مزاحم رہا ہے کہ ہم مسلمان ہیں باقی سب جہنمی ہیں،اب یہ کہتے ہیں ہم سب مسلمان ہیں اگراس میں منافقت نہیں تو تمام مساجد اسلام کے نام سے کیوں نہیں بناتے مساجد کو ''علم'' کے تحفظ میں دینے کی کیا منطق ہے؟ یہاں صرف مسجد لکھیں تاکہ نمازیوں کو پتہ چلے یہ مسجد ہے۔

۴۔قریب میں بنی ہوئی مساجد کے قریب دوسری مسجد بنانا ضرار ہے،تمام ماتمسرا ءضرار ہیں،این جی اوز سے بنی مساجد ضرار ہیں،دوسرے مسلمانوں کو ہراسان کرنے راستہ روکنے والی مساجد ضرار ہیں۔کیا مسلمانوں میں تقسیم کا فساد کفروالحادوالوں کا منصوبہ نہیں گٹھ جوڑ نہیں؟۔

۵۔پھر اسلام مخالف بجٹ سے موجود مسجد کوگرا کرنئی مسجد بنانے کی منطق دشمنان اسلام کیلئے یہاں کی راہ ہموار کرنا نہیں تو کیا ہے۔

آخر میں'میں وہی کلمات دعائیہ امام حسین دہراؤں گا جو آپ نے صبح عاشورا درگاہ ربوبیت میں فرمائے:

اللھم انک تعلم انہ لم یکن منا ما کان منافسۃ فی سلطان و لا التماسا من حطام دنیا بل لنرد معالم دینک

اے اللہ! میں نے یہ باتیں اس لئے نہیں لکھی ہیں کہ انہوں نے میرے درآمدی مال میں مجھے نقصان پہنچایا ہے، میری عزت اجتماعی میں خلل ڈالا ہے بلکہ اپنی ہر چیز اس شرط پر ان کے لئے وقف کرنے کیلئے کہا تھا کہ یہ دین کی خدمت کریں گے۔ میں چاہتا تھا وہ آزاد وخود مختار عالم دین کی حیثیت سے یہاں دین کی خدمت کریں لیکن انہوں نے میری پیش کش کو مسترد کرکے یہاں کے عوام کی رغبت وخواہشات پر پورا اتر کر اوران کو ساتھ ملا کر ناسخین شریعت والوں کی حمایت کی ہے۔وہ نقصان پہنچایا ہے جو بنی امیہ اور بنی عباس کے حکومت نواز مولویوں نے نہیں پہنچایا تھا۔اے اللہ تو ان کی آرزوؤں اور منویات سے واقف ہے جس طرح میری منویات سے واقف ہے تو جانتا ہے میں نے یہاں کے مظاہر بے دینی کے خلاف لکھ کر کیا حاصل کیا ہے اور انہوں نے میری مخالفت کرکے کیا مقام حاصل کیا ہے۔

اے اللہ !تو جانتا ہے مجھے لوگوں کو قرآن اور سنت و سیرت محمدؐ کی طرف دعوت دینے کی وجہ سے مسائل ومصائب کا سامنا ہوا ہے۔ان سب میں میرا بھروسہ تیری ہی ذات پر تھا جیسے صبح عاشورہ امام حسینؑ نے فرمایا تھا۔ میں نے دنیا میں مخالفین سے بد گوئی اور دوستوں عزیزوں اولادوں سے بے اعتنائی ہی دیکھی لیکن تیری الطاف وعنایات کو بھی ساتھ ساتھ دیکھا ہے اس پر تیرا شکر گزار ہوں۔

اہل چھورکا جان لیں، یقین واطمینان کرلیں ان کا چندین نسل سے اسلام عزیز قرآن ومحمدؐ کو زیرپا کرکے غلات مرُدہ کی گزاف گوئی، شرکیات وکفریات اور مزاحیوں کے مسخرے اور استہزاء قرآن وسنت کی جگہ جاگزین کرنا، اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو ہر قسم کے حقوق سے محروم کرکے گھر سے رخصت کرنا، لاتعلق کرنا ترک نماز وافطار رمضان اپنے کھیتوں کی زراعت میں حد بندیاں توڑنا،

زنا لواط، نکاح دائمی کی جگہ متعہ عام کرنا، شراب و چرس و جھوٹ کو رواج دینا اور کافرین وملحدین سے پیسہ لے کر دین کا مسخرہ کرنا اللہ رب العزت سے پوشیدہ نہیں ہے وہ علیم وحکیم وقدیر وبصیر ہے وہ اگر انھیں مہلت دے رہا ہے تو یہ بے دین لوگ یہ نہ سمجھیں کہ کچھ نہیں ہوتا یا علم غازی عباس لگانے سے عذاب چھٹ گئے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

دانشوران کے دلوں میں علماء کے لئے جو تصویر ہے وہ یہ ہے یہ لوگ قدامت پسند ہیں، ان کو دنیا کے بارے میں کسی قسم کی معلومات نہیں یہ لوگ مفت خور ہیں، عوام جاہل ہے عوام ان کی بات مانتے ہیں ہماری بات نہیں سنتے ہیں نہیں مانتے ہیں، لہٰذا ہماری مجبوری ہے ان کے ساتھ چلیں ان کے بستہ اٹھائیں ہاتھ چومیں ان کی ہاں میں ہاں ملائیں اور کام اپنا کریں۔شریعت نامی کوئی چیز نہیں سب کو امام حاضر نے منسوخ کیا ہے لہٰذا ان لوگوں کی عیش ہے، جتنا پڑھے لکھے اپنے ساتھ لے لیں ان کے دل میں ذرا برابر خردل برابر علماء کا مقام نہیں ہے۔ میں ان کو تنقید کا نشانہ اس لئے بنا رہا ہوں ان کی یہ تنقید دیندار و بے دین کی تمیز کے تحت نہیں، عالم و جاہل کی تمیز نہیں، حق و باطل میں تمیز کے تحت نہیں، ایمان و بے ایمان نہیں بلکہ صنفی بنیاد پر ہے ہماری کفریات کے لئے یہ صنف رکاوٹ ہوتا ہے اگر ان کو میری ان سطور پر اعتراض ہے تو لکھ کر ہمیں بھیجیں میں جواب دونگا۔

میرا ان نام نہاد علماء کے ساتھ موقف واضح ہے اگر میری کتابیں ان کے فاسد عقائد سے متصادم نہیں ہوتیں ان کا چوری نفاق والا مذہب فاش ہونے کا خطرہ نہیں تو کیوں میری کتابوں کو روکنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ اگر ان کے عقائد دلائل و براہین سے مستند ہوتے تو پیش کرتے، اگر ہماری کتابیں عقائد اسلام کے خلاف ہوتیں تو تم ان سنیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر ان کتابوں کو رد کرتے بلکہ کہتے شرف الدین کی کتابیں قرآن اور سنت محمدؐ سے متصادم ہیں اتنا کہنا کافی ہوتا۔ عام

مسلمان تم جیسے بے غیرت نہیں ہوتے ہم سے نمٹتے، آپ لوگوں کا اہل بیت نبی سے کوئی تعلق نہ ہونا فاش ہوگیا ہے، نام اہل بیت کا لیتے ہیں مراد کسی اور کو لیتے ہیں یہ بھی فاش ہوگیا ہے۔ معلوم ہوا ہے آپ کے اہل بیت ابی الخطاب اسدی، میمون دیصانی، حسن علی شاہ، پرنس آغا کریم خان شریعت اسلام نسخ کرنے والے ہوتے ہیں نام مذہب اہل بیت کا لیتے ہیں پیش کرتے وقت مسیحیوں یوذیوں مجوسیوں کے عقائد پیش کرتے ہیں۔

۱۔ میرا ان نام نہاد علماء سے رشک ہے نہ حسد، میں کیسے ان سے حسد کرسکتا ہوں جسے میں نے ازخود تمام اخراجات حاضر و مستقبل کا وعدہ دے کر اس منصب پر جاگزین کیا۔

۲۔ خدمت دین نہ کرسکنے کی وجہ سے اپنے لباس عالم و خودنمائی کو اتار کر پھینکے کئی سال ہوگیا ہے۔

۳۔ میں نے اہل چھورکا کے اسلام و مسلمین سے کرواہٹ کو دیکھ کر اللہ سے دعا کی مجھے ان اہل غدر و دغا سے رہائی دیں۔

۴۔ میں نے سید محمد سعید کو اور محمد باقر کو میرے نیک نام ادارے کا امین و مامون بنایا تھا اس کے لئے جائیداد کا ایک حصہ مخصوص کیا تھا، انہوں نے میری عمق ذات دل کی گہرائیوں سے لگاؤ کو تف کرکے چھورکا کے قرمطیوں پر اعتماد کیا آج وہی انہیں زندہ درگور کرنے کی تیاریاں کررہے ہیں۔

۵۔ منابر چھورکا کثرت خرافات گوئی سے نجس ہوگیا ہے میں کیسے خرافات گوئی کا رشک یا حسد کروں۔ میں نے انہی خرافات کو جھاڑو کرنے کے لئے عمامہ و عباء پھینکا ہے وہ انہی خرافات گوئی کیلئے ایران جاکر عباء قباء لائے ہیں۔

۶۔ اگر ان کے اندر دین ہوتا تو میں ان کی رضا اللہ کی خاطر مدد کرنے کا عہد کرتا تھا جو بھی

مجھ سے عہد و پیان کیلئے آنا چاہیے آ سکتا ہے۔

۷۔ اگر میرے ان تمام سطور میں کوئی کلمہ میری دنیا کے خاطر نکلا ہے یا ذہنی خلفشار سے نکلا ہے تو میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔

شریعت اسلام منسوخ کرنے والے دار ابی سفیان میں مستقر ہو گئے:۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (۱) أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ (۲) وَ أَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْراً أَبَابِيلَ (۳) تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ (۴) فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ (۵)

ناسخین شریعت کا دار ابی سفیان میں استقرار کا ماجرا پیش کرنے سے پہلے سورہ مبارکہ فیل سے متعلق چند نکات پیش کرتا ہوں کیونکہ اس سورہ کے معانی و مفہوم اور یہاں استقرار ہونے والوں اور یہاں کے باشندوں اور یمن سے مکہ تک والوں کے درمیان شباہت پائی جاتی ہے۔ پہلے دیکھتے ہیں اس سورہ کو "فیل" کیوں کہا ہے؟ "فیل" ہاتھی کو کہتے ہیں ہاتھی عرب والوں کیلئے میدان جنگ میں اس وقت کے ٹینک جیسا تھا، اس سورے کو فیل اس لئے کہا ہے ابرہہ بادشاہ یمن فیل پے سوار تھا اس کا لشکر اس کے پیچھے تھے اس لئے انہیں اصحاب فیل کہا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے استفہام تقریر ہو رہی ہے کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا؟ کیا آپ کے رب نے ان کے مکر و حیلے و سازش سب کو ضائع و ناکام نہیں کیا؟ کیسے ابابیل کے ذریعے آسمان سے ان پر سنگ ریزے برسائے؟ انھیں زخمی کیا اور آخر میں ان کے اجساد کو یا ان کے ابدان کو گھاس پھوس جیسے بنایا یہ ایک واقعہ ہے۔

جس طرح طائف والوں نے ابرہہ کو کعبہ کی طرف رہنمائی کی تھی، یہاں کے راجوں نے

یہاں مستقر ہونے والے ضد شریعت والوں کو دعوت دی ہے۔جس طرح اس آیت کریمہ میں اللہ نے فرمایا ہم نے انہیں نیست و نابود و ذلیل کیا ہے،اللہ سبحانہ یہاں بھی شریعت سے کھیلنے والوں اور یہاں دعوت دینے والوں کے ساتھ بھی ایسا کریں گے۔﴿إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيداً ☆وَ نَرَاهُ قَرِيباً﴾ یہ تقریباًپورے جزیرہ عرب میں انتہائی خوفناک واقعہ شمار ہوتا تھا۔جزیرہ عرب اور اہل حجاز کے لئے بہت ناگوار و نا قابل برداشت،اعصاب شکن اور نسل بنسل یاد رکھنے والا واقعہ تھا۔

یہاں تک کہ انھوں نے اپنی تاریخ کا مبداء اسی واقعے کو قرار دیا،کوئی حادثہ یا ولادت اس واقعہ کے سال دو سال بعد ہوتی تو عام الفیل سے اس کا حساب رکھتے تھے۔یہاں تک کہ حضرت محمدؐ کی سال ولادت عام الفیل قرار دیا تھا ہے اور آپ کی بعثت کو چالیس سال بعد از عام الفیل قرار دیا۔یہ ہولناک ترین واقعہ ہے اسکے اسباب وعلل کے بارے میں مؤرخین ومفسرین لکھتے ہیں یمن میں حبش کا بادشاہ نجاشی کی طرف سے منسوب تھا،اس کا نام ابرہہ تھا،اس نے اپنا نام و مقام بنانے کے لئے نجاشی سے اجازت لی کہ میں ایک ایسا کلیسا بناؤں گا کہ روئے زمین میں اس جیسا کوئی نمونہ نہیں ہوگا۔تنہا بنانا مقصود نہیں بلکہ عربوں کو اس گھر کی طرف موڑنا ہے اس کا مقصد کعبہ سے رخ موڑ کر کلیسا کو مطاف عرب بنانا تھا،کسی نے یہ خبر دربار نجاشی میں سنی تو اس نے کلیسا کی توھین واہانت کی،جب یہ خبر ابرہہ کو ملی تو پوچھا کہ کس نے کیا ہے؟کسی نے کہا حجاز مکہ میں موجود اس گھر کی طواف کرنے والی ایک عورت نے کیا ہے،یہاں سے اس نے لشکر جمع کرنا شروع کیا اور حجاز کی طرف غرور وتکبر سے رخ کیا۔

ابرہہ نے مزاحمت کرنے والاوں کو قتل یا اسیر کیا،ان کے مال مویشی کو غنیمت میں لیا یہاں تک لشکر ابرہہ طائف سے گزرا تو طائف والوں نے کہا وہ بیت آگے ہے اور کہا کہ ہمارے بیت

کونہیں چھیڑنا،ان کے سردار کا نام مسعود بن معتب تھاوہ تسلیم ہوئے،کہا ہم آپ کے خلاف نہیں تو اس نے کہا ہمیں تمہارے گھر سے غرض نہیں ،ہم جس گھر کی طرف جارہے ہیں، ہمارا مقصود اس طرف ہے تو اس نے فرمائش کی کہ وہ ان کو رہنمائی کریں راستہ بتائیں،اس نے ایک شخص جس کا نام ابارغالان تھا اسے رہنمائی کے لئے لشکر کے ساتھ بھیجا،اس نے لشکر کو محسر پہنچایا اور پھر وہ وہیں مرگیا تو عربوں نے اس کی قبر پر پتھراؤ کیا۔ابرہہ نے ایک لشکر مکہ غارت کے لئے بھیجا تو وہاں سے لوگ ابرہہ سے ڈر گئے اور پہاڑوں میں فرار ہوگئے۔

ان کے مال و منال اونٹ سب انھوں نے غنائم میں لیا،جس جس کا مال غنیمت میں لیا ان میں سے ایک عبدالمطلب تھے،ان کے دوسواونٹ تھے،عبدالمطلب ابرہہ کے پاس آئے،ابرہہ کو خبر دی کہ رئیس مکہ صاحب بیت آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں،انھیں احترام سے دیکھا اور خود تخت سے اتر کر عبدالمطلب کے پاس بیٹھا مترجم سے کہا عبدالمطلب سے پوچھو کیا چاہتے ہو،عبدالمطلب نے کہا آپ کے لشکر نے میرے دوسو اونٹ غنیمت میں لیے ہیں وہ مجھے واپس کریں ابرہہ نے کہا آپ میری نظروں سے گر گئے ہیں، میں نے آپ کو بہت بڑا سمجھا تھا، میں آپ کی عزت و شرافت و فضیلت کو گرانے کے لئے آیا ہوں ،خیال تھا کہ آپ مجھ سے درخواست کریں گے کہ آپ اس گھر کو نہ گرائیں،لیکن آپ نے تو اس کا ذکر ہی نہیں کیا صرف اونٹوں کی بات کی۔عبدالمطلب نے کہا انّھا الملک اس گھر کا اپنا مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا وہ جانے تم جانو، میں اپنے اونٹ کا مالک ہوں مجھے اپنے اونٹ چاہئیں ۔ابرہہ یمن فیل پر سوار ہو کر تکبر غرور طاقت نمائی کے ساتھ کعبۃ اللہ کو اکھاڑنے اور اہانت و جسارت کرنے کیلئے آگے بڑھے فیل نے آگے بڑھنے سے انکار کیا آسمان سے اللہ نے طیر ابابیل کے ذریعے اسے سنگسار کیا،کوئی وہیں مرگئے کوئی راستے میں کوئی نہیں بچا۔اسی

طرح دارابی سفیان میں مستقر ہونے والے یہاں کے بچے کچھے مقدسات اسلامی کومسمار کرنے، مساجد قدیم کی شکل و ڈھانچے کوختم کرکے نئی شکل میں تبدیل کرنے نیز ان کو مادہ پرستوں، شکم پرستوں، ماتم سراؤں کوتکہ بوٹی چوروں کی نظارت میں دینے اور اسلام نا خواندہ مولویوں سے امامت کرانے آئے ہیں، چنانچہ یہاں بنانے والی مساجد میں ان کے آثار واضح نظر آتے ہیں، مساجد کے ساتھ دیگر کفریات کے احیاء کی غرض یہاں مستقر والے کریں گے، چنانچہ اسد عاشورا میں سکردو میں کھانا یہی لوگ دیتے ہیں۔

یہاں مختصر سوچنے کی بات ہے خاص کر انقلابی جلسہ وجلوس سے اجتماعی وسیاسی وجنگی مسائل کوخون خرابہ اور قتل وکشتار اور نا بوتوں کی سیاست کرنے والوں کا خیال ہوگا کہ یہ کام اچھا نہیں کیا کہ اللہ کے گھر کونظر انداز کرکے اپنے چند اونٹوں کو اٹھایا لیکن عقل ودماغ کی گہرائیوں سے سوچنے والے جانتے ہیں کہ شریعت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ جان مگس مکھی مچھر جیسی نہیں ہوتی ہے کہ آگ میں فورا کودا جائے، ابرہہ کالشکر یمن سے نکلا مکہ تک ان کی مزاحمت کرنے اور ان کو روکنے والے یا فرار ہوئے ہیں یا قتل ہوئے ہیں یا اسیر ہوئے ہیں، مکہ میں موجود تمام مردان نے مکہ کو چھوڑ کر پہاڑوں میں پناہ لی کیونکہ جنگ طاقت وقدرت وسائل وذرائع سے لڑی جاتی ہے طاقت وتوانائی والے لشکر کو صرف وہی روک سکتا ہے جس کے پاس طاقت وتوانائی ہو، بارہ ہزار کے لشکر ابرہہ کے ساتھ عبدالمطلب کیسے مقابلہ کرسکتے تھے ایسی حالت میں اللہ رحمان ورحیم انسان کی عمق ذات میں موجود ایک حس کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کی آیات میں آیا ہے جب انسان کوخطرہ گھیر لیتا ہے وسائل وذرائع ناپید ہوجاتے ہیں آسرا ختم ہوجاتا ہے سراب بھی نظر نہیں آتا ہے، تو اس وقت انسان اللہ کو پکارتا ہے اللہ پے چھوڑتا ہے اس لئے سوچا کہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے کہا یہ گھر اس کا

ہے وہی اس کی حفاظت کریگا عبد المطلب کا یہی اظہار کرنا اس کا کلمہ، جہاد تھا کہ اس گھر کا کوئی مالک ہے یہ اس فیل کی آمد کا قصہ ہے۔

یہ سورہ نبی کریم ﷺ پر اس لئے نازل ہوئی کہ رسول اکرم ﷺ جس وقت مبعوث بہ رسالت ہوئے تو مکہ کی ریاست و زعامت بارہ قبائل میں تقسیم تھی، پیغمبر ﷺ کی دعوت کی مزاحمت کرنے والی بارہ مزاحمتیں تھیں ایک کا بارہ کے ساتھ مقابلہ تھا یہ بارہ تشدد بر تشدد کرتے تھے، دعوت الٰہی کو لاحق اس صورت حال سے حضرت محمدؐ محزون و غمگین تھے یہاں تک کہ اللہ نے بہت سی آیات میں آپ کو تسلی دی ہے صبر و تحمل کا حکم دیا ہے، سورہ آل عمران آیت:۱۷۶ سورہ مائدہ ۶۸ آیت:۴۱ سورہ یونس آیت ۶۵ سورہ لقمان آیت:۲۲ سورہ یاسین آیت ۷۶ سورہ انعام آیت:۲۲۔ آپ پریشان نہ ہوں، اس وقت گزشتہ ادوار کے حق و باطل کی جنگوں کے، مزاحمت و مقاومتوں کے، بے چارہ و بے بس و بے سرو سامانی والے واقعات آپ پے نازل ہوئے، کبھی قصۂ کہف کبھی قصۂ یوسف کبھی قصہ موسیٰ و فرعون کبھی قصۂ عیسیٰ و یہود آپ پر نازل کئے کہ دیکھو ہم نے ان کی حمایت کی ہے۔ طاقت و قدرت نمائی کرنے والوں کے پاس طاقت و قدرت نہیں ہوتی ہے وہ حیلہ و بہانہ اور مکر و فریب دروغ سے مقابلہ کرتے ہیں ہم نے ہمیشہ ان کو ذلیل و خوار کیا، ہمیشہ انہیں شکست دی آپ بھی صبر کریں آپ ہم پر چھوڑیں۔

﴿اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہ﴾

﴿اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾

شریعت نسخ کرنے والوں نے دار ابی سفیان کو اس لئے انتخاب کیا ہے یہاں ہمیشہ سے اشاعۃ فحشاء اسلام منافی سرگرمیاں ہوتی تھیں، اشاعۃ فحشاء ارتکاب محرمات قرب و جوار والوں کے

تعاون و ہمکاری کی وجہ سے انتخاب کیا ہے ان کے پاس دو قسم کی طاقت ہے۔

ا۔ایک یہاں کے دین وشریعت سے آزاد عزادار دستہ حسینی، ماتم داری،کل دین کو سینہ زنی ،زنجیر زنی، مرثیہ کے نام سے غزل خوانی کرنے والے حرام خوری کرنے والے شراب نوشی کرنے والے حقوق غصب کرنے فساد اخلاقی پھیلانے والے پڑھے لکھے دکھا کر دین وشریعت کا مسخرہ کرنے والے ان کے رضا کار ہیں، زنا ولواطہ کے خواہش منداس ابرھہ کے لشکر ہیں۔

۲۔ دوسرا بین الاقوامی کفر و الحاد کے اتحادیوں کی طرف سے تخریب اسلام کے بجٹ کا ٹھیکیدار ہے، یہ لوگوں کو شراب، چرس ،افیون، زنا ،لواطاور مشکلات کے موقع پر پیچھے رہنے کا وعدہ دیتے ہیں۔یہاں سیاسی سماجی اقتصادی طاقت سے اسلام کو کچلنے کا عزم راسخ لے کر یہاں مستقر ہو گئے ہیں۔ان کے تعاون کے لئے علماء اسلام نا خواندہ، خاندان میں عزت نہ دیکھنے والے عباپوشوں کی بھی حمایت حاصل کی ہے،ان کی پشت پر ان کے محافظ ومدافع رہیں گے۔

یہاں بے سہارا مسلمان، دین کے داعی، زندگی میں عیش ونوش،لذیذ کھانوں اور آرائش و زیبائش پر دین کو ترجیح دینے والا یہ کہتا ہے اللہ کریم ہے، دین اللہ کا ہے، قرآن اللہ کا ہے، جس اللہ نے ہود و صالح کا ساتھ دیا ہے، جس اللہ نے موسیٰ کا ساتھ دیا ہے جس اللہ نے صنادید قریش کے مقابلے میں نبی کریم محمدؐ کا ساتھ دیا ہے وہ ہمیں بھی اپنے حفظ میں رکھیں گے۔اب یہاں بھی کوئی اللہ پر بھروسہ کرکے اسلام کے احیاءوفروغ کے لیے اور صرف اللہ کی رضا کے لیے سعی و کوشش کرے گا تو اس کے خلاف ہونا حتمی ہے ۔جب ہم وہاں تھے تو ان کے گماشتے ہمیں ڈراتے تھے اب ان کے مستقر ہونے کے بعد ان کی بے دینی اور بڑھ گئی ہوگی۔

دارابی سفیان سے مرادعلاقہ شگر کے راجگان کا قصر معلی مراد ہے اس قصر کو دارابی سفیان اس

لئے کہا ہے نبی کریم ﷺ کی رسالت کی مزاحمت کرنے والے ابی سفیان کے گھر کو مورچہ دارالمشورہ دارالخزانہ بنائے ہوئے تھے،شگر میں الحاد و کفریات چلنے کی وجہ یہاں کے راجہ تھے یہاں ایمانیات کی سختی سے مزاحمت ہوتے تھے۔راجگان اور یہاں کے سادات راجہ اور سید ہونے کو اسلام سے زیادہ باعث امتیاز و افتخار سمجھتے ہیں چنانچہ راجہ صاحب اپنی قیادت چمکانے کے لئے ہر کفر و الحاد میں شریک ہوتے آئے ہیں۔

شریعت منسوخ کرنے والوں کا سلسلہ انتساب نزاریہ باطنیہ سے ملتا ہے فاطمیوں کا سلسلہ عبیداللہ مہدی سے ملتا ہے عبیداللہ مہدی کا سلسلہ عبداللہ بن میمون دیصانی سے ملتا ہے،عبداللہ بن میمون دیصانی مجوسی نژاد تھے باطنیہ کی بنیاد رکھنے والوں میں سے ہیں۔باطنیہ ۲۰۰ھ ہجری میں بغداد کے زندان میں بطور مخفی سری تنظیم بنی ہے جس کا بنیادی منشور تمام ادیان بالخصوص اسلام سے بلا ہدنہ وقف جنگ کا منصوبہ بنایا تھا،اس کیلئے انہوں نے جماعت کا نام باطنیہ رکھا ہم دین سے اندر لڑیں گے اس لئے انہوں نے دین کے ظاہر سے انکار کر کے باطن کا شوشا چھوڑا ہے۔کہ شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہے ایک باطن ہوتا ہے اصل باطن ہے ظاہر اس کا چھلکا ہے،مقصود اصلی باطن ہے باطن سے مراد امام مستور ہے امام مستور کی بیعت کرنے کے بعد تمام احکامات واجبات ساقط ہو جاتے ہیں حلال و حرام کی پابندی ختم ہو جاتی ہے۔

لیکن ضرورت پڑنے پر ظاہر سے بھی تمسک کرتے ہیں اس وقت اس عمل کو تقیہ کہتے ہیں اگر ظاہر پر عمل نہ کریں خالص باطن پر عمل کریں تو حقیقی معنوں میں باطنیہ کہلانے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے اس وقت شریعت خود بخود منسوخ قرار پاتے ہیں،یہ لوگ دو بنیادی عقائد رکھتے ہیں:

۱۔اللہ ان کے امام میں حلول ہوا ہے۔

۲۔قیامت صغریٰ قائم ہوئی ہے دونوں کا تقاضایہ ہے شریعت ختم ہوگئی ہے۔

ظاہروباطن دونوں ساتھ رکھنے کا بھی فلسفہ ہے جب خالص اپنا راج چلے تو باطنی ہی ہوگا جب کسی طاقت والے معاشرے میں رہنا پڑے تو ایک گروہ ظاہری احکام کا مظاہر کریں گے دوسرا گروہ پشت پر باطن ہی پر ہیں گے۔کہیں ظاہری والے کے ساتھ باطنی کو دیکھ کر پریشان نہیں ہونا اندر سے راج باطنیوں کا ہونا ہے مثلاً شیعہ کی جگہ امامیہ بنایا امامیہ کے پانچ فرقے بنائے ان میں سے ایک اسماعیلی ہے جو ظاہر کا مظاہر کر کے نماز روزہ رکھتے ہیں۔دوسرا باطنی ہے کھلے عام دین وشریعت سے انکار کرتے ہیں جیسے عراق کوفہ بصرہ قطیف احساء میں قرامطہ نے کئی سال حکومت کی۔

گویا علاقہ شگر میں اس وقت اسماعیلی کا سربراہ ڈاکٹر حسن خان علماء دوست نماز و داڑھی کا مظاہرہ کرتے ہیں،اوراعظم خان قرامطہ کا سربراہ ہے ان دو میں بنیادی حیثیت قرامط کی ہے۔

سب سے پہلے شریعت اسلام کے نسخ کا اعلان مصر میں حاکم بامر اللہ نے اللہ اپنے اندر حلول ہونے کے دعویٰ سے کیا اور کہا اب میں ہی اللہ ہوں میں اپنی رعایا سے واجبات ومحرمات کی پابندی کو اٹھاتا ہوں،مصر میں ایک طلاطم پیدا ہوا ظلم بربریت اپنی انتہاء کو پہنچنے کے بعد ان کے اس گھناؤنے جرم میں ان کی بہن ’’ست‘‘ نے فوجیوں سے مل کر اس کو ۴۱۱ھ میں قتل کیا۔دوسری دفعہ فارس قلعہ الموت میں کیا بزرگ نے بھی ایسا دعویٰ کیا تیسرا اعلان کرنے والا آغا خان ہے اس نے تمام محرمات کو جائز قرار دیا ہے واجبات کو ساقط کر دیا ہے۔اگر دنیا میں اس کے مدافعین ہیں تو زنا وفحشاء کی آزادی کی خاطر ہیں۔علاقہ شگر میں یہ لوگ کیسے مستقر ہوگئے اس کے لئے پہلے ان کا بلتستان پر قبضہ کا ذکر ضروری ہے۔

بلتستان میں ان کو دعوت دینے والا بلتستان کے واعظ حاکم شرع ابوذر زمان کہنے،شیخ غلام

محمد غروی اوران کے ہمنوا ہم عصر علماء ہیں۔دین وشریعت کے دعویدار اہل بیت کے پیرو کار کہلا نے والے ملحد بے دین ناسخ شریعت والے کو مذکورہ علماء نے مثل مشرکین اپنی عباء میں چھپا کر با ہر شریعت کا شوشا چھوڑا، اندر سے دین وشریعت کی تنسیخ کا سلسلہ شروع کیا ہے۔اس دن سے بلتستان میں اسلام اور آغا نیزم کا ریفرنڈم ہوگیا یہ ریفرنڈم ہر قسم کے کفر والحاد کے لئے ماحول سازگار اور اسلام کے لئے سرخ لکیر بن گئے تھے۔دین و دیانت کی بات کرنے والے کیلئے فضاء تنگ ہوئی یہاں تک شیخ ضامن اور طہ کے لئے یہاں فضاء آزاد ہے، جس کو گالی دشنام دینا چاہیں منہ پر دے سکتے ہیں۔ان کے لئے یہاں کے انتظامیہ بھی سوچتی ہے، جہاں بے دینی ہر آئے دن اپنی عروج کی طرف جا رہی ہے وہاں دین داری فساد فی الارض قرار دیا ہے۔اس کے واضح مثال ان کے نمائندہ نے کہا علی شرف الدین کے کتب فساد پھیلاتی ہیں۔

اس عمل کی بنیاد علماء کے اتفاق سے رکھی گئی۔علماء بلتستان نے جن مسائل میں اتفاق کیا وہ پی پی اور آغا ئیزم کی حمایت ہے بلتستان کے عبا ءو قباء عمامہ میں پی پی کے کارکن محمد علی شاہ نے فتاویٰ وہی دیا جو آغا خانیوں کا فقہ ہے۔کسی بھی جگہ سے پیسہ لیا حرام نہیں،اگر قرآن میں حرام ہے تو ہم فقہ نزاریہ کے عالم ہیں۔علماء کے بعد عوام کا اتفاق نیچے سے شروع ہوتا ہوا اعلی سطح سیاست تک پہنچا ہے ، بلتستان میں دو ہی ہستی قابل احترام قرار پائے ہیں ایک ابو زر زمان غروی دوسرا ان کا گود پالا جو اسلام سے ناواقف ہے۔

ان کے لئے راہ ہموار کرنے کے لئے ضیاء الحق کے ریفرنڈم کا بائیکاٹ کیا، کراچی سے فاضل موسوی،علی مدد قربان گلگت نے شیعہ سنی فساد پھیلانے کیلئے ہلال آباد سے چاند نکال کر پورے پاکستان میں ایک دن پہلے عید کرائی۔اسلام و مسلمین کیلئے برے روزگار کا آغاز جنگ صفین میں اس

وقت شروع ہوا جب حضرت علی اور معاویہ کے درمیان ابوموسیٰ اشعری وعمرو بن عاص حاکم شرع بنے تھے یعنی مفاد پرست مولوی شیطانی سیاست مداروں نے علی کو گھٹنے پر بٹھایا ہے۔معاویہ کو بغیر کسی جواز شرعی اقتدار اعلیٰ کی کرسی پر بٹھایا۔

چھورکا شگر والے میرے خلاف منطق فرعون اسرائیلی کرتے ہیں حال ہی میں ڈاکٹر حسن خان صاحب نے نیٹ پر لکھا تھا شرف الدین جب یہاں تھے وہ زیادہ جلسے اور جلوس کرتے تھے ان کے گاوں والے فقیرونادار لوگ تھے وہ برداشت نہیں کرتے تھے تو غصہ میں آکر چھوڑ کر چلے گئے۔ صاف جھوٹ بولا ہے،علی آباد والے دو ہی جلسے کرتے تھے' ایک امام نا مولود کی میلاد کرتے تھے دوسرا حضرت علی اکبر کے نام سے جاہل بے دین لڑکے مجھے دبانے اور خودسری دکھانے کے لئے کرتے تھے۔البتہ پورے چھورکا میں جلوسوں کو میں نے ہی رونق دیا تھا لاہور سے بڑا خیمہ جنریٹر لاوڈ سپیکر خرید کرلایا تھا،اقوال آئمہ لکھ کر بینر بنوائے جلسوں کو رونق دیا،آئمہ کے نام سے دین اسلام کے ترویج واشاعت منظور نظر تھا۔لیکن کتاب پڑھے بغیر پرانی یاداشت،مضحکہ خیز اور کفر آمیز اشعار والوں نے کہاں سیدھا ہونا تھا،جلسے میں لعنتیوں نے،دیوانگی میں پشت سینہ ماروں نے اسلام کے ذریں احکامات سننا ناگوار ہو کر میری مزاحمت کرنے کے لئے مخالفت پراتر آئے۔مجھے سنی دکھانے کی بھرپور کوشش کی،رسم ورواج قصہ کہانی کو دھرانے والے بھی میرے خلاف کمر بستہ ہوئے۔وہی لوگ آج بھی اسرائیلی بھی فرعونی بولی بولتے ہیں۔اگر بیت المقدس کی طرف رخ کرنا صحیح تھا تو کعبے کی طرف رخ کرنا غلط ہوگا' اگر کعبہ کی طرف رخ کرنا صحیح ہے تو بیت المقدس والے باطل تھے یہی بھی فرعون کی بات کرتے ہیں۔اگر امام مہدی غلط ہے تو خود کیوں کہا؟اس کا جواب میں قرآن میں موسیٰ کی زبان سے نقل آیت کریمہ سے دونگا جہاں موسیٰ نے کہا ﴿وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَکَ الَّتِی فَعَلْتَ وَ

أَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ☆قَالَ فَعَلْتُهَا إِذاً وَ أَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴾سورہ شعراء آیت ۲۰۔۱۹ ﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ قصص آیت ۱۶۔

ہم طور وحرا سے خلعت نبوت پہن کے نہیں آئے تھے، میں مذہب اہل بیت پر تھا اہل بیت اسلام پر تھے میں نے اہل بیت کے نام سے اسلام کو اٹھایا تھا۔جیساوہاں موجود علماءاورایران سے آنے والے کرتے ہیں فرق اتنا ہے میرا پڑھے بغیر اسلام پے زور تھا،ازخود اسلامی کتابیں پڑھتے تھے،غلطیاں ہونا حتمی تھا۔غلطیوں سے بری کوئی مجتہد ہے نہ کوئی عالم دین،لیکن تم لوگ آباؤواجداد کے مذہب فرسودہ کے محافظ پاسدار تھے،اسے چھوڑنا ہی نہیں چاہتے تھے،غلطی ہر کوئی کرسکتا ہے ہاں جوخاموش رہتا ہے یا جہل مرکب جواپنی غلطیوں کوصحیح سمجھتا ہے وہ بچ جاتا ہے۔ہماری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ ہم اپنے علاقہ والے غلاہ مردہ منافقین اسماعیلی خانی کو اثنا عشری سمجھ رہے تھے۔جن اہل بیت سے وہ وابستگی کا دعویٰ کرکے اسلام اوراہل بیت سے عداوت برتتے تھے ہم ان کو جاہل سمجھتے تھے یہ ہماری غلطی تھی الحمد اللہ نہایت شکراس ذات کے لئے جس نے ہمیں جاہل گھرانے جاہل وعنود سرکش گاوں میں بسنے والے کا اشتباہ ہونا حتمی تھا شکراس ذات کے لیے جس نے ہمیں دین کے سرکشوں سے رہائی عنایت کی۔قرآن ومحمداسلام ومسلمین سے محبت لگاوکی جزء میں عمق وگہرائیوں سے رب جلیل کے نازل کردہ کتاب عظیم حب وورود تلاوت نیز اس کے مبعوث افضل واشرف خاتم نبیین کوامام ومقتدیٰ سمجھنے کی وجہ سے اس ناچیز ونالائق کواللہ نے اپنی الطاف وعنایت عالیہ،اکرام فائقہ سے نوازا،کسی بھی چیز کی کاش وحسرت نہیں رکھتاہوں،کسی کا دست نگرہوئے بغیر زندگی گزارر ہاہوں، وفادارخانی اور پی پی شیداوں کے بدل میں اللہ نے اہل بیت کے نام سے ضد اہل بیت ضد اسلام توہین قرآن ومحمدؐ گزاف گویوں سے دوررکھا۔اسلام وقرآن کی جگہ ندیم راجہ جیسے بے دینوں کے

شیداؤں سے نجات ملی، قرآن ومحمدؐ کا داعی بنایا الحمدللہ میرا اختتام اچھا گزر رہا ہے امید ہے آئندہ بھی اچھا گزرے گا۔

بلتستان میں بھی ابو ذر زمان حاکم شرع بنے، غلام محمد غروی، محمد علی شاہ اور مولوی سلیم فدا ناشاد کو کرسی اقتدار پر پہنچا کر خود ان کی پشت پر بیٹھا، اسی دن سے علماء ذلیل ہو گئے ترویج دین کرنے والوں کے حوصلہ ہار گئے، بھٹو مخالف کا روزگار تنگ اور ان کی مذمتی مہم شروع ہوئی۔ محمد علی شاہ نے بھٹو کو بلتستان کا پیغمبر گردانا اور ان کے حامی ان کی امت قرار پائے، امت محمدؐ کو پیچھے دھکیل دیا گیا سنیوں کو بے دین آغا خانیوں کو دیندار قرار دیا گیا۔

اس دن سے دین و دیانت کا رمز بھٹو پر ایمان لانا، ان کو مظلوم شہید کہنا ان کے لئے مرثیہ پڑھنا گویا، بلتستان دوسرا چترال بالا وارستان بن گیا۔ بھٹو خاندان سے ہمدردی کرنا نشانی ایمانداری ہے ان کی مخالفت کرنا شعار بے دینی قرار پایا تھا۔ ان کی نظروں میں بے دین بننے والوں میں سے ایک یہ حقیر چھوٹا قد بے شکل وصورت والا تھا، جس دن کوفہ چھورکا کے دارالامارہ ان کے نمائندے کے ہاتھ بیعت کرنے کیلئے خوردو کلاب حاضر ہوئے، بس غائب میں حروف بدنام زمان شرف الدین تنہا تھے۔ ادنیٰ عوام تک بھی مجھے بے دین اور سنی تعارف کرائے ہوئے تھے۔ ان کی نظر میں سنی مخالف مجاہد تھے اس لئے پرویز مشرف کے لئے مجالس میں طول اقتدار کے لئے دعائیں کرتے تھے۔

اس دن سے سنیوں کے خلاف مورچہ کھولنے کا ٹھیکہ شیخ حسن مہدی آبادی کو دیا تا کہ وہ جہاں جہاں سنی نوربخشیہ ہے وہاں مسجد ضرار، مدرسہ ضرار، ماتمسرا ضرار اور مولوی ضرار کی سرپرستی کریں ان کی ضروریات کو پورا کریں۔ اسلام مخالف تمام سرگرمیوں کے لئے میدان کھلا تھا چنانچہ بلتستان قوم پرست تنظیم کراچی میں علامہ غروی کی صدارت میں بنائی، میں نے آغائے جعفری سے شکایت کی یہ

دین اور علاقے کے لئے بڑا خطرہ ہے تو آپ نے فرمایا یہاں اس کی ضرورت ہے۔اسی گروہ نے بالا وار یستان کے قوم پرستوں سے اتحاد یہ قائم کیا، پاکستان مخالف نعرہ بلند کیا، کھرمنگ میں پاکستان کو پشت کرکے ہندوستان سے پناہ بندہ کا جلوس نکالا، سوشل میڈیا پر یہ سوال اٹھایا کہ کیا ہم پاکستانی ہیں؟ عرصے سے یہاں بے دین سیکولروں کی حکومت قائم ہے لوٹ مار بدترین صورت میں ہو رہی ہے ، مہدی شاہ اور ان کے ساتھیوں کی لوٹ مار اور دیگر نمائندوں کی ووٹ فروخت کرکے تین کروڑ کس حیثیت سے بنایا وہ نمائندے ابھی بھی اپنے پاکستانی ہونے کا اعتراف کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

بلتستان پی پی کے بعد دوسرے سیکولروں جیسا کہ مسلم لیگ کے منہ سے غلطی سے بھی اسلام نکلنے سے پرہیز کرنے والے اور تحریک انصاف والوں کے جن کے اسلام کو پاکستان بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں نے شاہراہ دستور پر دیکھا ہے ان کے لئے کھلا ہے۔مسلمان ہونے کی وجہ سے جماعت اسلامی جمیعت علماء اسلام کو یہاں تنظیم کا دفتر کھولنے دورہ کرنے کی اجازت نہیں، گلگت میں جب فساد ہوتا ہے آغائے جعفری کا مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ مولوی نثار کو گرفتار کریں۔اتنی بطور صراحت اسلام سے ان کو چڑ کیوں ہے؟ تحریک اسلامی اور وحدت مسلمین کے لئے میدان کھلے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں انہی الحادیوں کے یونٹ ہیں اور کھل کے سیکولر ہیں، چنانچہ راجہ نے سیکولروں کے حق میں ان کے خلاف بیان دیا ہے ان کی اسلام مخالفت چھپی ہوئی نہیں ہے۔لہٰذا قاضی محکمہ شرعیہ سکردو وارث ابو موسیٰ اشعری دعوت کنندہ کفر والحاد کے وارث شیخ محمد صادق نے کھل کر یہ کہا" قرآن میں ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے ہم یہاں نہیں دیتے ہیں"۔سکردو کھرمنگ میں نام نہاد سادات نشینوں کے الحاد نواز ہونے کے بعد علاقہ شگر کے خاندان الحادی کے مدافع نے شریعت نسخ کرنے والوں کو یہاں دعوت دی اور یہاں کے مقدرات و ناموس کی نگرانی ان کو دی، تمام دینداری کے مظاہر کو بند کرکے

بے دینی کوفروغ دینے کے لئے ان کوٹھیکہ دے کر رکھا ہے۔

سکردو کھر منگ چلو میں متوقع کامیابی حاصل ہونے کے بعد خاندان اماچہ کے مدافع ڈاکٹر حسن خان نے اشعث بن قیس کی طرح جس نے دشمن کو اپنی قوم کو اسیر کرنے کی راہ دکھائی تھی، یا مدینہ تاراج کرنے کے لئے آئے لشکر حصین بن نمیر کی رہنمائی کی تھی یا جس طرح اس عرب بدو نے کعبہ مسمار کرنے کے لئے آئے ابراہہ کی رہنمائی کی تھی، ڈاکٹر حسن خان نے شریعت منسوخ کرنے، اسقاط تکالیف قرآنیہ کرنے، اباحیہ مطلقہ کورواج دینے، زواج اور زنا کے فرق کوختم کرنے، اسلام کے تمام آثار کوجھاڑو کرنے، اسلام نا خواندوں کو پرائمری سکول سے اٹھا کر منبر ومحراب میں بیٹھا کر دین کی سربلندی کرنے والوں کوخوف و ہراساں کرکے میدان چھوڑ کے ہجرت کرانے کیلئے انہیں بلایا تھا۔پھر جس دن سے یہ لوگ یہاں مستقر ہوگئے اہل دین کے لئے علاقہ شگر زندان جیسا بن گیا ہے۔

تعارف جناب ڈاکٹر حسن خان:۔

جناب ڈاکٹر حسن خان کے خانہ آباد میں لقمات کھائے ہیں لہٰذا آپ کی شان میں نا شائستہ جسارت واہانت آمیز کلمات استعمال نہیں کرسکتے ہیں، گرچہ یہ لقمات دیگر کھڑ پنچوں کے گھروں میں کھانے والے زہر ماروں سے کم نہیں تھے، بلکہ زیادہ ایمان کش عزت مارتو ہین آور تھے۔یہ لقمات جس نے بھی کھائے ہوں گے یقیناً رگ ایمان سوکھ گئی ہوگی۔آپ ودیگر مفاد پرستوں کے لقمات کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ جانیں کہ یہ نام نہاد عالم دین اسلام کے اصول ومبانی سے کس حد تک، کتنی رعایت میں تنازل پر آمادہ ہوتا ہے۔چونکہ آپ ڈاکٹر ہونے کے ناطے کڑوی دوائیاں کیسے دی جاتی ہیں جانتے ہیں، آپ جانتے ہیں اردو معلی کوادب فاسدراجہ کپسول میں پلا بھی سکتے ہیں، ویسے بھی تحقیر و تذلیل دیگران مخصوص راجگان ہے، اگر کوئی اور ایسا کریں تو یہ راجگان کے قصور معلی کی طرف میں

تعدی تصور ہوگا۔ چنانچہ آپ نے مختصر سے ایک صفحہ میں ہر قسم کی اہانت و جسارت، توہین وتحقیر وتذلیل سب سمو کے بھیجا تھا۔ بطور مثال آپ دوسروں جیسے نہیں ہیں لیکن آپ نے جس امام نا مولود جو محمد بن نصیر نمیری مبدع اثناعشری کے مطابق شیعہ ۱۵/۱ بنتے ہیں۔ پندرہ فرقوں میں بٹ گیا تھا آپ نے اس مہدی کو پاکستان پہنچنے والا بتایا تھا تا کہ استقبالیہ کمیٹی میں جلدی شامل ہو جائیں۔ دوسرا جاہلوں بے دینیوں شرابیوں کی سینہ زنی زنجیر زنی اعلی ارفع مقاصد کے حصول کے لئے بے ضرر قرار دی تھی چنانچہ شگر چھورکا کے جوانان کیلئے اسلام مخالف اعظم خان وندیم کے اقتدار کو بے حرج قرار دیا ہے۔

جناب ڈاکٹر حسن خان نے اپنے اہانت نامہ کا جواب دیکھنے کے بعد کسی شخص کو ایجنسی کا آدمی کہہ کر اپنے دوست آغائے سید محمد سعید کے گھر والوں کو ہراسان کرنے کے لئے بھیجا تھا معلوم نہیں ہوا کہ یہ حکومتی تو نہیں ہوگا قصر سفیانی کی ایجنسی کا ہوگا شاید، اس نے کہا شرف الدین کی کتابوں سے یہاں فساد پھیلتا ہے گویا قرآن اور سنت محمدؐ کو اٹھانے سے فساد پھیلتا ہے اور شریعت نسخ کرنے سے امن پھیلتا ہے، لہٰذا اس جیسی کتاب سے شریعت نسخ کرنے کے کام میں خلل آسکتا ہے بلکہ ان کے سیاہ مذموم چہرے اور عزائم کھل سکتے ہیں۔ یہاں سے ہم حیرت میں پڑ گئے اس قرآن اور سنت محمدؐ میں کونسے ایسے جملات ہیں جن سے فساد پھیلتا ہے۔

آغا خانی خالص قرامطہ پر قائم ہیں جبکہ زیدی، اثناعشری، نصیری اور علوی سب کی قیادت آغا خانی کررہے ہیں اور باقی ان کے لئے سرنگ نکالنے والے ہیں۔ جو درحقیقت اسلام کے مقابل میں وقت و حالات دیکھ کر نام بدل کر میدان میں اترتے ہیں۔ اس فلسفہ کو ہر جگہ ہر وقت جاری رکھنے کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ڈاکٹر حسن خان تقیہ کر کے ظاہر پر عمل پیرا ہیں، اعظم خان نے باطن پر عمل کر کے دین وشریعت سے آزادی چاہنے والوں کو اپنے گرد جمع کر کے رکھا ہے، اپنے ماننے والوں

کو چھٹکارا دے رہا ہے۔ گویا ظاہر والے حسن خان کی قیادت میں ہیں باطن والے محرمات کے ارتکاب کے خواہش مندوں کی قیادت اعظم خان کررہا ہے، اصل دکھانے کے موقع پر اعظم خان کو دکھاتا ہے ظاہر دکھانے کے موقع پر ڈاکٹر حسن خان اور ندیم ،حاجی محمد حسین ،حاجی فدا علی آگے آگے ہوتے ہیں۔ چار سال کے بعد ذیل مولوی ضامن علی سید محمد طہٰ شگر کو دکھاتے ہیں جس نے ایک بے حجاب اسلام مخالف عورت کو بہن کہہ کر خطاب کیا تھا۔

چھورکا میں منافق کب بنے اس سوال کا جواب آسان نہیں کیونکہ یہاں کی کوئی تاریخ نہیں ،لہٰذا یہاں کی تاریخ سے متعلق سوالات کا جواب دینے کے لئے بہت قدیمی آثار تلاش کرنے پڑتے ہیں، بزرگوں کے اقوال احکامات اشعار جمع کرنا پڑتے ہیں۔ یہاں بھی کم کم قوم پرست تنظیمیں اور ادارے وجود میں آرہے ہیں، جس کیلئے عالمی ادارہ احیاء آثا قدیمہ ایسی تنظیموں اور اداروں سے تعاون کررہا ہے، مثلاً سکردو میں جناب یوسف حسین آبادی نے ایک میوزیم کی بنیاد رکھی ہے انہیں قوم پرستی سے متعلق چیزوں کو جمع کرنے کا شوق ذوق دلایا گیا ہے، دین سے وہ پہلے سے ہی متنفر تھے ۔علاقہ شگر میں سنا ہے جناب ڈاکٹر حسن خان نے بھی ایک میوزیم بنایا ہے گرچہ علاقہ شگر کی تاریخ جناب راجہ شگر صاحب کو لکھنا چاہیے تھی لیکن ان کی دلچسپی نظر نہیں آتی اس لئے ان کی جگہ جناب حسن خان صاحب نے لی ہے۔ بلتستان کے بارے میں جناب محمود قاسم نے لکھا ہے یہاں کے رہنے والے بدھ مت ہندو تھے سید علی ہمدانی نے یہاں کے راجوں سے مذاکرات کرکے ایک قسم کے معاہدہ شرکی کی شکل دی کہ وہ ان کی سہولیات شرکیات لغویات مشروبیات کو نہیں چھیڑیں گے وہ صرف اقرار با اسلام کریں ،اس پر انہوں نے اتفاق کیا۔ چنانچہ اس کی تفسیر میں جناب حسن خان نے کہا تھا ’’یہاں اسلام صوفیوں نے پھیلایا ہے‘‘ ،ہمیں بھی یہ قرین صحت نظر آتا ہے دیگر قرائن وشواہد بھی اس کی

تائید کرتے ہیں کہ یہاں کا اسلام اسلام نفاقی ہے لہٰذا یہاں ہر وقت اسلام حقیقی کی مزاحمت ہوتی رہی ہے خاص کر راجہ خاندان کی طرف سے۔ یہاں چھورکا میں منافقین کب پیدا ہوئے بقول جناب حسن خان کے یہاں ہندو مسلمان نہیں ہوئے تھے منافق ہوئے تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہاں نماز کا ذکر ہی نہیں ہوتا تھا، جبکہ اسلام کی پہلی نشانی نماز ہے۔ چونکہ نماز نہیں پڑھتے تھے تو یہاں چھورکا میں خانقاہ تھی مسجد نہیں تھی سوائے علی آباد کے باقی جگہوں پر چھوٹی چھوٹی بوسیدہ مسجدیں تھیں۔ سب ماتمسراؤں میں صبح سے مغرب تک مجلس ہوتی تھی نماز کا نام ہی نہیں ہوتا تھا۔ جب سنیوں نے ان کو طعنہ دیا کہ مسجد تک نہیں تو چھوٹی مسجد بنائی لیکن یہاں نماز نہیں ہوتی تھی۔ چھورکا میں جمعہ کا خیال اس وقت آیا جب حاجی غلام حسن اور ماسٹر فضل معرفی والوں سے رابطہ ہوا تو ان دونوں نے جمعہ قائم کر کے مسجد ضرار بنانے کا جواز پیدا کیا، یہاں جمعہ منافقین نے شروع کیا تھا۔

ناتخین شریعت والوں کی اسلام و مسلمین سے دوبدو گھسان کی جنگ کی خبریں اخبار و کتب میں نہیں آتے ہیں کیونکہ یہاں ہر چیز ان کے قبضہ میں ہے۔

قارئین کرام آپ کے حافظے میں ہوگا چھورکا میں موجود شیعوں کا نسب فرق غرابیہ سے ملتا ہے جو ۴۴۰ھ سے ۴۵۰ھ تک کے دوران بغداد کے شہر کرخ میں ہوتے تھے۔ وہ دائم الفساد، عقائد فاسدہ کے حامل تھے، فرق مسلمین میں سے خطرناک ترین عقائد اسلام میں زلزلہ اور انہدام کے داعی تھے۔ عقائد اسلام کی پہلی اساس قرآن ہے، قرآن کو اللہ نے حضرت محمدؐ پر نازل کیا اور یہ لانے والے جبرئیل تھے۔ یہ لوگ جبرئیل سے نفرت کرتے تھے کہ اس نے نبوت علی کو دینے کی بجائے محمدؐ کو دی ہے لہٰذا جبرئیل خائن ہے اس پر لعن کریں۔ ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ سورہ بقرہ آیت ۹۷۔۹۸ آیا جو جبرئیل و میکائیل سے عداوت کرتے ہیں اللہ

سبحانہ ان سے عداوت رکھتے ہیں۔ دوسری اساس حضرت محمدؐ سے بھی کراہت ونفرت کرتے تھے قرآن اور محمدؐ سے نفرت کرنے کے بعد اسلام کا کچھ نہیں رہتا ہے۔

لہٰذا اہل چھورکاہ کے شاعر اور مداح خوان اور تقریر کنندہ گان قرآن اور محمدؐ سے عداوت وتنفیر بطور صریح تو نہیں کرسکتے ہیں کیونکہ اس سے وہ عام مسلمانوں میں منفور وملعون قرار پاتے ہیں لیکن قرآن اور محمدؐ کو کنارے پر لگانا ان کے ہاں معمولی سی بات ہے یہ خصوصیات آپ کو آغا خانیوں میں ملیں گی وہ اپنے لوگوں کے لئے جماعت خانہ بنانے کے بہانے کے بعد اب سب کچھ قبضے میں لیا ہے۔قرآن وسنت وسیرت محمدؐ سے عاری وخالی حدیث کساء منبر پر پڑھنے والے کو اچھے لباس عمامہ قباء میں چھپا کر لاتے ہیں۔ان کے پیچھے زمان یوسف ڈاکٹر محمد علی قاسم جیسے سیکولران کو لگاتے ہیں پھر انہی علماء سے نفرت پھیلاتے ہیں۔دین علی سے شروع کرتے ہیں علی پر ختم کرتے ہیں علی سے مراد آغا خان ہے اللہ کو آغا خان میں محلول گردانتے ہیں۔

آغا خانی پاکستان کی حدود اربعہ میں رہتے ہیں اس حوالے سے وہ دیگر پاکستان کے شہریوں جیسے ہیں گرچہ یہ ملک مسلمانوں کی اکثریت کی وجہ سے اسلامی ملک ہے،لیکن غیر مسلم بھی یہاں رہتے ہیں،مسلمانوں کو ان پر اعتراض نہیں لیکن غیر مسلمین کو یہ اعتراض ہے کہ یہاں اکثریت کو اکثریت کا حق کیوں دیا جاتا ہے۔مغرب سے معاہدہ کرنے والے سیکولران اقلیتوں کی حکمرانی کی نوید دیتے رہتے ہیں۔فلاحی کاموں کے نام سے وہ سب اندر سے اسلام کے خلاف دیمک والا کام انجام دیتے رہتے ہیں۔ہندوؤں اور صلیبیوں کے ساتھ قادیانیوں آغا خانیوں کی اسلام مخالف سرگرمیاں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ایک عرصے سے علاقہ شگر قصر ابی سفیان مرکز بننے کے بعد اسلام کو دبانے اسلام خواہوں کو کچلنے میں زیادہ سرگرمیاں دکھائی گئی ہیں۔خاص طور پر خلفاء اسلام کو سب وشتم کا نشانہ بناتے رہتے

ہیں ۔ملک میں سب وشتم کے بانی باطنیہ کی شاخہ قرمطی ، قادیانی اور آغا خانی ہے ۔دین و دیانتداری کا گھیرا تنگ کرنا ،انہیں ہراساں کرنا علاقے کے مقدرات میں مداخلت کرنا اور دین بتانے والوں کو ذلیل وخوار کرنا ان کا معمول رہا ہے ۔

میں نے اس کا مظاہرہ اپنے حواس خمسہ کاملہ سے دیکھا اور سنا ہے اس کی روشنی میں وضاحت کر رہا ہوں ۔

ا۔چھورکاہ کی نگرانی دار ابی سفیان سے ہوتی ہے اس کے شواہد بہت ہیں ان میں سے ایک اسی مسجد کے امام ضامن علی دسویں جماعت پاس یا فیل کو اٹھا کر میں ایران لے گیا تھا تا کہ وہ عالم دین بنے اور جرات وشجاعت سے دین کی خدمت کریں ۔اور اس طرح کھڑ پنچوں ، بوٹی چوروں ، روٹی چوروں ، گھی چوروں کی جاگیرداری اجارہ داری ختم ہو، کھلے بے دین مراسم ختم ہو جائیں یہ گاؤں دیگر گاؤں کے لئے نمونہ بنے ۔میں نے ان کی ذمہ داری کے علاوہ ان کے بچوں کی پڑھائی اور زندگی کی ضروریات کی بھی ذمہ داری لی ، ابھی میرا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوا تھا کہ کشف ہوا وہ تو کب سے آغا خانیوں کی بیعت کئے ہوئے تھا ، اس لئے مجھ سے منہ پھیرنا شروع کیا ۔اُس نے مکروہ چہرے سے مجھ سے کراہت کا مظاہرہ کرنا شروع کیا فاسد ترین عقائد کا مظاہرہ کیا ، کاہنوں فال گروں کا عمل شروع کیا' ہر طرف ہر سو سے میرے خلاف سرگرم ہو گئے ۔وہ ہر مجلس میں طٰہ کے لیے دعا کرتے رہے کہ ان کا سایہ ہمارے سروں پر باقی رہے حالانکہ اس کا علم وایمان خود ان سے بھی کئی درجہ گرا ہوا ہے ، اس کا مطلب ہے کہ دونوں کی نظار نا شخین شریعت کی طرف سے ہی ہوتی ہے ۔حالانکہ میں نے ان کے خلاف کسی قسم کی بے وفائی نہیں کی تھی ۔اگر کوئی بھی مسائل اجتماعی و معاشرتی کا تحلیل گر یا تبصرہ نگار مجھ یہ سمجھائیں ایسا کیوں ہوا کس کی غلطی تھی ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے میری ضد میں تمام

خرافات کوجوں کاتوں جاری رکھاہےاورمیری کتابوں کو یہاں لانے سے منع کیا ہے، یہاں تک اس نے میری ضد میں بغیر کسی جواز شرعی کے خاندان وفروپا کاوکیل بن کرمیرا حق روک کررکھا ہے۔ یہ صرف اسی وقت ممکن ہے کہ ان سے کہا گیا ہوگا کہ خاندان وفروپا کے سر پر ہاتھ رکھیں، کسی صورت میں شرف الدین کو یہاں سے کچھ نہیں دینا ہے ورنہ وہ اتنی جلدی دین وشریعت سے منہ نہیں موڑ سکتے تھے۔

۲۔علی آباد کے جوانوں نے جشن علی اکبر کے نام سے بغاوت وہاں ہماری موجودگی میں شروع کی، جن میں قاسم ولد ابراہیم، جعفر ولد علی موسیٰ، ہاشم ولد علی موسیٰ، یوسف ولد حاجی یعقوب، احمد ولد شیر اور اعجاز ولد ابوالحسن سرفہرست ہیں جن کو میں جانتا ہوں۔میرے علاقہ چھوڑنے کے بعد سکردو سے خاص میری مذمت کرنے والے علماء کو خصوصی دعوت دے کر بلاتے رہے اور یہاں کے منبر سے میری توہین کراتے رہے، ان میں سرفہرست شیخ بہشتی اور شیخ جوہری کے جاہل زادہ ہیں۔

۳۔ضامن وطٰہٰ دونوں دارابی سفیان کے مقیم اور ناسخ دین وشریعت والوں کی پناہ میں رہتے ہوئے دین وشریعت بیان نہیں کرسکتے ہیں۔

۴۔سید محمد طٰہٰ شگر ہائی سکول سے کتنا پڑھا تھا مجھے معلوم نہیں لیکن جتنا بھی پڑھا ہو ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔سید محمد طٰہٰ دوران طالب علمی مہدیہ قرمطیہ میں استاد قرمطی کی نگرانی میں تعلیم حاصل کررہے تھے، کراچی میں دیگر طلباء کی طرح آپ بھی گھروں میں بچوں کو قرآن سکھانے اور فاتحہ پڑھنے، پڑھانے جاتے تھے تو وہاں سے حق زحمت کے علاوہ امام ضامن، صدقات، بعض کی طرف سے خمس بھی ملتا تھا یہاں سے ان کے ذہن میں آیا کہ گاؤں میں مدرسہ کھولیں۔ہم نے نصیحت

کی ایسا نہیں کریں یہ آپ کا کام نہیں ابھی آپ پڑھیں اس سلسلہ میں میں تعاون کروں گا لیکن مدرسہ نہیں کھولیں لیکن ان کی خدمات کی بولی لگ گئی اور آخر میں علم دین پڑھے بغیر مروج دین بنے۔ بلکہ گاؤں گاؤں مدرسہ بنانے لگے، سیاست میں داخل ہوئے قرمطیوں کو آپ کا انداز خطاب پسند آیا خاص کر ندیم صاحب کو بہت پسند آیا کہ یہ میرے کام کے آدمی ہیں، شیخ ضامن کو کسی نے ان کے حق میں سفارش کی ہوگی۔ ان کو سرتاج وسرور کہنے لگے لیکن برادران کو احساس ہوا ہوگا بغیر عمامہ وعباء اچھا نہیں لگتے ایران بھیجا کسی صورت میں عبا قبا پہن کر آئیں، ان کے پاس منبر سے کہنے کے لئے چندان آیات احادیث عقائد تاریخ اسلام نہیں تھا۔ کیا وہ عالم دین ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ ان کا اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا پھر ان کا لوگوں کو مجھ سے ملنے میری کتابیں پڑھنے سے منع کرنے کیلئے یہ ہمت وجرات کس نے دی ہے؟

سید محمد طٰہٰ کی علم و دیانت ان کے خاندان کے حوالے سے سب جانتے ہیں بلکہ بدنام ہی جانتے ہیں اس نے خلفاء اسلام کی شان کو بدزیب الفاظ اہانت و جسارت والے کلمات کا نشانہ بنایا اور ان کے بیانات کو کیبل سے بھی نشر کیا گیا۔ یہ سب کچھ دار ابی سفیان کی مقیمین کی پشت پناہی کے بغیر ممکن نہیں۔ میں خلفاء کو غلطیوں سے پاک ہستی نہیں سمجھتا تا ہم سنیوں کی طرح ابو ہریرہ اور کعب احبار کو ان کے برابر بھی نہیں سمجھتا ہوں میں ان کو دعوت اسلام محمدؐ کے کاروان کا پیش رو سمجھتا ہوں اگر کسی کو اعتراض ہے تو حضرت امیر المومنین کے علاوہ کسی بھی صحابی کو ان کے ردیف میں دلائل تحریر میں ارسال کریں۔ ایک شخص جس نے قرآن و سنت کو سمجھنے کا پہلا صفحہ ہی نہیں پلٹایا ہو اس شخص کی طرف سے نبی کریمؐ کے حضر و سفر میں ساتھ رہنے والوں مشاورین جنگ و صلح کی شان میں اہانت و جسارت کی زبان کھولنے کی توجیہ صرف اور صرف ان کے پاس بنتی ہے جن کا مذہب ان کے سب

وشتم سے شروع اور اسی پر ختم ہوتا ہے۔

اچھی طرح سے مدلل مستند دلائل سے ثابت کرونگا خلفاء کو سب کرنا اہل بیت اطہار سے دوستی نہیں ہے، علی کی سیرت سے ہٹ کر علی کے دوست نہیں بن سکتے ہیں، نہ ہی یہ خلفاء دشمنی ہے بلکہ یہ اسلام دشمنی میں ابوجہلی وابوسفیانی کردار ہے۔ یہ لوگ اگر اتنی صلاحیت واہلیت نہیں رکھتے تو قم والوں سے استعانت طلب کریں۔ یہ اسلام دشمنی بھی آغا خانیوں کے ایماء واصرار پر کی ہے۔

۵۔سکورا میں ایک سنی مذہب کے گھر پر توہین تربت امام حسین کرنے کا الزام لگا کر عوامی ریلے کا ایک جلوس ان کے گھر تک لے گئے، جس طرح یزید نے مدینہ کو تاراج کرنے کیلئے لشکر بھیجا تھا وہ ان کے گھر والوں کو ہراساں کرنے گئے۔ ممکن ہے وہ خوف زدہ ہوئے ہوں، انکار کیا ہو، معافی مانگی ہو، لیکن اس تربت امام حسین کی کوئی حیثیت نہیں ہے، جس کی تفصیل ہم نے اخبار سودا کے عنوان پیغام سودا میں دی ہے یہاں کی مٹی ہے یہاں اس کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں رجوع کریں۔ انہوں نے امام حسین کی تربت کے لئے جو فضائل گھڑے ہیں قرآن اور سنت حضرت محمدؐ کی سیرت میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے، جس کی خاطر ایک مسلمان کے گھر والوں کو ہراساں کیا گیا۔ ان دو اماموں نے اپنے نمازیوں کو لبیک یا حسین کا بے معنی نعرہ دیا اور رگلاب پور میں سنیوں اور نور بخشیوں کو ہراساں کرنے لے گئے تھے۔

٦۔اس حقیقت کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا ہے تاریخ اسلامی میں ان کی جماعت سے نہ ڈرنے خوف زدہ نہ ہونے والے کوئی نہیں، خاص کر حسن صباح نے قلعہ الموت اور تنظیم فدائیان وجود میں لائی۔ حقیقت دوم پاکستان میں تھانے سے لے کر اسمبلی تک میں آپ کا اثر رسوخ ہے، لیکن اقتدار بے مہار کو ہم جیسے اپنی معمولی بات کی ادائیگی نہ کرسکنے والے کے بیٹے کو، میری جائداد کا اجارہ

خرید وفروخت کرنے والے بے چارے بھتیجے تک کو ایجنسی والے بھیج کر خوف زدہ کرنے جیسی ان کی حرکات ہیں۔

۷۔نالہ کے اس طرف والوں نے نالہ کے اُس طرف والوں کا پانی بند کر کے مقدمہ کیا، دس سال مقدمہ لڑے اس میں دیندار، بے دین، مسلمان و منافق سب نے آپس کی چپقلش ختم کر کے دوسرے کا پانی بند کرنے کے لئے مقدمہ کیا۔لوگوں نے اپنے حیوانات اور اپنے اشجار کو فروخت کر کے انتہائی عداوت و دشمنی کا مظاہرہ کیا لیکن یہاں مسجد ضرار میں جمعہ میں آنے میں اتفاق رہا۔یہ اس لئے نہیں کہ جمعہ ایک فریضہ اسلامی ہے بلکہ اس لئے کہ ان سب کے آقا کا حکم ہے یہ جمعہ اسلام کے خلاف ہے اس میں ضرور شرکت کریں۔

۸۔ بلتستان جیسے علاقے میں جہاں خواتین بازار میں نظر نہیں آتی تھیں راجہ اعظم خان کی کامیابی پر یہاں سے خواتین گانا گاتی ہوئی قصر ابی سفیان گئیں، شیخ ضامن سے شکایت کی گئی کہ آپ نے ان کو کیوں نہیں روکا تو انہوں نے جواب دیا اگر میں ان کو روکتا تو وہ ہمارے جمعہ کو توڑ دیتے یہاں سے واضح ہوا یہاں کے جمعہ کا انتظام قصر سفیانی سے ہوتا ہے۔

۹۔شیخ ضامن قصر ابی سفیان یا قلعہ الموت کو قبضہ میں دینے کی افتتاح کی دعوت پر گئے تو کمرے میں ایک مسیحی خاتون کے سامنے بیٹھے۔ان سے سوال ہوا آپ کیوں ایک بے حجاب عورت کے سامنے بیٹھے تو کہا اگر ہم اٹھ کر جاتے تو ہمارے جمعہ کو توڑتے۔

۱۰۔قلعہ الموت والوں نے چھورکا میں اپنا ایک نمائندہ معین کیا ہوا ہے وہ ہمیشہ علماء سے رابطے میں رہتا ہے شاید مولویوں کیلئے بہت سے سرکاری کام کرتے لفافے لاتے ہیں وہ اس مسجد ضرار کی سرگرمیوں کی نگرانی کرتے ہیں۔

۱۱۔چھورکا کے ایک گروہ کی سرپرستی مسجد ضرار کے بانی ماسٹر فضل کرتے ہیں۔وہ اعظم خان کے ووٹروں کا ٹھیکیدار ہے۔شاید بعض نہیں سمجھتے ہیں یا تجاہل برتے ہیں ماسٹر فضل اعظم خان کا ضامن ہوتا ہے، جبکہ کہ دونوں اماموں کا سرسخت ندیم کے حامی ہونا دکھاتے تحلیل طلب ہے۔مسجد کا انتظام اگر ماسٹر فضل کے ہاتھ میں ہے تو یہ دونوں کوانہوں نے کیسے برداشت کیا؟اگر ان دونوں کے ہاتھ میں ہے تو ماسٹر فضل اس انتظامیہ میں کیسے ہے؟ جس طرح ان سے پہلے حاجی محمد حسین بھی ایسا کرتے تھے جبکہ حاجی محمد حسین ہو یا ندیم آغا طٰہ ہوان کے وارثین شیخ غلام محمد ناسخ شریعت تھے، چنانچہ حاجی محمد حسین نے باشو کے چند شیخ کوگلگت لے جا کر آغا خان کی بیعت کرائی تھی۔اس دن ان کے نفاق کاعلم ہوا۔

۱۲۔حسن خان،جن کے دین کا معیار اعظم خان ہے،شگر کا جمعہ چھوڑ کر یہاں آتے تھے۔ اس بات کی دلیل ہے یہ مسجد بھی ان کے ماتحت ہے۔

۱۳۔جمعہ میں اکثر و بیشتر سیکولر اور دین سے نفرت کرنے والے نام نہاد پڑھے لکھے پابندی سے آتے ہیں اور جو ہمیشہ بے دینی میں پیش پیش ہوتے ہیں وہ یہاں شرکت کرتے ہیں۔

۱۴۔سکردو اسد عاشورا کے دن کھانے کا اہتمام کیوں کیا؟شگروالوں نے دل کھول کر چندہ دیا ہے،ان کے دل کبھی بھی ایمانیات کے لئے نہیں کھلا ہے یہ آغا خانیوں نے ہی دیا ہے کیونکہ ان کے مقاصد شوم،ضد اسلامی،اسی خرافتی عزاداری سے چل رہے ہیں۔

۱۵۔اس مسجد ضرار سے جلوس نکال کر سڑکیں بند کر کے بدعت اسد کس کے کہنے پر کی؟۔

۱۶۔اس مسجد سے سنی منتخب نمائندہ کو ہٹا کر شیعہ نمائندہ بنانا ضامن و طٰہ کی طاقت وقدرت ہے اور نا وہ ایسا سوچ بھی سکتے تھے یہ ان کے پیچھے والوں کی جرات وشجاعت تھی یہ ایک قسم کی

بربریت تھی۔

۱۷۔اسی مسجد سے گلاب پور کے سنیوں اور نور بخشیوں کو ڈرانے کے لئے چندین گاڑیاں بھر کے دین وشریعت سے انجان عنایت جیسے لوگ نعرہ بے معنی بلند کرتے گئے ۔ان نعرہ بلند کرنے والوں میں سے ایک یوسف مہدی نے ایک دن مجھے ٹیلی فون کیا آغا صاحب یہاں شگر میں آپ کی کتابوں کی بہت مخالفت ہورہی ہے اس میں ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے تو میں نے جواب دیا اس حوالے سے آپ کی کوئی ذمہ داری نہیں بنتی آپ دین کو پڑھیں سمجھیں اور دین پر رہیں لیکن اسی یو سف نے میرے روکنے کے با جو نعرہ بے ہودہ و بے معنی پر زور لگایا ہے۔

۱۸۔سید محمد طٰہٰ کی طرف سے ضلع کے سربراہ آتے ہی تنقید کا نشانہ بنے شاید وہ سنی ہو نگے یا پہلے ان پر رعب جمانے کیلئے طاقت دکھانے کے لئے دارابی سفیان سے ہدایت ملی ہوگی۔

۱۹۔گلاب پور میں ایک بے چارے انسان کو تہمت میں جیل میں ڈالا جبکہ ان دو کو ہرزہ گوئی اور تفرقہ کیلئے آزاد چھوڑا ہے، یہ سب اس بات کی دلیل ہے اس مسجد کو بنانے والے اور ان سے متعلق وابستہ افراد نے اسلام و مسلمین کے خلاف بھارتی واسرائیلی مورچہ بنایا ہے ۔اس سلسلہ میں یہ عرض کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں کہ ان کی ان حرکتوں کا قرآن اور حضرت محمدؐ سے رشتہ ہونا بھی بہت دور کی بات ہے، یہ خاندان اہل بیت سے بھی دشمنی رکھنے والوں کا ٹولہ ہے۔ایک شخص علم نا خواندہ، اسلام نا خواندہ کا مدارس وسکول بنانے اور چلانے کا سلسلہ پرانا ہے، اس سلسلہ کی ایک کڑی سید محمد طٰہٰ ہے جسے یہاں کے گھروں سے امام ضامن، صدقات، نذریں، خمس وغیرہ لے کر چھورکا میں سکول بنانا اچھی کمائی لگی چنانچہ وہاں مستقل ہونے کے بعد وہاں سے بھی چندہ لے کر سکول بنا کر آغا خانیوں کو دینا شروع کیا۔

۲۰۔ان کا عمل دشمنوں کے لئے یہاں آنے کے لئے موقع اورمحل نزول کا باعث ہے۔چنانچہ مہدی آبادوالوں کے فرقہ واریت والے شوشا نے پورے عرب،سعودی اور کویت والوں کی توجہ اس طرف موڑی ہے۔یہاں شریعت منسوخ کرنے والوں کا کنٹرول ہونے کی دلیل یہ ہے کہ لڑکیوں کے سکول بنا کر اس میں ماسٹر فضل کو رکھا۔یہ اس بات کی دلیل یہ ہے وہی مشنری سکول کا منصوبہ چلا رہے ہیں۔

۲۱۔یہ اللہ ورسولؐ اور مسلمانوں سے جنگ وقتال کا مورچہ ہے اس مسجد سے ان دواماموں سے آئندہ شرور کے شرارے نکلیں گے۔

۲۲۔جس طرح یہاں کی انتظامیہ اہل چھورکا کے لئے معروف ہے اسی طرح دیگر جگہوں پر مدارس و مساجد ضرار بنانے والے دین سے لاتعلق ہیں۔سب جانتے ہیں شکورولد ابراہیم، کریم یا حاجی علی ولد مھدی حکیم پا، حاجی حیدر اسکردو سے اٹھ کر مسجد بنانے والے کو کون نہیں جانتا ہے۔ان کے ہم پلہ علماء نے ان کو بلتستان میں دعوت دے کر لایا اور اپنی عبا کے اندر تحفظ دے کر رکھا تھا۔ڈاکٹر حسن خان سے بھی پہلے آج سے تقریبا ساٹھ سال پہلے شریعت اسلام کی تنسیخ کر کے اسقاط تکالیف شریعت وا باحیہ محرمات قرآنیہ کرنے والے بلتستان کے نام نہاد موسس محکمہ شریعہ ہیں۔

۲۳۔میرے بھتیجے سید محمد سعید یہ جانتے ہوئے کہ میں یہاں کسی صورت مدرسہ دینی بنانے کے خلاف ہوں پھر بھی این جی اوز اور اسلام مخالف بجٹ سے مدرسہ بنانا خود اس بات کی دلیل ہے یہاں مدرسہ بنانے پر قصر غرابیون نے اکسایا ہے تا کہ مجھے میرے بھتیجوں کے ذریعے ماریں۔

۲۴۔یہ مسجد اپنی تاریخ میں اسلام ومسلمین کے مخالف سرگرمیوں کا مرکز،اسلام ومسلمین سے لڑنے کا مورچہ رہا اور رہے گا یہاں کی تمام برائیوں کی نگرانی دارابی سفیانی سے ہوتی ہے۔

۲۵۔امام جمعہ کا قصر سفیانی میں مسیحی عورت کے دوبدو بیٹھنا اور چھورکا سے خواتین کا دارابی سفیان تک گاتے اور رقص کرتے ہوئے جانے پر ان کی مذمت نہ کرنا اور اس سکوت کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا اگر ہم اٹھ کے آتے یا مذمت کرتے تو اس سے ہمارے جمعہ کو خطرہ تھا کہ ''جمعہ کی تحفظ کی خاطر تھا'' سے معلوم ہوا مسجد ضرار اور دارابی سفیان دونوں کے سرپرستی قصر سفیانی میں مقیم ناسخین شریعت کی ایماء و اشاروں سے ہوتی ہے۔

۲۶۔سید محمد طٰہ کے عقائد و فروعات وترجیحات سب کو معلوم ہیں ان کے دین و دیانت کا اندازہ آغا خان نواز جوانوں کی حوصلہ افزائی سے واضح ہوتا ہے۔قاسم مروج، ماروی میمن کی تصویر نشر کرنے والا آغا خان کی سالگرہ منانے والا، وارستان کے مفسد کی حمایت کرنے والا ان کا مروج ہے۔امام زمانہ ثابت کرنے کے لئے شب مشاعرہ کا انعقاد، اسد عاشور پر راستہ بند کرنا، مجالس شگر میں خلفاء کو سب کا نشانہ نہ بنانا، سکول بنا کر آغا خانیوں کو دینا، اسی طرح تربت امام حسین کا کوئی تصور نہیں اس سلسلہ میں روایات پیش کرنے سے علماء شرمندہ ہیں۔کربلا میں طہارت خانہ نجاست و غلاظت خانہ ہے لہٰذا امام حسین کے نام سے کربلا کی مٹی مقدس نہیں۔قرآن اور سنت محمدؐ میں خاک پر سجدہ کرنے کا کوئی حکم نہیں بلکہ زمین پر سجدہ کرنے کو کہا ہے، زمین اور خاک دو الگ چیزیں ہیں۔زمین اس چیز کو کہتے ہیں جو آپ کے نیچے میں ہو، زمین مقابل آسمان ہے آسمان جو آپ کے اوپر ہے۔اس کی اہانت کا بہانہ بنا کر ایک مسلمان کا گھر جلانے جانا لمحہ فکریہ ہے۔ایسا نہیں ہے کہ یہ معمولی ہے سب جانتے ہیں مسجد ضرار طٰہ و ضامن کی سرگرمیاں سب قصر سفیانی میں مستقر والوں کے کہنے پر ہوتی ہیں۔آپ جو بولنا چاہیے بولیں بولو ہم آپ کی پشت پر ہیں یہاں کسی سے خوف و ہراس نہ کریں اس سے پہلے حاجی حسن ڈورپا ہمیں آغا خانیوں اور پی پی کو دکھا کر ڈراتے تھے گھر جلانے

گئے کسی نے مخالفت نہیں کی سرکاری سطح پر اس کی انکوائری ہوئی قاسم وحسن وغیرہ طہٰ کی شجاعت کے قصیدہ سناتے تھے۔

میں سنیوں کو اسلام حقیقی کا نمائندہ نہیں سمجھتا ہوں مجھے سنیوں سمیت تمام فرقوں کے بارے میں تحفظات ہیں جس کی وضاحت دراسات فرق میں بیان کی ہے وہاں ملاحظہ کریں۔لیکن پاکستان میں مسلمان فرقوں میں اکثریتی فرقہ ہونے کے حوالے سے بعض شعائر اسلام نماز روزہ حج بیت کی زیادہ پاسداری کرتے ہیں، یہ نام نہاد دانشور دکھانے والے روشن خیالی، الحاد پرست مسیحیوں اورہندووں کو اپنا بھائی کہتے ہیں، تنبیخ شریعت اسلام والوں کی خاطر ان کو تذلیل وتحقیر و ہراسان کرنا عقل وشرع دونوں حوالے سے نا قابل فہم ہے۔

ا۔اسلام کی ضد میں بلکہ ضد دین ،ضد اقدار وخاندان اورضد شرافت جنگ مشنری سکول کے ذریعے شروع کی، ایسے سکول سے پڑھنے والوں کا دین سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا ہے چاہے ان کو مفکر قوم اور فیلسوف دہر کہیں، ان کی فکرو فلسفہ اسلام کے مخالف سمت پر ہی ہوگی۔گرچہ انگریزوں کے مذموم عزائم اور منویات فاش ہونے کے بعد ان کے نام ان سکولوں سے ہٹائے گئے ہوں لیکن ان کا ترتیب دیا گیا نصاب طور طریقہ اور تعلیم وتربیت مخلوط تعلیم اپنی جگہ باقی ہے' سرکاری سکول چونکہ اس ملک کے بجٹ سے چلاتے تھے اس لئے انہیں اپنے اسلام اپنے ناموس کا خیال رکھنا ہوتا تھا یہاں سے انہوں نے پرائیوٹ سکول شروع کئے' ایک طرف سے بھاری فیس سے غریبوں کے لئے تعلیم شجرہ ممنوعہ بن گئی اوردوسری طرف عیاشوں کی اولادوں کو اپنے طور طریقے سے بے دین بنانا شروع کیا ہوا ہے۔لہٰذا یہاں سے فارغ افراد چاہے داڑھی رکھیں نمازی ہوں ان کی ایک پسلی اسلام کے خلاف ضرور ہوگی ان کی طرف سے اسلام پر تنقید جاری رہے گی۔

۲۔لوگوں کوتعلیم سکھائیں لیکن اسلام وشرافت مندی سے جاہل ہی رکھیں گے تو بہتر ہے چنانچہ سابق زمانے میں راجگان کی سیرت یہی تھی۔

۳۔مدرسہ اسلام کے نام سے بناتے ہیں جن میں بچے اسلام شناس نہیں ہو نگے، چنانچہ مدارس دینی کا نام قرآن وعترت یامدرسہ امام صادق رکھتے ہیں،لیکن نصاب میں فارسی زبان گلستان وبوستان اور جملہ حیدری تقریری مقابلہ ومضمون نویسی یااصول فقہ پڑھائینگے تو ان میں اسلام کہاں سے آئے گا؟ان مدارس کی پشت پرسرمایہ داراوران کی پشت پراین جی اوز ہوتی ہیں،ان کے پشت پرتبشیری ان کے پشت پراستعمارسرکارہوتی ہے۔مولویوں سے تاسرکارتک کامتفقہ فیصلہ ہے کہ اسلام کونکلنے کے لئے مکھی بھر کاسوراخ بھی نہ رکھیں۔

۴۔دینی مراکز یعنی محراب ومنبر پر جاہلوں کورکھناان کا آزمودہ تجربہ ہے چنانچہ مشن پی بالا والوں نے ۱۳رجب کے جلسے کی کرسی صدارت اخوندرحمٰن کے لیے رکھی تھی ان کا سینہ ہرقسم کے علم اور خاص کراسلام سے خالی اورزبان پرلکنت کی وجہ سے بواشاہ عباس کے شعر پڑھ کراتراتے تھے۔

معاشرے میں نااہل ونالائق بلکہ جاہل ازاسلام وقرآن وسنت والوں کواعلیٰ وارفع مقام دینادین کی رخصتی کا سبب بنتا ہے۔محل سرفہ کھور میں مرحوم شیخ ذاکرحسین کے بعد کوئی نماز پڑھانے والانہیں تھاتووہاں ایک دکاندارفوجی پنشن شدہ ابوحسن نامی تھااسےامام جماعت بنایا،یہاں سےشکور نامی جوایران مشہد میں چند سال قیام کرکےوہاں رائج نحووصرف بھی نہیں پڑھا تھا عبا قباپہن کرواپس آیاتو محلّہ والوں نےان کے پیچھے نماز پڑھناشروع کی تو ابوحسن نماز میں شریک ہوکرنمازتوڑکر چلے گئے کہاامام کی قرات درست نہیں اس شرمندگی میں شیخ کراچی آیا، مجھے پتہ نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے میں نے ان کومطہری ہوسٹل میں بھیجاوہاں رات گزاری صبح کوغائب ہوگیا پتہ نہیں وہ کہاں

گئے ایک عرصہ کے بعد پتہ چلاوہ دوبارہ گاؤں گئے ہیں۔آج سے دوتین سال پہلے یہاں حاجی محمد علی صاحب نے بھی ایک مسجد ضرار بنائی، مسجد مکمل ہونے کے بعد مولانا شکور نامی سے درخواست کی کہ آپ یہاں امامت کرائیں،توانہوں نے چار ہزار روپے ماہانہ تنخواہ کا مطالبہ کیا،توانہوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں دے سکتے۔مجھے خود حاجی نے یہ بتایا کہ آج کل کے علماء کی نظریں آسمان پر ہیں زمین پر نہیں پڑتے۔گویالاکھوں کرپشن کرکے مسجد بنانے والے کی نظریں زمین پر ہیں جبکہ چار ہزار مانگنے والے کی نظریں آسمان پر ہیں۔انہوں نے ایک اور مولوی سے بات کی تو اس نے یہاں مفت میں پڑھانے کی حامی بھری ہے،ہم یہاں پراس پر تبصرہ نہیں کریں گے،اس کا ذکر ہم نے اسی کتاب میں ایک جگہ کیا ہے۔

امام جمعہ جوصدر اسلام میں پیغمبر اکرمؐ اورآپ کے بعد خلفاء راشدین بشمول حضرت علی جیسی ہستی پڑھاتی تھی کسی گاؤں کے سرکاری ملازم یا پھر جس کی قرأت بھی صحیح نہ ہووہ امام جمعہ بنیں گے تو اس علاقے کا کیا حشر ہوگا۔اسلام سے سینہ خالی ہونے کی وجہ سے وہ ہمیشہ حسود ہوتا ہے دوسرے کسی عالم کو برداشت نہیں کرتا ہے۔چنانچہ علی آباد میں شیخ ضامن علی کوآغا سعید کا مسجد میں آنا گوارا نہیں تھا ان کا کہنا ہے میرے ہوتے ہوئے آغا سعید کیوں آتے ہیں چنانچہ آپ آغا سعید کے مسجد میں آنے پر راضی نہیں ہوئے۔

نیز آغا خان کی تعظیم وتوقیر وتکریم لیکن ناموس اسلام سرور مسلمین خلفاء اسلام کی تضحیک و توہین برے القاب سے یاد کرنا لمحہ فکریہ ہے گویا قصر سفیانی میں مستقر وارثین قلعہ الموت عصر جدید کے ہٹلرزکی استبدادیت ہے۔

ا۔مساجد ماتمسراء ومدارس کے لئے وقف نہیں ہوتی ہیں یہاں اس مسجد کے لئے موقوفات

بنائی گئی ہیں جن سے کھلے عام لوٹ رہے ہیں۔

۲۔دو جمعہ کے درمیان فاصلہ کی شرط جعلی ہےاس کی کوئی سندنہیں اس پر بھی اتفاق ہے۔

۳۔کہتے ہیں مسجد نجس کرنا حرام ہے لیکن یہاں زنجیر زنی ہوتی ہےاس پر بھی اتفاق ہے۔

۴۔یہاں جمعہ ہوتا ہے جو رمز وحدت مسلمین ہے لیکن یہاں تفرقہ بین المسلمین کا خطبہ دیتے ہیں اس پر بھی اتفاق ہے۔

۵۔یہاں اس مجددیت کی قدسیت کی خاطر اسلام کے بارے میں کچھ کہنے پر پابندی ہے۔

اسلام کے نام ہر شعائر کی بندش کی ہے تمام مظاہر فسق و فجور حتیٰ ملکی سطح کے جرائم کے ساتھ اشاعۃ فحشاء میں بہت اضافہ کیا ہےان کی کاوشوں زحمتوں غلاظت خوری کی وجہ سے علاقہ سے مظاہر دین کے آثار مٹ چکے ہیں، آثار کفر و الحاد جاہلیت قدیم سے ممزوج عداوت و بغضاء، حقد و کینہ سے بھرا معاشرہ بن گیا ہے۔فرق رکھنا یا اندازہ کرنا مشکل ہو رہا ہے یہاں کے بسنے والے مسلمان ہیں یا غیر مسلمین، یہاں یہ دین کے نام سے عمارتیں کافرین کی طرف سے بن رہی ہے۔

ان کی بڑھتی ہوئی استبدادیت کی بھی وجوہات ہیں:

۱۔بین الاقوامی الحادی یہودی ماسونی اسلام مخالف کے بجٹ کا کچھ حصہ ان کو دیا جاتا ہے جس سے وہ یہاں کے ضمیر فروشوں روشن خیالی ثابت کرنے کیلئے کفریات لکھنے والوں کو دیتا ہے۔

۲۔غیرت ناموس کا فقدان ماں بہنوں کی عفت و عصمت کے بارے میں بے پرواہ نوجوانوں کو کھلی چھٹی دی ہےاس سلسلہ بےغیرت اپنی بہنوں کو آغا خان تنظیم میں بھیجتے ہیں۔

۳۔یزید بن معاویہ کی ولی عہدی کے خلاف گلہ خراش کرنے والے، چیخا چیخی کرنے والے، اسلام سے انجان بیٹوں کو ولی عہدی پر نصب کرکے جاتے ہیں ان کو وارث ممبر و محراب بناتے ہیں۔

۴۔بعض لوگ سمجھتے ہیں اقتدار جن کے ہاتھ میں ہو وہ لوگ جو کرنا چاہیں کر سکتے ہیں چنانچہ علی آباد والوں نے میرے بیٹے باقر جس کی کوئی حیثیت نہیں تھی، جو میرے منع کرنے کے باوجود یہاں آتے تھے یہاں کے دانشوری دکھانے والوں نے ان کو پھنسایا ،ایوب اعجاز خانیوں کے گماشتوں نے ڈرا کر جلدی یہ جگہ چھوڑنے پر مجبور کیا تھا جس سے سعید خود بخو دڈر گئے کہ جو لوگ اعجاز ایوب ڑھوقپہ کے بے دین بے غیرت مدعی سیاست آغا علی کے ذریعے شرف الدین اور اس کے بیٹے کو ہراسان کر سکتے ہیں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔لیکن مظلوموں کا بھی ایک دادرس ہے،اللہ کا وعدہ ہے کہ مسلمان جن کے خلاف کچھ نہ کر سکے اللہ ان سرکش بے دینیوں پر ان جیسے بے دین ملحد مسلط کرتے ہیں، جیسے قلعہ الموت والوں پر ہلاکو کو مسلط، ہلاکو کے ذریعے قتل عام کیا تھا، یہ سالہا سال روپوش رہے عورتیں جیسے گھروں میں فساد پھیلاتی ہیں جھوٹ بولتی ہیں۔نواز شریف ریاض الجنہ میں ٹوپی پہن کر نفل پڑھنے والے، یہاں ہندو مسلم مسیحی سکھ کے امتیاز ختم کرنے کی نوید دینے والے پر عمران خان جیسے ملحد کو مسلط کیا۔

مسلمان عوام کو پتہ نہیں چلتا ہے ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے منافقین جو حسب تعبیر قرآن مفسدین ہوتے ہیں، دنیا کفر و شرک اہل دین سے دو بدو جنگ لڑتا ہے لہٰذا ان کی جنگ میدان میں ہوتی ہے،میدان جنگ میں شرکت نہ کرنے والے مسلمانوں کو منافقین کہتے ہیں۔جبکہ ان کی تاریخ نفاق پشت پناہی استعمار رشوت ستائی سے پھیلی ہے لہٰذا وہ اندر سے فساد پھیلاتے ہیں باہر سے امن پسند دکھاتے ہیں۔اگر یہ لوگ امن پسند ہوتے تو ہلاکو ان کو آزاد چھوڑتا جبکہ اس نے جہاں جہاں ملیں قتل کرنے کا حکم دیا، کیونکہ ان کی بنیادی فکر یہودیوں کی فکر ہے یہ عالمی حکومت کی فکر میں رہتے ہیں کہ پوری دنیا پر حکومت کریں یا حکومت کی پشت پناہی میں اپنی تیاری کریں ان کی تیاری معاشرے

سے اسلام کو بے دخل کرنا ہے۔

لہٰذا وہ دوسروں پر فساد پھیلانے کا الزام لگاتے ہیں۔ میں ان کے یہاں پاکستان میں قیام کے خلاف نہیں ہوں کیونکہ یہاں ہندو سکھ مسیحی بھی رہتے ہیں۔ میری کوئی اجتماعی سیاسی ثقافتی دینی حیثیت نہیں کہ غیر مسلمین اقلیت والوں کے خلاف آواز اٹھائیں لیکن اسلام دشمنی اور اسلام کی سرگرمیوں کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف خاموش نہیں رہ سکتا ہوں۔ اسی طرح صرف اس مسجد اور اس کی انتظامیہ و امام کے خلاف نہیں ہوں بلکہ پورے بلتستان میں بننے والی مساجد و مدارس ضرار و ماتمسراء اور مولوی ضرار کے مخالف ہوں۔ اس حوالے سے بلتستان کے تمام پی پی نواز، خان نوازوں کے خلاف ہوں کیوں کہ انہوں نے ان کو اپنے کاندھوں پر سوار کیا ہے اور لوگوں کو ساتھ دینے کا کہا ہے، ساتھ نہ دینے والوں کو ذلیل و خوار بدنام کیا ہے۔ اس طرح ضامن علی و طٰہٰ کے ساتھ میرے بھتیجے و داماد و دیگر نام نہاد علماء کے بھی مخالف ہوں، دل میں اسلام رکھنے والے کو کہتا ہوں نماز لب نالہ یا پہاڑ پر پڑھیں ان مساجد میں پڑھنا باطل ہے، جمعہ اسلام کی سربلندی کے لئے ہے اسلام کو مٹانے مسلمانوں کا راستہ روکنے، مسلمانوں کے گھروں پر حملہ کرنے، اعلانات فساد کرنے کا اجتماع نہیں ہے۔

ضامن و طٰہٰ نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا جو ابوجہل اور ابولہب حضرت محمدؐ کے ساتھ رکھتے تھے، جو شخص میرے ساتھ رابطے میں ہو ان سے کہا ان کی بات نہ سنیں ان کی کتابیں نہ پڑھیں یہاں تک گھما کر بات کی کہ مجھے پیغام بھیجا اپنی کتابیں یہاں نہ بھیجیں۔ ماسٹر غلام مہدی جیسے پڑھے لکھے دیندار سے بھی کہا میری کتابیں نہ پڑھیں، میری کتابوں سے جوانوں کے عقائد خراب ہوتے ہیں یہ بات اپنی جگہ سچ تھی وہ عقائد جو مجوس، یہودی، مسیحی بوذی اور زردشتیوں نے پھیلائے ہیں۔ یہاں

عاشورہ میں عقائد اسلام بتانے پر پابندی ہے دروس منقبتی ان کے ہاں نہیں ہے۔ ہر منبر پر یہی عقائد دہرائیں گے تو تکرار سے دلنشین ہو جاتے ہیں لیکن یہ عقائد آیات قرآن کے مقابلے میں ٹک نہیں سکتے ہیں۔یہاں کے عام لوگ کلمہ اسلام پڑھتے ہیں اس لئے انہیں کافر نہیں کہہ سکتے ہیں ورنہ ان کے تمام عقائد انہی ادیان فاسدہ کے ہی ہیں۔قرآن معجزہ ہے، قرآن معجزہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر حضرت محمد ﷺ قریش اور یہود مجوسیوں کے سامنے پیش کریں تو وہ لوگ لاجواب ہوتے تھے لیکن اگر کوئی اور تلاوت کریں تو مقابل لاجواب نہیں ہوتا ہے۔قرآن کا اعجاز اس میں ہے کہ شرف الدین جیسا نالائق کفر والحاد کے مقابل پیش کرے، ابوجہل و ابولہب کی جگہ ضامن و طٰہ و دیگر نام نہادوں کے مقابلہ میں پیش کرے تب بھی معجزہ ہے۔فرض کریں اگر یہ فاسد عقائد ہم رکھتے اور یہ دونوں تلاوت کرتے تو تب بھی یہ معجزہ ہوتا۔

قریش نے ولید بن مغیرہ سے کہا آپ کوئی تجویز دیں اس محمدؐ کو کیسے روکا جائے؟ اس نے کوشش کی۔اسلام کے دشمنوں نے ہمیشہ بغیر وقفہ کوششیں جاری رکھیں ان میں سے سب سے زیادہ طاقت نمائی قدرت نمائی شیطان کے حیلے سے مالی عہدوں کی لالچ سے ضد اسلام بھرتی کرنے والا فرقہ باطنیہ نے کی ہے۔گزشتہ چند سالوں سے مرکز فساد ضد قرآن قصر سفیانی میں شریعت اسلام منسوخ کرنے والے مستقر ہو گئے تھے اس دن سے ان کی سرگرمیاں مخالف قرآن تیز ہو گئیں، چھورکاہ میں روڈ بند کرنے جلوس، سکردو اسد عاشورہ میں شرکت ان کے طعام کا بندوبست، ضامن و طٰہ کی اسلام مخالف ہرزہ گوئی انہی کی نگرانی میں ہو رہی ہے۔لیکن دنیا میں ان کی بدقسمتی بدنامی اور آخرت میں جہنمی ہوں گے۔ان دونوں نے قرآن سے پناہ لینے کی بجائے قصر سفیانی میں شریعت منسوخ کرنے والوں سے پناہ لی، ان شاء اللہ پناہ لینے والے اور دینے والے مثل فرعون اور ان کے

عوام کی طرح فاسدین کیلئے ایک یادگار چھوڑ کر یہاں کے مومنین کو ان کے شر سے نجات ملیں گے۔

ضامن علی اور سید محمد طٰہٰ کے میرے ساتھ سلوک کی کوئی مثال پیش کروں تو مشرکین قریش کا حضرت محمدؐ کے ساتھ سلوک ہوگا مشرکین مکہ میں وارد لوگوں سے کہتے تھے یہاں ایک شخص محمدؐ نامی پیدا ہوا ہے اس کی زبان متاثر کن ہے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، لوگ ان سے ملنے کے بعد گمراہ ہوتے ہیں ہماری آپ کو نصیحت ہے ان کے نزدیک ہی نہ جائیں اگر کہیں اتفاق سے مل گئے تو کانوں کو بند کر کے رکھیں، کوئی بات نہ سنیں۔ چھورکا والوں کے اسلام سے ناآشنا مسجد ضرار کے دو اماموں نے بھی میرے ساتھ یہی طریقہ اپنایا شرف الدین کی کتابیں نہ پڑھیں اگر کراچی جائیں ان کے پاس نہ جائیں۔

اس مسجد ضرار کے دونوں اماموں کا فرقہ واریت میں کردار سب پر واضح ہے۔ میں نے نجف، قم، بلتستان اور کراچی میں درس سے ناخواندہ عالم و فاضل کہلانے والے، دین سے بے بہرہ اور ہماری تمام نیکی و خدمات کو لات مارنے والے اور مخالفت و مزاحمت کرنے والے بہت دیکھے ہیں لیکن چھورکا جیسے نمک حرامی کرنے والے اور میری مخالفت میں دین سے کھیلنے والے نہیں دیکھے ہیں۔

میری یہ باتیں اس لئے نہیں کہ انہوں نے میرا حق نہیں دلوایا، اور اگر یہ دونوں کہتے تو وہ ضرور دیتے، ایسا نہیں ہے یہ ان کی طاقت وقدرت کی بات نہیں، یہاں ادنیٰ سا ذلیل انسان بھی حق روکنے اور بے دینی میں مہارت رکھتا ہے، علی آباد امن پا کر حاجی علی اپنی متوفی بہن کا حق ان کی اولادوں کو نہیں دے رہے۔ بقول حاجی حسن ڈور پا ماتمسراء کی وجہ سے دیں گے وہ پیسے کی خاطر مسجد اور ماتمسراء دونوں کو آگ لگا لیں گے۔ وہ تنہا میری اور میرے دو بھائیوں کی نہیں بلکہ اپنی دو بہنوں کی

ارث کو بھی کھارہے ہیں، ایک علی آباد کے حیدر کے عقد میں تھیں آدھ حصہ ان کو ملتا ہے ایک بہن کا حق عباس اور ان کے والد کو ملتا ہے ۔فرزندان حاجی شکور کے ہاں حرام پر حرام کا ڈیرہ ہے یہاں وہ حرام کھانے والے ہیں اور خاندان وفرو پاوالے حرام خوردھوکہ دہی میں ماسٹر ہیں ۔

مسجد ضراروالے اہل چھورکا سے موقوفات لیتے ہیں یہ مساجد وامام بارگاہ کے لئے وقف نہیں ہوتے ہیں۔ جس کسی نے ان کو دیا، موقوفات کی فصل ہے، وہ ان کے مالکان کو واپس کریں ۔احکام فقہاکے فتاویٰ سے نہیں قرآن اور سنت رسول سے ثابت ہوئے ہیں علم صرف ونحو میں مصروف رہنے والوں کو پتہ نہیں مجتہدین اللہ کی حجت نہیں ہیں آخری حجت قرآن اور محمدؐ ہے۔قرآن اور سنت پیغمبر اکرمؐ سے ثابت کریں اس کا کوئی نمونہ دکھائیں رسالہ عملیہ مجتہدین حجت نہیں ہے اگر حجت ہے تو دلیل پیش کریں ۔

میں نے ضامن علی کو اپنے بھائی کو چھوڑ کر محراب ومنبر پر ان کو نصب کرکے پورے بلتستان کے ممتاز وجید شہرت یافتہ خاندان سادات کی یہاں استحقاقی تو ریثی کے دعویٰ پر لکیر سرخ کھینچی ہے۔ یہاں کے سادات اپنے حقدار ہونے کا آیت تطہیر، آیت مودت، حدیث ثقلین سے استناد کرتے آئے ہیں ۔کھرمنگ میں شاید محراب نہیں ہے ممبر ہے، جو سادات گھرانوں میں دن کے حساب تقسیم ہوتا ہے اپنا حصہ اگر کونگا ہے فروخت کرتے ہونگے ۔کول میں مرحوم آغائے محمد ہادی اور محمد تقی کی اولادوں میں تقسیم ہے۔ چندا میں مرحوم سید محمد مہدی کی جاہل اولادوں میں تقسیم ہے۔ کچورا میں سادات اور شیوخ پچاس دعویٰ کے بعد قاضی قضات بلتستان دوسروں کے حقوق کا گیند مارنے والا اپنا حق ثابت کرنے میں عاجز وقاصر رہے، ابھی ان کے پاس مسجد ضرار کی امامت ہے، چونکہ آپ امام ضرار ہیں ۔چھترون میں مرحوم آغا علی اور آغا طٰہٰ کی اولادوں کے درمیان تقسیم ہے نزاع چل رہا

ہونگے ،معلوم ہے اگر فیصلہ نہیں ہوا مقدمہ کہاں دائر ہوگا۔مرحوم آغا سید حسین نے مثل معاویہ اپنے نالائق فرزند کو پرائمری سکول سے اٹھا کر محراب ومنبر پر رکھا،شیوخ بلتستان کرسی نصیب نہ ہونے کی وجہ سے حسرت کی موت مرتے ہیں ۔ میں نے ان سب پر اللہ کی دین محمدؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خط سرخ کھینچا میرے بھائی میرے آنے سے پہلے ذاکر تھے شیخ ضامن تازہ سکول چھوڑے ہوئے تھے مجھے معلوم نہیں پاس ہوکر چھوڑا تھا یا فیل ہوکر اس کو قابل لائق سمجھ کر نہیں جوان سمجھ کر پڑھا کے لائیں تھے،میری نیت خالص تھا۔آج اس فیصلہ پر کسی قسم کی پشیمانی نہیں میں نے یہ کیوں کیا،اگر میں نہ کرتا تو بھائی وہی کرتا جو ضامن نے کیا ہے۔میری نیت خالص دین ہے میری خواہش تھی یہ تینوں خالص دین کی نیت سے کام کرتے لیکن ان تینوں کی نیت شکم خوری ہے،ناقصین شریعت والوں کی ہدایت ہر من وعن عمل کرتے ہیں ان کی پیش کشش کو مسترد کرنا بقول ایرانی حیف ہے۔

وصیت عبدالکریم:۔

وصیت کے بارے میں لکھنے سے پہلے عبدالکریم کے بارے میں وضاحت کرتا ہوں ۔ عبدالکریم کسی کا نام نہیں ہے بلکہ ہر اس شخص کا تصور ہے جو خود کو کسی بے چارگی کسمپرسی کی حالت میں اللہ وکریم کی پناہ میں پیش کرتے ہیں دیگران سے قطع امید کر کے خود کو اللہ کی رحم وکرم پر چھوڑتا ہے۔

جب اس کی حالت مرگ یا احتضار قریب آتی ہے تو آخرت حساب جزاء وسزا یاد آتی ہے اپنی تقصیرات یاد آتی ہیں تو کہتا ہے اللہ کریم ہے میں اس کا بندہ ہوں کسی خلیفہ عباسی نے اپنے احتضار کے وقت کہا ''یا من لا یزال ملکه ارحم من زال ملکه''اس جملہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے ایک اور جانب مقام و منصب کو طویل عرصہ گزارنے کے بعد اچانک علائم موت اس کی نظر میں آنے لگے تو کسی عزیز نے اس سے کہا کہ آپ توبہ کریں تو اس نے اس سے کہا میں رب کریم کی طرف جارہا ہوں

وہ مجھے اپنے کرم سے محروم نہیں رکھے گا۔یہ بھی ایک قسم کی توبہ وانابہ ہے۔سلمان فارسی سے منسوب ہے کہ انہوں نے بھی حالت احتضار میں کہا تھا میں بغیر کسی زاد وتوشہ کے تیرے حضور میں آرہا ہوں۔

دوسرا وہ انسان کہتا ہے جو تمام اطراف و جوانب سے خاص کر اولادوں کے طعنے،کراہت و نفرت منہ چراتے دیکھنے کے بعد دیگر عزیز واقارب بھی کم کم دور ہو جاتے ہیں جن سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے اس کو چھوڑتا ہے اب اس کا کوئی سہارا نہیں رہا مرتے وقت کون دیکھ بھال کرے گا پھر ذہن میں آتا ہے اللہ کریم ہے۔''کرم'' خوشہ انگور کو کہتے ہیں جہاں خیر ہی خیر ہے نعمت ہی نعمت ہے اسی مناسبت سے جود وسخا والے انسان کو کریم کہتے ہیں لیکن یہاں بہت سے لوگ اشتباہ کرتے ہیں،کوئی بھی انسان حقیقی معنوں میں کریم نہیں ہوسکتا ہے جہاں جس نے جود وسخا اپنے ذاتی مال سے نہیں کی ہے،اپنے پسینے کی کمائی دولت سے نہیں کیا بلکہ اس نے کسی امانت میں خیانت کی ہے وہ کریم نہیں ہوگا۔جس طرح یہاں امام حسینؑ اور حضرت عباس کے نام سے جمع شدہ مال جائداد بنانے والے غاصب طائم ہے وہ یزید سے بدتر ہے۔

بعض خلفاء بنی امیہ،بنی عباس یا بنی ہاشم کی بعض شخصیات صاحب جود وسخا میں معروف تھے جیسے ہارون الرشید اور اس کے وزیر اعظم برمکی کو لوگوں نے صاحب جود وسخا کہا ہے۔ہارون الرشید نے یہ دولت مسلسل جنگوں سے حاصل غنائم اور خراج سے حاصل کی اس کو اس نے اپنی اور اپنے خاندان کی عیاشی کے بعد اپنے وزیر اعظم برمکی پر چھوڑا تھا جس کا دین و دیانت ہارون کے لئے کشف ہوا کہ تمام فریق مخالف حکومت کو نوازتا تھا۔اہل بغداد اس کو محسن کہتے تھے جبکہ وہ خیانت کار تھے۔

اس کی ایک معاصر مثال ہمارے ملک میں بیرون ملک اور اندرون ملک کے این جی اوز سے رقم لیکر مساجد و مدارس بنانے والے کو محسن ملت کہتے ہیں۔حتیٰ یہ بھی شرمناک بات ہے سننے میں

آئی ہے یہاں کے علماء ان کے تجلیل و احترام کے اجلاس رکھتے ہیں ان کے نام کا صندوق کھولا ہے، خیرات کی درخواست کرنا شرم کی بات ہے۔

راقم وہ انسان ہے جسے غیر متوقع انداز میں بغیر کسی جرم و خطا کے داماد بنین و بنات اُف کی جگہ تف کر گئے ہیں، صرف اس جرم میں کہ وہ خالص اسلام کی قرآن اور محمدؐ کی بات کرتے ہیں، لوگوں کی چہ مگوئیوں پر عزیز و اقارب دوست احباب ان کو چھوڑ کے گئے ہیں، گویا ان کی نظر میں میں نے ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اس بارے میں حال احوال پوچھنا بھی قباحت سمجھتے ہیں ابھی کسی نے نہیں پوچھا کہ آپ کے ادارے کے ساتھ کیا مسائل ہیں حل ہوئے یا نہیں۔ آپ نے کیا کہا اور لوگوں کا آپ کی کتابوں کے بارے میں کیا اعتراض ہے۔

اگر میرے گھر آجائیں تو کتاب اٹھانے سے پرہیز کرتے ہیں گویا میں نے کوئی مسودہ بک ڈپو کھولا ہے، غزلوں کا مجموعہ چھاپا ہے یا کوئی ڈائجسٹ چھاپا ہو، کفر و الحاد پر کوئی کتاب لکھی ہو۔ ان تمام ناگفتہ بہ حالات میں اللہ کریم نے میرے حواس سالم رکھے، عقل سالم ہے۔ دوستوں عزیز و اقارب کا چھوڑنا باعث پریشانی و تشویش حواس باختگی نہیں ہوا بلکہ یوں محسوس کرتا رہا ہوں کہ میں نے سعی و طواف رمی جمرات کرنے کے بعد حلق کیا ہے کبھی اس سے بھی بالاتر سوچتا ہوں۔

نقص اولادوں کا امتحان:۔

اللہ نے قرآن میں نقص اولاد سے امتحان لینے کا فرمایا ہے ''ہم نقص مال کے ساتھ نقص اولاد سے بھی امتحان لیں گے''، نقص اولاد کی چند قسمیں ہیں کسی کو ہر قسم کی نعمتوں سے نوازتا ہے لیکن نعمت اولاد سے محروم رکھتا ہے، یہاں تک کہ اس کا مال و دولت اغیار کے ہاتھوں میں جانے پر پریشان رہتا ہے یہ حتی الموت حسرت و کاش کہتے ہوئے دنیا سے گذر جاتے ہیں۔ دوسرا نقص اولاد

معیوب یا دائم المرض اولاد سے امتحان لیتے ہیں۔تیسرا نقص موت اولاد سے کرتے ہیں خاص کر اگر جوان رشید و عاقل وخوبصورت ہو،خاص کر اس سے امیدیں وابستہ کی ہوں،کبھی کبھار کے لئے جان لیوا ہوتا ہے، یا کسی مرض معیوب میں یا اغواء ہو جاتے تو کیا ہوتا۔میرے چار بیٹے ہیں چار بیٹیاں جوان رشید و عاقل ہیں دو بیٹے دو بیٹیاں نام نہاد علوم دین، دنیاو آخرت دونوں سے محروم کرنے والے مفت خوری، نیازمندی والے علم دین میں فاضل ہونے کی وجہ سے مغرور وتکبر کا شکار ہیں، کیونکہ جن علوم میں یہ لوگ فاضل ہیں ہم اس باب میں فیل ہیں میرے مخالفین نے ان کو بتایا ہے والد سے آپ لوگ فاضل ہیں۔

باقی دو روح اللہ اور مہدی کالج پاس کرنے کے بعد کمپیوٹر میں خاص عبور حاصل کیا،ان دو کو قادیانیوں، آغا خانیوں نے پہلے ہی اپنی نگرانی میں لیا تھا،انہیں یہ تعلیمات دی تھیں کہ جتنا ہو سکے باپ کو ذلیل وحقیر وفقیر کی حیثیت سے دیکھیں، کراہت ونفرت سے دیکھیں،ان کا حال چھورکا کے بے ایمان دیگر پڑھے لکھے والوں جیسا ہے،لیکن اللہ نے انہیں نہیں چھینا اسماعیلیوں قادیانیوں اور سیکولروں نے ہم سے باغی بنایا۔ہم مروجہ علوم سیکھنے کے خلاف نہیں تھے لیکن شکار چیان مشنری ان کو بے دینی کی راہ پر لگا رہے تھے چنانچہ ہمیں خود ان دونوں کی اپنی زبان وحرکات سے پتہ چلا کہ یہ دونوں جال صیاد خانی وقادیانی میں آگئے ہیں۔بعد میں کمپیوٹر میں شب گذاری کا یقین ہوا اسی دوران خود اپنے علاقے کے دو قاسم اور تقی جو ظاہری طور پر نماز و روزہ کے پابند نظر آتے تھے آکر ان سے نشست رکھتے تھے۔ہر آئے دن ہم سے نفرت وکراہت کراتے تھے باپ کو اف نہ کرو تف کرو یہ عمل کر کے الگ ہو گیا ہے،لیکن ہم کچھ کر نہیں سکتے تھے۔قم میں نام نہاد علم دین حاصل کرنے والوں کو بھی شبیر کوثری یہ سکھاتے تھے کہ کوئی بات نہ مانیں اس وجہ سے خوشی ختم ہو گئی کہ صاحب اولاد ہیں، یہاں

تک رضا اللہ پر راضی ہونا ہی اپنے مسائل کا حل سمجھا۔ یہاں تک کہ مہدی جو بچپن سے میرے کنٹرول سے باہر ایجنسیوں کے ہاتھوں کھیل رہے تھے، گزشتہ سال ایام عاشورہ میں اپنی حرکات و کردار کی پاداش میں نا مناسب اقدامات کرنے والوں نے انہیں اپنی تحویل میں لے لیا، مجھے کوئی پتہ نہیں چل سکا وہ کہاں ہے کیونکہ میں یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ میرا بیٹا کس جرم میں پکڑا گیا ہے؟ کیونکہ ہماری نظارت سے باہر ہونے کی وجہ سے بہت سے جرائم کا مرتکب ہوسکتا ہے۔انہیں ہم سے نفرت کروائی دین و دیانت چھوڑنے کی وجہ سے مجھے ان سے دل میں نفرت پیدا ہوئی ہے۔

اس لئے اپنے آپ کو عبدالکریم کہتا ہوں کیونکہ اس نے مجھے ان کے دنیا بنانے کی توجہ سے ہٹا کر اپنا دین اپنی آخرت بنانے کی طرف متوجہ کیا ہے یہ اس کا فضل و کرم ہے۔ میں جب کراچی پہنچا تو اسماعیلیوں کے صیاد میرے پیچھے پڑے، دام مرغنیات بچھائے گئے اسرائیلی سوالات کی بوچھاڑ کرتے رہے مجھے معلوم نہیں تھا میں ان کو مخلص و دیندار دوست سمجھتا تھا لیکن اللہ کے رحم و کرم سے بعض مایوس ہو کر خود ہی پیچھے ہو گئے، اور بعض کو اللہ نے خود دور کیا بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں یہ بھی میرے رب کا فضل و کرم ہے اس نے خود ان سرنگوں کو ہم سے ہٹایا، اس لئے میں اپنے آپ کو عبدالکریم سمجھتا ہوں۔

اگر یہ لوگ میرے ساتھ ہوتے تو شاید میں گمراہ اور مشرک مرتا ہے جس طرح بہت سے علماء کو ان کے اولاد کے فسق و فجور نظر نہیں آتی ہے۔ان کی خاطر حریص طمیع ہونا کسب و کار تجارت کیلئے پریشان ہونا بندش شدہ ادارے کا حل تلاش کرنے کے لئے غیر صالح افراد سے رابطہ کرنا لیکن اللہ کا احسان و کرم ہے اس نے ہر آئے دن میرے ذہن میں بہتر سے بہتر عناوین نقش کیے جس کیلئے ذہن فوراً ان مصادر کی طرف منتقل ہوا، ورنہ یہ عمر ہر چیز بھولنے کا دور ہے۔

لیکن ابھی بھی آپریشن شدہ دونوں آنکھیں مطالعہ کتب کیلئے آمادہ ہیں سماعت بھی اتنی خراب نہیں ہوئی، ایسی حالت میں تنگ آ کر موت کی دعا نہیں کرتا ہوں یہ بھی دعا نہیں کرتا کہ میرے ادارے پر لگی پابندی ہٹائیں، اولادوں کو میرے لئے نرم کریں۔ ہر آن ہر لحظہ اس کے فضل و کرم کا شکر گزار ہوں، ان تمام نعمات کا خود کو اہل و مستحق نہیں سمجھتا ہوں، یہ سب اللہ کا فضل و کرم ہے لہٰذا میں بندہ کریم ہوں، اللہ نے جو وعدہ قرآن میں دیا اس کو ہم نے پایا۔ ایک ایسا قصوروار بے سہارا جسے باہر والوں کے ساتھ ساتھ اپنی ہی عزیز اولاد بنات و بنین و رشتہ داران قریب و بعید نے اس جرم میں کہ میں فرقہ شیعہ کو چھوڑ کر خالص اسلام کیطرف کیوں گیا؟ حصار خانہ میں محصور کیا، اس میں بے ثباتی و بے قراری کرب و اضطراب کا مظاہرہ کئے بغیر کہتا ہوں اللہ کریم ہے۔ کریم چونکہ صفت خاص اللہ ہے، جیسے اللہ رحمٰن، کافر ملحد بے دین فاسق پر بھی رحم کرتا ہے، لیکن کرم بندہ مومن پر ہی کرتا ہے اس لئے اپنا نام عبدالکریم رکھتا ہے۔

میں اپنے ساتھ ان عزیزان کو بھی اس کرم کی کفالت وضمانت میں دیتا ہوں جنہوں نے اس دوران حصار میں میری اس کتاب کو ترتیب و تنظیم سے آراستہ و پیراستہ کرنے میں میری معاونت کی ہے۔ وہ برادران ہیں برادر ابرار حسین، مولانا شکور علی، محمد علی، ناصر شاہ، تاثیر شاہ، خادم حسین اور کنزل عمران۔ اے رب کریم جس طرح تو نے اپنے رسول کریم کو تبلیغ و رسالت میں صیانت کا وعدہ دیا، اس طرح ان عزیزان نے بھی رسول کی تبلیغ کو نشر کرنے میں مدد کی۔

وصیت نامہ:۔

علی شرف الدین بن سید محمد جو یشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ خاتم النبیین ،حجۃ اللہ فی العالمین الی یوم القیامۃ و ان کتابی ھو القرآن العظیم" اللہ اور رسولؐ کے بعد کتنی ہی مقام والی ہستی کیوں نہ ہو حتیٰ آئمہ و اصحاب اطہار فقیہ و مجتہد کو بھی من وعن حجت نہیں مانتا ہوں جب تک قرآن اور سنت و سیرت رسول اللہ سے استناد نہ کریں، نیز یوم آخرت یوم قیامت یوم حساب یوم جزاء جنت و جہنم پر ایمان غیر متزلزل رکھتا ہوں۔

کلمہ شہادتین کے بعد ذات باری تعالیٰ کا بے نہایت شکر گزار ہوں اس نے میری قد و قامت علم و ایمان میں بھی بقدر ضرورت کی حد تک عنایت کیا مجھے علم میں دعویٰ فرعونیوں کی مقدار میں نہیں دیا۔اس کے علاوہ مجھے میری ضروریات زندگی میں دست نگران نہیں رکھا اپنی نعمت مادی و معنوی سے نوازا ہے سب سے زیادہ نعمت بلتستان سے لے کر کراچی تک کے مفاد پرستوں، شکارچیوں اور صیاد ان دینوں کے چنگل سے مجھے رہائی عنایت فرمائی، خاص کر اولاد کی خاطر دین برباد کرنے والی جنایت خیانت سے بھی نجات دلائی ہے۔

میں اس فکر کا انسان نہیں ہوں اور نہ تھا کہ ہم اقتدار میں آکر اسلام نافذ کریں گے، ہم نے یہ بھی نہیں کہا اور نہ کہتا ہوں ہمارا دین ہماری سیاست اور ہماری سیاست ہمارا دین ہے یہ کہنے والوں سے پوچھیں اس کی سند کیا ہے؟ یہ عبارت آیت قرآن اور فرمان رسولؐ سے اقتباس ہے یا یہاں کے دین کے نام سے سیاست کرنے والے، کفر و الحاد سے سمجھوتہ کرنے والے، ملحدین کے اتحادیوں، جناح اور اقبال کے اسلام والوں، مطالبات منظور کرنے کے لئے عوام کے املاک کو جلانے والوں، اجتماعات میں دھماکہ کرنے والوں یا تارک صوم و صلاۃ حج و زکوۃ و حجاب والوں کا ہے؟ یہ کسی بڑی

شخصیت نے کسی کو جواب مسکن کی طور پر دیا ہے،انھوں نے اپنے تصورات کے مطابق کہا ہوگا۔ میں کسی سیاسی پارٹی کا ووٹر نہیں بنا بس ایک دفعہ کسی منافق کو مومن سمجھ کر ووٹ دیا تھا۔ہم پہلے ہی دن سے اسی نیت میں رہے کہ اسلام کو جہاں تک ممکن ہوا اپنے بیان وقلم سے اٹھاؤں اور قرآن کی حاکمیت کو اٹھانے کی دعوت دوں لیکن یہاں کے اسلام و مسلمین کے عدو دولد و قادیانیوں و آغا خانیوں کے گماشتوں نے میرے بچوں اور اعزاء واقرباء،بعض دوستوں کو مجھ سے چھینا۔میری اولادوں کو اغواء کیا اور ان کے دینی خلیہ کو سکھایا اور ان کو باپ کو تف کرنے والا بنایا۔اپنے بے بنیاد مذہب بے سند مذہب کو اصل قرار دے کر مجھے گمراہ قرار دیا،ان چند کلمات کے ذریعے اظہار کرتا ہوں وہ شیعہ ہیں میں مسلمان ہوں۔

حکم قرآن ہے،اختلاف ہونے کی صورت میں فیصلہ قرآن اور محمدؐ کی طرف لے جائیں۔

چونکہ قرآن اور محمد سے ان کے سینے خالی ہیں لیکن حکم قرآن ہے کہ انسان مرنے سے پہلے اپنی متروکات کے بارے میں وصیت کرے تاکہ رہنے والے وارثین یا دعویداران کے حقوق میں جھگڑا وفساد نہ ہو۔اس لیے اسی حکم کے تحت میں نے دو دفعہ اپنی وصیت کو کتاب کے آخر میں لگایا تھا لیکن موصی علیہم ناشناس ناشکر باغی و طاغیوں کو وعدہ پسند نہیں آیا دین وایمان کو ثمن قلیل میں فروخت کر کے دنیا کو حاصل کیا۔میری جائیداد میری چچا زاد بہن اور دوست لاولد نے مجھے تکرار سے بلتستان بلا کر عطیہ کی اور میں نے چند پلاٹ سکردو میں خریدے، یہ اپنی اولادوں کی خاطر یا اپنی تعیش کی خاطر نہیں خریدا، نہ میں نے زندگی میں تعیش کیا ہے،قرآن اور سیرت حضرت محمدؐ کو اٹھانے کے عزم و ارادے کی خاطر خریدے تھے۔لیکن یا علی مدد کہہ کر شریعت اسلام کو منسوخ کرنے والوں نے ادارے کا گلہ دبا کر ختم کیا۔اللہ کریم ہے وہ احکم الحاکمین فصل قضا کا قاضی ہے۔اس سے کچھ چھپا ہوا نہیں

ہے،کوئی اس کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔

میں نے ادارے کو کسی کی شراکت سے نہیں بنایا ہے، چندہ جمع کر کے، خیرات لیکر، مجتہدین یا سرمایہ داروں سے پیسہ لے کر نہیں بنایا ہے، بلکہ یہ ادارے کی چھپی کتابوں، ایران سے چھپی اردو کتابوں سے حاصل درآمد تھی، اگر کسی کے پاس اس کے خلاف شواہد ہیں تو میری حیات میں لائیں ورنہ جھوٹ، افتراء اور تہمت نہ باندھیں ورنہ قیامت کے روز کذابین مفترین کے ساتھ جہنم جائیں گے قہر و غضب الٰہی سے نہیں بچیں گے۔ میری جائیداد میں کسی قسم کی خورد برد نامی کوئی چیز نہیں دس سال سے زائد عرصہ محاصرے میں ہوں، گھر میں ایک ہزار ماہانہ درآمد نہیں ہے گھر کے تمام اخراجات بجلی، گیس، علاج معالجہ کے اخراجات چھورکا کی زمین کے اجارہ اور اس کی فروخت سے پورے کر رہا ہوں۔

میرے اپنے اشجار ثمر دار درخت خوبانی اور سفیدہ اور رجوراثت اور عطیہ میں ملے اشجار ثمر و غیر ثمر دار فروخت کر چکا ہوں، جو کچھ مالیت ہے اس سے خالص اسلام قرآن و محمدؐ کو اٹھایا ہوں اور اٹھا تا رہوں گا۔ موقع ملا تو خرچ کروں گا قرآن و سنت میں وارثین کے لیے جائیداد چھوڑنے کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے، اولاد کی ذمہ داری حد بلوغت تک محدود ہے ان کی نوکریوں اور ازدواج کی ذمہ داری اللہ نے باپ پر نہیں لگائی ہے، اگر معذور بے روزگار ہیں تو انہیں کھانا دیں گے۔ وہ انسان بد قسمت شقی جہنمی ہے جو اپنی کسب کے علاوہ لوٹ مار دین فروشی کر کے اپنے وارثین کے لئے دولت بناتے ہیں، خاص کر وہ انسان جو شکل انسان ہے اپنی بیٹی، بہن کو وراثت سے محروم کرنے کیلئے چال ابلیس چلا کر لڑکوں میں تقسیم کر جاتے ہیں۔ وراثت چھوڑنے کی کوئی ہدایت نہیں ہے اگر کچھ بچ گیا تو ان سے زیادہ کوئی مستحق نہیں یہ میرا احسان نہیں بلکہ اللہ رب العزت کا حکم ہے اس کی امانت اور اس

کا احسان ہے وصیت کسی کے حق میں احسان نہیں ہوگا بلکہ تعمیل حکم قرآن ہوگی ۔تا کہ میرے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ شرف الدین نے خود لڑکیوں کو اور اپنی زوجہ کو وراثت نہیں دی،وراثت انسان کے مرنے کے بعد خود منتقل ہوتی ہے دینی نہیں ہوتی ہے، پہلے دینے کو صنف اناث کو محروم کرنے کی سازش دھوکہ کہتے ہیں میں نے کسی کو دھوکہ نہیں دینا ہے اور نہ دوں گا میں پہلے جائیداد تقسیم کر کے خود کوان کا دست نگر بھی نہیں کرونگا۔ جو ایسا کرتا ہے وہ بے وقوف ہے۔ حقیقت میں اللہ کے حضور حاضری دینے سے پہلے اعلان کرتا ہوں اے اللہ میں تیری کتاب قرآن عظیم کے بیان کردہ احکام کے تحت اپنی متروکات کے بارے میں کسی بھی قسم کی دخل اندازی و جانب داری گرائش کا مظاہرہ کئے بغیر خالص قرآنی حکم کے مطابق اعلان کرتا ہوں کہ میری اولاد، دامادوں نے اپنے بے بنیاد بلکہ سازش یہودی مجوسی والے مذہب کی خاطر مجھ سے جورو یہ وسلوک روا رکھا ہے اس کو حساب میں رکھے بغیر مجھے چاہنے نہ چاہنے والوں کا فرق وتمیز رکھے بغیر جائداد منقول وغیر منقول جو بھی ہے اس کا آٹھواں حصہ میری زوجہ لے گی باقی آٹھ اولادوں میں لذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا، میں اپنی حیات میں کسی کو زیادہ نہیں دے رہا ہوں۔

ان سے غصے میں مال میں اسراف وتبذیر یا حد اعتدال سے ادھر ادھر نہیں کیا اور نہ کرونگا یہ جائیداد میرے پاس امانت الٰہی ہے اس میں ہیر پھیر نہیں کروں گا،کوئی دینی مصرف بھی نہیں دیکھ رہا ہوں، کیونکہ میں ان سے زیادہ دیندار کسی کو نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ اس وقت یہ لوگ کلمہ پڑھنے والے ،نماز پڑھنے والے اسماعیلی ہیں،اثنا عشری بس فرضی تصوراتی اور دھوکہ دہی ہے قرآن اور سنت سے دور کا واسطہ نہیں ۔مساجد ومدارس اب این جی اوز اور علماء، حاجی، زوار کا منافع بخش کاروبار ہے،اس کو چھپانے کیلئے علماء اپنے محاسن کو واسطہ بناتے ہیں۔ مسجد ماتمسراء کیلئے وقف نہیں ہوتی ہے جس

جس نے ایسے وقف کیا ہے وہ حرام کھا رہے ہیں یہ ان کے مالکان کے قبضہ میں باقی ہے۔اس کے فتاویٰ مجتہدین قرآن اور سنت کے استناد سے عاری ہے۔

البتہ سکردو والڈنگ میں واقع پلاٹ میں نے اپنے ادارے کے لیے مخصوص کیا ہے میں نے پہلے ہی اس کو ادارے کی خاطر ہی خریدا تھا اس کو میری کتابوں کی تصنیف و تالیف کے معاونین کی تولیت میں دیا ہے،اس کے سربراہ و نگران جناب ابرار حسین صاحب ہیں وہ جو مناسب سمجھیں اقدام کریں۔

اولادوں کو نصیحت کرتا ہوں ،بیٹیوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں،اپنا حق پدری ضرور لے لیں، میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے اس میں کسی قسم کی چال ابلیس نہ چلائیں یہ تعطیل شریعت میں آتا ہے یہ گناہ نہ کریں اور لڑکوں کو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ ان کا حق ان کو دیں،ورنہ دنیا و آخرت میں سیاہ رو ہونگے ،آخرت میں ظالم وخوار ہونگے۔ظالم واشقیاء اور جاہل اپنے لیے جہنم میں جگہ خریدنے کے لیے اسی حکم الٰہی کی راہ میں اپنا حیلہ ابلیسی چلاتے ہیں اور وہ بے دین ذکور کی خاطر اناث کو محروم کرتے ہیں لیکن میں ہرگز ایسا نہیں کرونگا۔

علی آباد میں ہماری چچازاد بہن بھتیجیاں رہتی ہیں انہیں وصیت کرتا ہوں میری وفات پر اصل ژھوقپہ سگلدو وسکور اعلی آباد و دیگر اہل چھورکا سے کسی کو تعزیت کیلئے آنے نہ دیں اور نہ ہی میرے لیے مجلس و فاتحہ خوانی رکھیں کیونکہ اہالی چھورکا جنہوں نے ہمیشہ قرآن کریم پر غرابی کے ضد قرآن اشعار کو اٹھایا ہے وہ حکم قرآن کے خلاف مولویوں کے فتاویٰ کو اٹھایا ہے۔یہاں کے لوگ قرآن کے خلاف ہیں،اللہ ان کی تلاوت قرآن کو قبول نہیں کریں گے،قرآن ان پر لعن کرتا ہے کیونکہ انہوں نے حکم قرآن کو مسترد کر کے اسلام ناخواندہ کے حکم کو اٹھایا ہے۔اس کے علاوہ چھورکا والوں نے دیگران

کی بنسبت زیادہ ہم سے دشمنی کی ہے خاص کرعلی آبادوالے جنہوں نے میرے حق مادری کورو کنے میں بہت کردارادا کیا ہے ۔ میں قصوروار ہوں گناہگارنہیں ہوں میں نے چھوٹی عمر سے ابھی تک کسی محرمات قرآنی کاارتکاب نہیں کیا میں اللہ کے حضوراس کتاب کولے کے جاؤں گا جس کواٹھانے کی وجہ سے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے تو خودفیصلہ کر۔

آخر میں یہ بھی بطورصراحت اعلان کرتا ہوں میں نے اپنی اولادوں گھر والوں میں سے کسی سے ناانصافی نہیں کی ہے جس کسی کا کہنا ہووہ میری حیات میں بطورتحریر بتائیں، میں اس کا ازالہ کروں گا۔ میں مروجہ تعلیم انگریزی سیکھنے کے مخالفت نہیں تھا' میں تعلیم کے ساتھ بے دینی تربیت لینے کے خلاف تھااور ہوں ۔ میں زوجہ اوراولادوں پر جوسرپرستی اللہ نے دی ہے اس پرسختی کا حامی ہوں جتنا میری بس کی بات ہوگی لاگوکرلیا ہے ۔اس طرح چھورکاوالوں سے خصوصی طور پر نہ کسی سے عداوت ودشمنی رکھتاہوں اورنہ ہی کسی سے محبت، میں صرف دین کابول بالادیکھنا چاہتاہوں۔

وآخر دعوانا الحمد لله رب العالمين ۔اللہ کافضل واحسان ہے اس نے مجھے اسلام مخالف والوں کے چہرے سے نقاب اٹھانے کی توفیق دی۔

علی شرف الدین

۱۴۳۹محرم الحرام

فہرس

☆☆☆---☆☆☆

قرآنیات

قرآن سے پوچھو
قرآن اور مستشرقین
انبیا قرآن آدم نوح ابراہیم
انبیا قرآن موسیٰ عیسیٰ
انبیا قرآن ھود صالح ذوالکفل زکریا
یعقوب و یوسف
سیرت حضرت محمدؐ
قرآن میں شعر و شعرا
قرآن میں مذکر و مونث
اٹھو قرآن سے دفاع کرو
قرآن میں نحو اور نحوین
اعجازات قرآن
خالق و حیات
تفسیر موضوعی یوم آخرت
تفسیر احکام قرآنیہ
ترجمہ تفسیر موضوعی آیت اللہ صدر
مکتب تشیع اور قرآن
قرآن میں امام و امت
سوالنامہ معارف قرآنیہ
اہل ذکر کے جواب
تفاسیر باطنی یا قرآن دو رسائل
قرآن میں کلام علی
قرآن کتابوں کی چشم

باطنیہ و بہائیت

شیعہ اہل بیت
علم اور دین
عقائد و رسومات

نصف ایمان
پیغام سوواں شمارہ سوواں پیام علم سبز
علماء و دانشوران پاکستان۔

تاریخیات

مدخل الدراسات تاریخ اسلامی
دور رشد و رشادت
سلاطین مخصوص مسلمین حصہ اول
سلاطین مخصوص مسلمین حصہ دوم
سلاطین مخصوص مسلمین حصہ سوم
تاریخ الحاد و علمانیت
برصغیر میں طلوع اسلام سے انتہا مغلیہ و
جاگزین برطانیہ و تحریک حکومت مسلمین
مدخل الدراسات رواۃ و روایات
قیام پاکستان
مروان فرق و مذاہب

حسینیات

تفسیر عاشورا
تفسیر سیاسی قیام امام حسین
عنوان عاشورا
اسرار قیام امام حسین
تجزیہ تحلیلات دو قاتلین امام حسین
قیام امام حسین کا جغرافیائی جائزہ
اصول عزاداری
مثالی عزاداری
عزاداری کیسے اور کیوں
عزاداری وسیلہ ضرب اسلام
مجلس مذاکرہ امام حسین

انتخاب مصائب
قیام امام حسین غیر مسلموں کی نظر میں

فقہیات

قرآن و سنت میں حج و عمرہ
تفہیم حج و عمرہ
احکام قرآنیہ
اجتہاد و تقلید تجدید کا آغاز و انجام
مذاہب فقہی مسلمین
موضوعات متنوعہ

اجتماعات و سیاسات

ولایت فقیہ
فن گفتگو
مدارس و حوزات پر نگارشات
فیصلہ عدالت
شکوؤں کے جواب
ہماری ثقافت ہماری سیاست
جواب شکوہ
پک گئے جواب اہانت و جسارت آمیز ڈاکٹر
حسن خان
تقریب بین المذاہب اہداف و اعلام
محال فی محال
جمہور کا داؤں کا مذہب
دارالثقافہ سے عروۃ الوثقیٰ
سیکولرازم وحدت الحادازم تا ای یہودازم
ملاحظات خاطفہ بر پایان نامہ صاحبہ
اخوان صفا معاصر
شاہراہ مسکونی
ندوۃ الفکر اسلام الراۃ

تفسیر دعا ندبہ

مجلات

مجلہ ثقافت اسلامیہ مقالات قرآنیہ
مجلہ اعتقاد چار شمارے
مجلہ عصر حق
دراسات فی الفرق والمذاہب
حقوق طلبی
فصل جواب
جواب سے لاجواب
جوابات صادرہ
آمریت کے خلاف امت کی جہد و جہد
مسجد

مکتوبات

مکتوب برادران آشنایان ناشناس
مکتوب اساتذہ ہائی اسکول کچورا
مکتوب استاد حاج غلام مہدی سکردو اشکر
مکتوب مکتب بلاغ مطہری سکھر
مکتوب جناب مولانا تمکین کاظمی امیر کاروان
عمار یاسر
مکتوب بہ کالج پاکستانی محقق یا عمال در حرمین
شریفین
مکتوب کشادہ بخدمت جناب مرکو سلگری
جمہوری اسلامی ایران در کراچی جناب آغائے
زمانی
مکتوب جواب دعوت نامہ مجمع جہانی اہل بیت
تہران
مکتوبات خاندان دو فرد یا دو بار دو طلب ارث
مادری

اہل فکر و دانش علم و ادب کے الفاظ شناس اور ملک و ملت کی داخلی و خارجی سرحدوں کے محافظ و پاسدار، قانونی سقم نکالنے والے وکلا، سطور و صفحات کے تجزیہ نگار، معاشرے میں امر بالمعروف و نہی از منکر کرنے کا اعزاز رکھنے والے بتائیں کہ ان کتابوں میں اسلام قرآن حضرت محمدؐ اور وطن اسلامی کے امن و امان سے متعلق کہاں خطرات و مشکلات نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے ان کتابوں پر پابندی لگائی ہے نقد و نشاندہی کریں۔

اسماعیلی قرمطی نصیری اور غالی علماء کا حکم ہے ان کتابوں کو نہ پڑھیں۔